جنگ نامہ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنگ نامۂ اسلام

جلد سوم

جنگ اُحد سے بعد کی تفصیلات اور غزوہ خندق (احزاب) کے تفصیلی حالات

فردوسیٔ ملت منظور

ناشران
پنجاب بک ڈپو ــــــ سرکلر روڈ لاہور
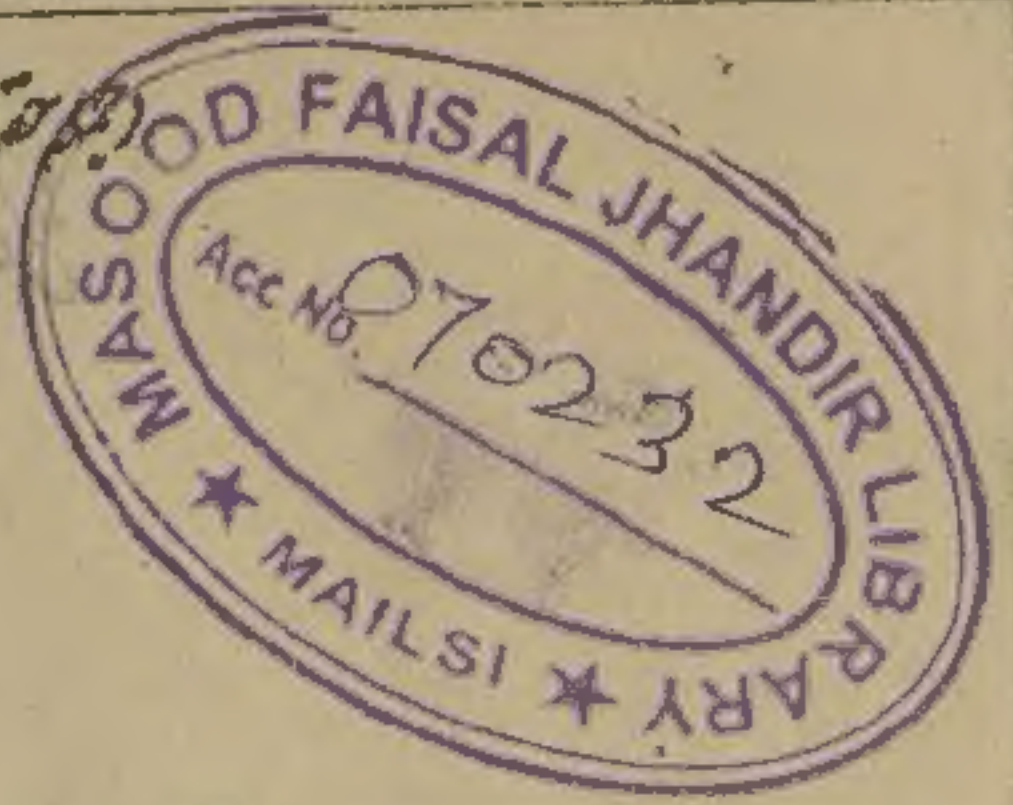
اشاعت اول ——————

قیمت ——————— ساڑھے تین روپے

مطبوعہ : دارالاشاعت پنجاب آرٹ پریس
سرکلر روڈ لاہور

فہرست مضامین

من آں علم و فراست با پرِ کاہے نمی گیرم

کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مردِ غازی را

بہر نرخے کہ ایں کالا بگیری سود مند افتد

بزورِ بازوئے حیدر علیہ السلام بدہ ادراکِ رازی را

(علامہ اقبال مرحوم)

اِنتساب

شمعِ وحدت کے جاں باز پروانوں کی مقدس اور لافانی یاد سے جن کے حقیقی جذبۂ عشق کے بے باکی کارناموں کو دیکھ کر تاریخ عالم کا ہر ورق زبانِ حال سے کہہ رہا ہے :-

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کندیں عاشقانِ پاک طینت را

اپنے خلوصِ ارادت و جوشِ عقیدت کا یہ بیسرا ناچیز تحفہ منسوب کرتا ہوں !

منظور

پیش لفظ

خدا کا شکر ہے کہ جنگ نامۂ اسلام جلد اول کے تیسرے اور جلد دوم کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے فوراً بعد ہی راقم کو جلد سوم کی تکمیل سے عہدہ برآ ہونے کا موقع میسر آگیا ہے۔ جسے میں ناظرین کی خدمت میں اس وقت پیش کر رہا ہوں۔

اس حصے کی بروقت تکمیل کی محرک میرے کرم فرمائے گرامی مولانا عبدالمجید سالک اور مشفقی ڈاکٹر سید [illegible] قریشی صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ایسے ناقدانِ فن کی حوصلہ افزائی ہے جس کا اظہار انھوں نے بزرگانہ طور پر بصاحبت (جنگ نامۂ اسلام جلد دوم) حدیثِ دیگراں کے آغاز میں بسبیل تعارف فرمایا ہے۔ جہاں میں ان حضرات کی نوازش کا تہِ دل سے ممنون ہوں وہاں اپنی ہیچمدانی کا اعتراف کرتے ہوئے قارئین کرام کی خدمت میں یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ باعتبار نظم اس رزمیہ کو وہ ایسی منظومات سے جن کا مقصد محض لذت [illegible] ہوا کرتی ہے، اس لحاظ سے جداگانہ حیثیت کا حامل تصور فرمائیں کہ یہ ایک ایسے مسلسل تاریخی مضمون پر مشتمل ہے جو سر تا پا [illegible] ہے اور جسے نظم کی صورت میں صحیح طور پر نبھانے میں سمندِ فکر کو پوری آزادی سے [illegible] کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ لہٰذا مجھے امید ہے کہ تاریخ اور ادب کا صحیح مذاق رکھنے والے احباب [illegible] حیثیت پیشِ نظر رکھتے ہوئے میری اس ناچیز کوشش کا مطالعہ فرمایا تو یقیناً وہ اسے بہت حد تک مشکور و معتبر [illegible] کی [illegible] اس میں وہ

تمام جزئیات اپنے صحیح مقام پر موجود نظر آئیں گی جو اس نوعیت کی تصنیف سے رزمیہ انداز میں متوقع ہو سکتی ہیں۔

نفسِ مضمون کے لحاظ سے یہ جلد خاص اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس کا ابتدائی حصہ جنگِ اُحد سے متعلق ایسے ضمنی واقعات پر مشتمل ہے جو تاریخی نقطۂ نگاہ سے بعد کے اہم غزوات کا پیش خیمہ قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اور اس سے اگلا حصہ تمام تر غزوۂ خندق (احزاب) کی جزئیات کا آئینہ دار ہے جن کا ذکر مستند تاریخی کتب کے علاوہ کنایتہً و صراحتہً قرآن مجید کی سورۂ احزاب میں موجود ہے۔ اس جلد کی تصنیف میں ان تاریخی ماخذ سے مستفید ہونے کے علاوہ جن کی تفصیل جنگ نامۂ اسلام جلد دوم کے شروع میں دی گئی ہے (اور جنگی حیثیت ہر لحاظ سے مسلّم ہے) میں نے غزوۂ خندق سے متعلق واقعات کی تحقیق کے سلسلے میں کتب تفسیر اور احادیث سے بھی جا بجا استفادہ کیا ہے۔

مذکورہ کتب تاریخ کے ساتھ ساتھ شفیقی پروفیسر ڈاکٹر وزیر قریشی صاحب کے کتب خانہ کی دو معتبر کتابیں (تاریخ طبری فارسی ایڈیشن اور خاتم النبیینؐ و آرزش اسلام فارسی مصنفہ عباس شوشتری) بھی میرے زیرِ مطالعہ رہی ہیں جن کے لیے میں موصوف کا خاص طور پر ممنون ہوں۔

جنگ نامۂ اسلام کی یہ جلد غزوات کے ابتدائی سلسلے کی وہ اہم کڑی ہے جس پر کفارِ مکہ کی آخری انتہائی کوشش ناکامی پر منتج ہو کر آئندہ کے لیے ان کے جارحانہ عزائم یہاں تک پست کر دیتی ہے کہ اس کے بعد انہیں مدینے پر خروج کی جرأت نہیں ہو سکی۔ اس طرح مخاصمانہ رنگ میں قریشِ مکہ کی وہ منظم یورشیں جن کی تفصیل غزوات بدر، سویق اور احد کے تحت پہلی دو جلدوں میں بیان ہو چکی ہے، یہاں ختم ہو جاتی ہیں اور سرزمینِ عرب

سکے وہ مغرور قبائل جو تفاخر نسلی کی بنا پر ایک زمانے سے انا الموجود لا غیری کے نشے میں سرشار رہے تھے
بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے جاں نثار صحابہ کرامؓ کی عدیم المثال اخلاقی اور روحانی جرأت سے مرعوب
ہو کر اسلام کو ایک زندہ حقیقت تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

منظور حسین منقار۔

گوجرانوالہ —————— ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۵۶ء

تعارف

(مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی ایم-اے)

جنگ نامہ اسلام کی تیسری جلد جناب منظور حسین صاحب منظورؔ۔ ایم۔اے۔ایم او۔ایل کی تازہ پیش کش قوم کے سامنے ہے۔ اس میں غزوۂ احد کے بعد کی تفصیلات اور غزوۂ خندق کے تفصیلی حالات شامل ہیں دعوت اسلام کا یہ منظوم شہکار برائے نقد و تبصرہ ایک ایسے قومی کارکن کے پاس ارسال کیا گیا ہے جو دنیائے شعر و سخن سے قطعاً نابلد اور اقلیم ادب و انشاء سے نا واقف ہے۔ کیا جناب مصنف کو اس امر کا خیال نہ تھا کہ ان کے حسنِ تخیل کا یہ بلند پایہ ادب پارہ کسی مستحق نقادِ فن کے شبدیز قلم سے خراجِ تحسین حاصل کرے! پھر ایک معروف سیاسی کارکن کو کیوں آزمائش میں ڈالا گیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے میرے نصب العین کی مطابقت اور کشمکش حیات میں میری غیر مختتم جد و جہد کی رعایت سے از راہِ اخلاص و محبت سیرتِ طیبہ کا یہ منظوم نسخہ ارسال کیا ہے۔ تاکہ تا ذوبِ آداب سیرتِ محمدیہ" کی تلقین اور رزم خیر و شر میں استقامت کی تبلیغ کیلئے اس سے استفادہ کر سکوں۔ ان کی اس کرم فرمائی کے لیے سراپا سپاس ہوں۔

قید و بند کی تنہائیوں میں خلافت علیٰ منہاجُ النبوت کے قیام اور اسلامی تسخیرِ کائنات کے انقلابی پروگرام کے سلسلے میں جب مجھے غور و فکر کے وافر لمحات میسّر ہوئے تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس مقصد کے حصول میں سب سے

بڑی دقت یہ ہے کہ عوامی نمائندگی کا موجودہ طریقِ کار کہ جس میں اپنے نمائندہ پر عوام کا براہِ راست احتساب ختم ہو جاتا ہے اصولاً غلط ہے اس کے مقابلے میں "عوام کی کارفرمائی" کا طریقہ جہاں عوام اپنے مسائلِ حیات کو خود سمجھیں۔ اپنی مشکلات کا خود جائزہ لیں اور خود ہی ان کا حل دریافت کریں، زیادہ جاندار، مؤثر اور کارگر ہے جو بہ مقصد ہے۔ جسے انہیں ایک عوامی تحریک بن کر اُٹھنا ہوگا۔ یہ تحریک سب سے پہلے افرادِ ملت کی فکری تطہیر اور تعمیر کا کام سرانجام دے گی پختگیِ سیرت اور اجتماعی جدوجہد کے مراحل بعد میں آئیں گے یہ مراحل اطاعتِ احکامِ رسالت اور اتباعِ صحابہ کرام و سلفِ صالحین کے بغیر طے نہیں ہو سکتے۔

منظوم حدیثِ حبیب کا سلسلہ جنگ نامۂ اسلام اس مقصد کے لیے بہترین لٹریچر کی حیثیت رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں اسے یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ مصنف نے جہاں سیرت کے حقائق و واقعات کو بلا کم و کاست بیان کیا ہے وہاں بڑی ہنرمندانہ اور بجرأتِ فلسفہ ان کے ساتھ دعوتِ حق کا فریضہ بھی بطرزِ احسن سرانجام دیا ہے۔ دیگر تذکرہ نگاروں کے برخلاف جنگ نامۂ اسلام کے مصنف کے جذبات و احساسات ایک مستقل پیغام کا درجہ رکھتے ہیں عاشقانِ پاک طینت کی زبان سے فلسفۂ موت و حیات، جہاد فی سبیل اللہ، دینِ قیم سے محبت اور خلوصِ للّٰہیت کو ایسے محبوب اور دل آویز پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ اس پر ہزار زبان اور خطیبوں کی فصاحت و بلاغت کو قربان کیا جا سکتا ہے۔ اندازِ بیان پاکیزہ، سلیس اور دل نشیں ہے۔ کلام بندشِ الفاظ اور قواعدِ فن کے ساتھ ساتھ صنائع و بدائع کے تمام محاسن سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ خاص طور پر صنعتِ محاکات کو اس خوبی سے نبھایا ہے کہ واقعات کی محسوس تصویر سامنے آجاتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ بقولِ اقبالؒ ـــ

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیّل سے فزوں تر ہے وہ نظّارا

منظور صاحب نے بھی اپنی تصنیف میں قرونِ اولیٰ کی اسلامی معاشرت کا مکمل نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ شاعر کے تخیّل کی گرفت اس قدر سخت ہے کہ قاری غیر محسوس طور پر اپنے آپ کو ہر واقعہ کا عینی شاہد شمار کرنے لگ جاتا ہے۔ خاص طور پر "احزاب" میں یہ خصوصیت درجۂ کمال پر نظر آتی ہے۔

مسلمان نوجوانوں کو لہو و لعب، آوارہ گردی اور سینما بینی کی لغو مصروفیات سے ہٹا کر ان کی تہذیبِ اخلاق کے لیے ایسے لٹریچر کی ضرورت تھی جو اُن کے سامنے اسلاف کے کارناموں کو اجاگر کر دے اور ان کے سینوں میں حرارتِ ایمان پیدا کر کے رگ رگ میں خونِ زندگی دوڑا دے۔ الحمد للہ کہ منظور صاحب کے جنگ نامۂ اسلام کے سلسلۂ عالیہ نے اس اہم ضرورت کو کماحقہٗ پورا کر دیا۔ اگر ایک مرکزی مقام پر ہر شام نوجوانوں کو جمع کر کے پُرسوز طریقے سے یہ منظوم واقعات سنائے جائیں اور قوم کے صاحبِ فکر رہنما حالاتِ حاضرہ پر ان کا انطباق کر دیں تو نوجوانوں کی تمام لغو مصروفیتیں ختم ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح مخدّراتِ اسلام بھی اس کی مدد سے سیدۃ النساءؓ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر قابلِ فخر مائیں بن سکتی ہیں۔

مندرجہ بالا تاثرات کی تائید میں زیرِ نظر تصنیف کے چند مقامات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے:۔
اشعارِ ذیل میں نہایت ہی دل نشیں پیرایہ میں حقیقتِ مرگ و حیات کو ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں بہ سلسلۂ تلقینِ صبر (صفحہ ۴۷) یوں بیان کیا گیا ہے۔

ت

اگرچہ موت کر دیتی ہے آنکھوں سے نہاں اس کو

شہادت بخش دیتی ہے حیاتِ جاوداں اس کو

عیاں آئینۂ ہستی سے ہے نقشِ دوام اُس کا

فنا کے ہاتھ سے ہے بالیقیں بالا مقام اُس کا

خوشی سے جو پئیں میدان میں جامِ شہادت کو

کہو مردہ نہ تم اُن کشتگانِ کوئے اُلفت کو

" تختۂ دار پہ فدایانِ اسلام کا نعرۂ حق " کے عنوان سے جاں نثارانِ شہدائے کرام جناب زیدؓ اور جناب خبیبؓ کی زبان سے دینِ قیم کی خاطر شہادتِ حق اور عزیمت و استقامت کا مظاہرہ اُمّتِ مسلمہ کے لیے ایک غیر فانی نشانِ راہ ہے حقیقت یہ ہے کہ جبر و تشدد اور ظلم و استبداد کی قوتوں کے مقابلہ میں مردانِ خود آگاہ و خدا مست کو مالک الملک کی جانب سے اعلاءِ کلمۃ الحق کی توفیق ارزانی ہوتی ہے۔ تو انہیں عاشقانِ جمالِ مصطفوی کی زندگیاں بے یقینی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ایمان و یقین کا مینارِ نور معلوم ہوتی ہیں ت

ہمارے دین کی قیمت کوئی بے دین کیا جانے

وفا دشمن ، ستم جُو عشق کے آئین کیا جانے

مقابل میں ہے اُس کے ہیچ قارون کا خزانہ بھی

حیاتِ دنیوی کا چند روزہ یہ فسانہ بھی

پکڑ رکھا ہو جس نے دامنِ دینِ محمدؐ کو
عمل اپنا بنا رکھا ہو آئینِ محمدؐ کو
وہ حق کے راستے سے دُور جا سکتا نہیں ہرگز
کہ خوفِ ماسوا دل میں وہ لا سکتا نہیں ہرگز

صفحہ ۴۴ پر "مجاہدینِ انصار کی جرأتِ ایمان" کے عنوان سے مومن کی صفات کا بیان کس وجد انگیز طریقہ پر کیا گیا ہے :-

نبیؐ کا عشق ہی ان کی متاعِ زندگانی تھا
یہی ان کے لیے رُوحِ نشاط و کامرانی تھا
متاعِ دینِ حق تھی بے گماں نقد گراں اُن کو
شہادت بخش دیتی تھی حیاتِ جاوداں اُن کو
وہ کہتے تھے خدا کی راہ میں لڑنا عبادت ہے
پیمبرؐ کی اطاعت دین و دُنیا کی سعادت ہے
کہ مرتے دم تلک توحید کا دامن نہ چھوڑیں گے
نہ منھ ہرگز جہادِ فی سبیل اللہ سے موڑیں گے

سیاہی کفر کی تائیدِ باری سے مٹا دیں گے   زمانے میں خدا کے دین کا ڈنکہ بجا دیں گے

صفحہ ۴۴ پر ہر حال میں اطاعتِ رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے سربکف رہنے کا نقشہ "ابوسفیان کے تعاقب میں لشکرِ اسلام کا خروج" کے عنوان سے کیا خوب کھینچا گیا ہے ؎

جراحت سے یہ غازی گل بدن ہو کر ہی آئے تھے

ہرے زخموں پہ مرہم تک لگانے بھی نہ پائے تھے

مگر جب قاصدوں نے سن لیا ارشاد ہادی کا

بصد جوشِ طرب بولے سبھی "لبیک اے آقا!"

یہ سر تیری رضا کے سامنے ہر آن حاضر ہے

برائے خدمتِ دیں مال حاضر جان حاضر ہے

صفحہ ۱۹۸ پر "ضربِ علیؓ" کے عنوان سے ذوالفقارِ حیدری کی کاٹ کا نقشہ بے نظیر ہے ؎

غرض یوں ردّ و کد کا سلسلہ جب ہو گیا جاری

عدو کے بعد آئی اب خدا کے شیر کی باری

جلالِ حیدری سے جو ہوئی ظاہر ید اللّٰہی

بپا اک زلزلہ سا ہو گیا از مہر تا ماہی

ہوئیں عالم چمک کر جوش میں جو ذوالفقار اٹھی

اجل بھی کانپ کر "العظمۃ للّٰہ!" پکار اٹھی

دبک کر ابن عبد وُدّ مقابل پہ سپر آیا
یہ فن اُس نے بڑے انداز سے میداں میں دکھلایا
مگر تیغ یدُ اللہ جو گری برقِ فنا بن کر
لعیں پر آپڑی یک لخت پیغامِ قضا بن کر
سپر کو چیرتی فوراً زرہ بکتر پہ آ پہنچی
اُسے کاٹا تو آگے بڑھ گئی شانے پہ جا پہنچی
کٹا شانہ تو سینے میں صفائی سے اُتر آئی
جہاں قلب و جگر کو چیرتی پہلو میں در آئی
سراپا باطنِ تاریک کو کرتی ہوئی ظاہر
نکل آئی بسرعت پہلوئے بے دین سے باہر
لعیں کا جسم کٹ کر اِس طرف یوں خاک تک پہنچا
اُدھر تکبیر کا نعرہ مقامِ افلاک تک پہنچا
مشرّف کر دیا حق نے اُسے ایسی سعادت سے
کہ افضل ہو گئی دونوں جہانوں کی عبادت سے

صفحات ۲۰۳ تا ۲۱۰ "ابوسفیان کی محفلِ مشورت میں گفت و شنید" ہیں، جو اغیار کی زبان سے تعلیم [illegible]

ربانی کے شاندار نکات بیان کئے گئے ہیں وہ مصداق ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

براہِ راست دعوت سے زیادہ مؤثر ہیں۔ "جاوید نامہ" میں حضرت علامہ علیہ الرحمۃ نے "نوحہ ابوجہل"

سینۂ ما از محمد داغ داغ
از دمِ او کعبہ را گل شد چراغ

کے عنوان سے ابوجہل کی زبان سے حقانیتِ اسلام کے اہم پہلو مثلاً توحید، اخوت، حریت اور مساوات کو نمایاں کیا ہے۔ اسی طرح یہاں پر بھی مصنف نے ابوسفیان، خالد اور عکرمہ کی زبان سے اسلامی فضائل کو نہایت ہی موثر انداز میں بیان کیا ہے۔

صفحہ ۲۰۴ پر ابوسفیان کہتا ہے :-

انھیں کد ہے کہ وہ ان کی سیادت کو مٹاتا ہے
ضعیفوں اور کمزوروں کو پستی سے اٹھاتا ہے
خداوندانِ کعبہ کی بزرگی کا نہیں قائل
وقار ان کا ہوا جاتا ہے اس کی بات سے زائل
عوام الناس کو ان کی طرف سے وہ ہٹاتا ہے ہبل تک کو ادھر بے جان پتھر وہ بتاتا ہے

عقیدہ یہ اگر اپنا لیا باقی قبائل نے
مسخر کر لیا ان کو اگر اس کے فضائل نے
رہے گا پھر نہ کمزوروں پہ کوئی اختیار اپنا
یقیں جانو کہ مٹ جائے گا دنیا سے وقار اپنا

صفحہ ۲۰۷ پر خالد کہتا ہے ؎

چھڑا کر قید و استبداد سے ناشاد کاموں کو
مساوات و اخوت جو سکھاتے ہیں غلاموں کو
سیادت وہ ہماری کب بھلا خاطر میں لاتے ہیں
ہبل کو لات کو عزیٰ کو پتھر جو بتاتے ہیں
قبائل کے جوانوں پر اثر ہوگا ضرور ان سے
یہ بہتر ہے رہیں وہ اس لیے ہم وقت دوران سے

عکرمہ بن ابوجہل کی زبان سے ؎

زمینوں، آسمانوں پر اُسے قادر بتاتا ہے
ادھر کہتا ہے بارش بھی اُسی کا فضل لاتا ہے
قدیمی مسلک آبا سے سب کو باز رکھتا ہے
نسب کے فخر سے اہل عرب کو باز رکھتا ہے

صفحہ ۲۰۸ پر دوبارہ ابوسفیان کہتا ہے۔

کہ ہر جا ہے مساوات و اخوت کا عمل جاری تو رہ سکتی ہے پھر کیسے ہماری یاں عمل داری
عوام الناس ہیں پہلے سے ہی اُس کے تمنائی مٹا دیتا ہے یہ حربہ یقیناً شانِ دارائی
قدیمی خاندانوں کی سیادت کو مٹاتا ہے
یقیں جانو ہماری اس قیادت کو مٹاتا ہے

صفحہ ۲۲۰ پر جنابِ صفیہؓ کی شجاعت کے بعد مصنف کا ایمانی جذبہ پھر تنظیم کے درد سے بے قرار ہو کر دختران توحید کو دعوتِ عمل دیتا ہے۔

صفحہ ۲۴۳ پر طوفان باد کا نقشہ کھینچ کر عذاب الٰہی کی کیفیت خوب نمایاں کی گئی ہے۔

غرض بہ حیثیت مجموعی جنگ نامۂ اسلام اسلامی دعوت کے لیے بے حد مؤثر ہتھیار ہے۔ چونکہ میں خود مبلغ اسلام ہوں اور میرے سامنے ہر وقت دعوت کا افادی پہلو رہتا ہے۔ اس لیے کتاب کا فنی جائزہ یا اس مصنف کے دوسرے کارناموں سے تقابل کرنا میں نے دانستہ نظر انداز کیا ہے۔ میں اس ذہنی طوائف الملوکی کے دور میں ایمان و یقین کی ہر آواز کو از قبیل مغتنمات سمجھتا ہوں۔ پھر جناب منظور صاحب کا یہ کلام علمی اور ادبی دونوں خوبیوں کا حامل ہوتے ہوئے مجھے پسند کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ منظور صاحب کو خدمتِ دین کے لیے تادیر زندہ رکھے اور ان کے کلام کو شہرتِ دوام کی سند عطا فرمائے آمین۔ فقط۔

مورخہ ۲ / اپریل ۱۹۵۶ء عبدالستار نیازی

حصہ سوم

جنگ احد سے بعد کی تفصیلات اور غزوۂ خندق (احزاب) کے تفصیلی حالات

منظور

غزوۂ اُحد کے بعد

شہادت گاہ کا منظر

احد کی جنگ آویزش تھی ایسی حق و باطل کی ... کہ جس سے ہو گئی اک آزمائش جذبِ کامل کی

مقدر نے جنہیں لکھا تھا حق کے پاسبانوں میں ... ممیز ہو گئے حُسنِ عمل سے دو جہانوں میں

نہ آئی اُن کے پائے عزم و استقلال میں لغزش ... کہ چشمِ دہر نے دیکھی نہ اُن کی چال میں لغزش

بہ ہنگامِ وغا تیرِ اجل سے وہ نڈر ہو کر ... لڑے تھے دشمنانِ دین سے سینہ سپر ہو کر

نئی شانِ شجاعت سے بجا کی خون غلطیدہ ... بصد راحت تھے دامانِ احد میں آج خوابیدہ

نہاں چشمِ جہاں سے گرچہ تھے خاکی وجود ان کے ... عیاں تھے اوجِ ہستی سے مگر نقشِ سجود ان کے

شہدائے اُحُد کی قبریں

یہ تودے خاک کے صدق و صفا کی زندہ تصویریں
زمینِ دشت پر ہیں آیۂ ہستی کی تفسیریں

یہ رُوئے ارض پر ہیں یادگار ان پاک بینوں کی
پیمبر سے سند جن کو ملی "حق کے امینوں" کی

بمیدانِ اُحد گونجیں فضا میں جن کی تکبیریں
وہ جن کے نُور سے شمعِ محبت میں ہیں تنویریں

جہانِ عشق میں جن کا رہے گا نام رخشندہ
وہ جن کے عشق نے فانی بشر کو کر دیا زندہ

دلِ بے تاب پروانے تھے جن کے شمعِ وحدت کے
امانت دار تھے جن کے لہو ناموسِ فطرت کے

خدا کی راہ میں جن کے لیے ہر رنج راحت تھا
عمل جن کا نبیؐ کے حکم کی دِل سے اطاعت تھا

وہ جن کی ضربتِ کاری نے باطل کو مٹا ڈالا
صداقت کا عَلَم جن کی شہادت نے کیا بالا

لہو سے جن کے ہے گلزارِ وحدت میں نم اب تک
یہ ملّت جن کے خوں سے آ رہی ہے سرخرو اب تک

احد کی خاک کے تودے انھیں آغوش میں لے کر
خوشی سے ناز فرماتے ہُوئے ہیں اپنے مقدر پر

ق

ابد تک درس آموزِ وفا ہیں باغِ ہستی میں
نشاں اک بے بدل ایثار کا ہیں باغِ ہستی میں

میسّر ہیں انھیں سب نعمتیں دربارِ جنّت سے
کہ بہرہ یاب ہیں یہ بالیقیں گلزارِ جنّت سے

○

میدانِ احُدؓ سے لشکرِ اسلامؐ کی
مدینے کو مراجعت
اور
زخمی مجاہدوں کے ساتھ آنحضرتؐ کا مسجدِ نبویؐ میں ورود

شہیدوں کے لئے آخر دعائے خیر فرما کر
ہوا واپس مدینے کو خدا کا پاک پیغمبرؐ

جلو میں فوج تھی باقی مجاہد جاں نثاروں کی
کہ شامل جس میں تھی اب اک جماعت زخم داروں کی

مدینے میں پہنچ کر ان رفیقانِ گرامی کو
مجاہد غازیوں یعنی وفادارانِ نامی کو

بصد لطف وعنایت مسجدِ نبویؐ میں ٹھہرایا
جہاں تیمار داری کے لیے اقدام فرمایا

غرض یوں سب رفیقانِ شہِ لولاک زخمی تھے
رفیقوں سے بھی بڑھ کر خود رسولِ پاک زخمی تھے

جبینِ پاک زخمی شانہ و رخسار بھی زخمی
اُدھر دندانِ عالی سے کہ دُرِ شہوار بھی زخمی

نہ تھا کچھ فکر لیکن آپ کو اپنی جراحت کا
خیال اک تھا فقط احباب کے آرام راحت کا

تہ دامانِ شفقت وہ زمانے خلق کا مخزن !
درِ جود و کرم بابِ نعمت اور حلم کا معدن

بہ حدِ شفقت کیے جاتا تھا دلداری صحابہؓ کی
کہ تھی مطلوب دل سے اس کو غمخواری صحابہؓ کی

یہ خلقِ ہمیشہ زیرِ رحمۃ للعالمین تھا
کہ مرہم جو دلِ مجروح کے حق میں یقینی تھا

محبت کا سبق اس سے ملا اولادِ آدم کو
مسخر کر لیا اس نے دلِ اقوامِ عالم کو

ہمیشہ دست گیری اس نے کی مظلوم بندوں کی
جھکیں آگے اسی کے گردنیں نخوت پسندوں کی

فزوں تر زخمِ خنجر سے یہ احساسِ ندامت تھا
نبی کو دیکھنا اس حال میں اک قیامت تھا

نبی جو بے نواؤں دردمندوں کا سہارا تھا
خدا کے دین کی خاطر جسے ہر دکھ گوارا تھا

نہ گھبرایا جو سیلابِ جفا کوشی کے طغیاں میں
رہا ثابت قدم جو جنگ کے پُرہول میداں میں

خدا نے ناخدائی دی جسے حق کے سفینے کی
بچالی آبرو جس کی قیادت نے مدینے کی

دلِ پُر درد میں تھا سوزِ ایماں بسکہ تابندہ
اسے اب زخم خوردہ دیکھ کر ساتھی تھے شرمندہ

غرض یوں اہلِ ایماں پہ پڑی رِقّت سی جو طاری
یکایک جوش میں آیا سحابِ رحمتِ باری

ندامت سے فسردہ دیکھ کر ان اشکباروں کو
خدا کی ذات نے دے دی معافی[۱] شرمساروں کو

---

۱ ولقد عفا عنکم۔ فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم
ایسی معافی دے دی گئی ہے تمہیں۔ سو تم معاف کر دو، بخش دو اور ان کے لیے استغفار کرتے رہو، اپنے مجوزہ امور میں مشورہ کرو (قرآن کریم)

مدینے میں لشکرِ اسلام کی واپسی پر

مسلمانانِ یثرب کے تاثرات اور منافقین پر اُس کا ردِّ عمل

مدینے میں پس از جنگِ اُحد لشکر کی آمد سے
مسلمانانِ یثرب میں بڑھا رنج و الم حد سے

ستاتا تھا شہیدوں کی جدائی کا خیال اُن کو
اُدھر زخمانِ پیغمبر کا تھا دل سے ملال اُن کو

جوانانِ جری واپس مدینے میں جو آئے تھے
میدانِ وغا سینے پہ جتنا زخم کھائے تھے

کئی تھے جو تھکاوٹ سے سراپا چور تھے اس دم
گھروں میں جا کے سستانے پہ مجبور تھے باہم

اجازت دی پیمبر نے اُنھیں فی الفور جانے کی
کہ ساعت تھی یہ اب اُن کے لیے آرام پانے کی

اُنھیں شفقت سے جس دم لے گئے گھر میں نبی اُن کے
تو کرنے لگ گئے اُن کی خبر گیری شفیق اُن کے

غرض ہونے لگی تیمار داری زخم داروں کی
مجاہد غازیوں اسلام کے خدمت گزاروں کی

مسلمانوں کی حالت سے منافق اس گھڑی خوش تھے
کہ در پردہ وہ سب غم خوار تھے کفارِ مکہ کے

یہی بزدل تھے جو ٹھہر سکے نہ اک لمحے کو[۱] | اُحد کی سرزمیں سے لوٹ آئے تھے مدینے کو
دلوں پہ طنز کے یہ چرکے لگا کر یہ لعین پیہم | مسلمانوں کی حالت کا اڑاتے تھے مذاق اس دم
بظاہر تعزیت کے واسطے مکار آتے تھے | زباں کے نشتروں سے دل مگر سب کے دکھاتے تھے
ریاکاری تھی پنہاں ان کے ہر انداز شفقت میں | دل آزاری نہاں تھی ان کے اظہار محبت میں
مجاہد مومنوں سے اس طرح کرتے تھے ہمدردی | کہ ہٹ جائے دلوں سے ان کے غیرت اور پامردی
فسانہ گھڑ کے تازہ لشکر خونخوار مکہ کا | بٹھاتے تھے دلوں پہ رعب سا کفار مکہ کا
کبھی کہتے کہ تم نے بات جو اپنی نہیں مانی | نتیجہ ہے اسی کا اب تمہاری یہ پشیمانی
کہا تھا ہم نے نکل کر شہر سے لڑنا نہیں اچھا | بلا کے جنگ کے طوفان میں پڑنا نہیں اچھا
مگر تم نے ہمارا مشورہ ٹھکرا دیا اس دم | کہ تھا تم پہ مسلط اک نرالے جوش کا عالم
اگر ہم مشورے پر تم دل و جاں سے عمل کرتے | تو احمق سوگواروں کے نہ یوں میدان میں مرتے
دگر از طرح جا کر سوئے یثرب پلٹ آتے | نہ وہ مرتے نہ تم ان کے لیے روتے نہ پچھتاتے

---

[۱] مراد رئیس المنافقین (عبداللہ بن ابی)

قریش ہرگز نہ لڑنا چاہتے تھے اہلِ یثرب سے ۔۔۔ اُنھیں دُشمن سمجھ رکھا تھا تم نے کس لیے آخر؟

پلٹ جاتے وہ اپنے ہم وطن لوگوں کو سمجھا کر ۔۔۔ مناسب تھا نہ لڑنا تم کو اُن کے سامنے یوں جا کر

نہ رسم و راہِ آبائی کی پروا کچھ بھی کی تم نے

یقیناً بے سبب اُن سے لڑائی مول لی تُم نے

○

انصار کو مخاطب کرتے ہوئے

مہاجرین کے خلاف منافقین کی شرارت خیز تحریک

اور بزعمِ خویش

یہودیوں کی مبالغہ آمیز ستائش

نہ تھا مائل تمھارے حق میں بوسفیاں کینے پر ۔۔۔ تمھارے میہماں لائے ہیں یہ آفت مدینے پر

بھگوڑوں کو مصیبت میں اماں دینا تو لازم تھا ۔۔۔ دہانِ موت سے اُن کو بچا لینا تو لازم تھا

مگر تم نے تو مہمانوں کی دلجوئی بے حد کر دی | سراسر اُن سبھی لوگوں کی عزت خواری جیل کر دی

قیادت قوم کی اُن سب کے گھروں کے ہاتھ میں دیکھ | مسلط کر دیا تم نے انھیں اہلِ مدینہ پر

شریک ان کو بنا کر اِس طرح سے مال و دولت میں | وطن کو تم نے ڈالا جان کر اُن کی مصیبت میں

نہیں ان کی طرف سے جا کے لڑنا کب مناسب تھا

پرائی پیٹھ پر یوں جا کے لڑنا کب مناسب تھا

اِدھر تو اہلِ مکہ سے لڑائی مول لی تم نے | اُدھر کر دی یہودی قوم کی اُجڑی ہوئی بستی قمر نے

اُنھیں حاصل وطن میں بے گماں شانِ امارت تھی | اُنھی کے ہاتھ میں یثرب کی دولت تھی تجارت تھی

بگاڑی اُن سے کچھ ایسی تمہارے مہمانوں نے | کہ چھڑوا دیا وطن اُن کا تاجر خاندانوں نے

وہ اپنے ساتھ لے کر چل دیے ہیں نقد سب ہی | کہاں ہے عہدِ رفتہ کی تمہاری گرم بازاری

وہ بستے ہیں اگرچہ دور خیبر کی ریاست میں | مگر اُن کو بتِ دل بھی مدینے کی ریاست میں

نہیں بھولا انھیں ہرگز ابھی تک یہ مقام اپنا | یقیناً جا کے لیں گے ایک دن وہ انتقام اپنا

وہ دشمن کے مقابل سنگ دل ہیں کینہ پرور ہیں | ستم جو ہیں ستمگر ہیں نڈر ہیں جنگ باز ہیں

کوئی دن میں مدینہ پر یقیناً چھانے والے ہیں
تمہارے سر پہ طوفانِ بلا اک لانے والے ہیں

○

منافقین کی مجاہدینِ انصار کو بد آموزی

مسلماں ہم بھی ہیں اور دین کا احساس رکھتے ہیں
رسولِ ہاشمی کا بھی یقیناً پاس رکھتے ہیں

یقیں جانو خدا کی ذات پر ایمان ہے اپنا
اُدھر اُس کے نبی کی بات پر ایمان ہے اپنا

چلے آتے ہیں قائم آج تک اسلام پر ہم بھی
عمل کرتے ہیں ہم دین کے احکام پر ہم بھی

ہمیشہ دم خدائے پاک کی طاعت کا بھرتے ہیں
عبادت تم بھی کرتے ہو عبادت ہم بھی کرتے ہیں

خدا کے دین کو مانا کہ ہم چھوڑا نہیں پاتے
ولیکن گھر پہ دانستہ تباہی بھی نہیں لاتے

دکھایا ہے غلط رستے پہ تم کو میہمانوں نے
تمہیں دھوکا دیا ہے ان تمہارے مہربانوں نے

نکل کر شہر سے تم نے عزیزوں کو جو چھڑوایا
بتاؤ تو بھلا اس جنگ سے کیا فائدہ پایا؟

بہادر سب تمھیں نے خاک پر اپنے سلائے ہیں | کہ میداں سے تو دو تین ہی بس کام آئے ہیں
وہاں سے جو بھی واپس آ گئے ہیں زخم خوردہ ہیں | تھکاوٹ اور زخموں کے اثر سے نیم مردہ ہیں
مگر پھر بھی غنیمت ہے یہ واپس بچ کے آ جانا | تباہی کے بھنور سے اس طرح آخر نکل آنا
اب آئندہ مناسب ہے تمھیں اس امر سے بچنا | لڑائی کی طرف ایسے غلط اقدام سے بچنا

ہلاکت خیز طوفاں میں نہ یوں ہی کودتے جاؤ !
ہماری بات مانو، دل میں سوچو۔ ہوش میں آؤ !

○

مجاہدینِ انصار کی جراتِ ایمان

غرض یہ زہر آلودہ سخن قومِ منافق کے | رہے جاری بہر سُو کوچہ و بازار میں ایسے

(ق)

کہ اہلِ شہر کے کانوں میں وہ پڑتے رہے پیہم | دلِ مومن میں تیروں کی طرح گڑتے رہے پیہم

رہا کاروں کی یوں چاروں طرف اک شعلہ افروزی — بنی خرد و کلاں کے واسطے درسِ بد آموزی

خلافِ اہلِ دیں ماتم زدہ لوگوں کو بہکایا — یتیموں کو اُجاڑا اور بیواؤں کو اُکسایا

اثر اُن کا نہ لیکن کچھ ہوا ایمان والوں پر — جہاں کے سر فروشوں سے نرالی شان والوں پر

رہے ثابت قدم شمعِ نبوت کے یہ پروانے — لگا جن کے دلوں کو سوزِ اُلفت اور گرمانے

نبیؐ کا عشق ہی اُن کی متاعِ زندگانی تھا — یہی اُن کے لیے روحِ نشاط و کامرانی تھا

متاعِ دینِ حق تھی بے گماں لعلِ گراں اُن کو — شہادت بخش دیتی تھی حیاتِ جاوداں اُن کو

جنابِ حق سے جو اُن کو عطا ایمانِ محکم تھا — نہ اُن کو مال کی پروا نہ اُن کو موت کا غم تھا

دلِ خرد و کلاں پہ حقیقت آشکارا تھی — کہ اُلفت دین کی دونوں جہانوں کا سہارا تھی

وہ کہتے تھے خدا کی راہ میں لڑنا عبادت ہے — پیمبرؐ کی اطاعت دین و دنیا کی سعادت ہے

مجاہد صحنِ مسجد میں تھے یا موجود تھے گھر میں — وہ زخمی تھے مگر پھر بھی سمایا تھا یہی سر میں

کہ مرتے دم تلک توحید کا دامن نہ چھوڑیں گے — نہ منہ ہرگز جہادِ فی سبیل اللہ سے موڑیں گے

جہاں کو پھر اخوت کے سبق تازہ پڑھائیں گے — محبت کی زمانے میں نئی شمعیں جلائیں گے

سیاہیٔ کفر کی تائیدِ باری سے مٹا دیں گے
زمانے میں خدا کے دین کا ڈنکہ بجا دیں گے

○

میدانِ اُحد سے مراجعت کی شب کے بعد

طلوعِ سحر کا منظر

ابوسفیان کے تعاقب میں لشکرِ اسلام کا خروج

مدینے میں پہنچ کر ان مجاہد زخم داروں نے
نبی کے جاں نثاروں باوفا طاعت گزاروں نے

بصبر و شکر کاٹی ل کے شب تیمارداری میں
رہے مصروف سب اک دوسرے کی غم گساری میں

نبی کو فکر تھا ان زخمیوں کا حد سے بیش اُن میں
خبر گیری کران کی آپ ہی تھے پیش پیش ان میں

جبینِ پاک پر بھی اک نشانِ زخمِ کاری تھا۔
ادھر کچھ کچھ لہو شانے کے زخموں سے بھی جاری تھا

ادھر کڑیوں کے تازہ زخم رخسارِ منور پہ!
دُرِ دنداں اُدھر زخمی دہانِ پاک کے اندر!

یہ حالت تھی جناب سیّد الابرارؐ کی اُس دم — کہ صورت اک عیاں تھی درد کے آثار کی اُس دم

تکلّم میں وہی حالات وقت آشکارا تھی — خدا کے پاک مرسلؐ کو مگر یہ بھی گوارا تھی

بالآخر بطن خاور سے شعاعِ نور نے چھوڑی — بلالؓ اُن میں "اللہ اکبر" کی صدا گونجی

صلوٰۃ صبح کا ایمان والوں کو پیام آیا — جسے سنتے ہی ہر جاں باز نے لبیک فرمایا

ہوا ارشاد پھر سعدؓ؎ بن کو فی الفور جانے کا — مجاہد غازیوں کو حکم یہ جا کر سنانے کا

کہ ارشاد نبیؐ ہے پھر بھی تیار ہو جاؤ — سلاح جنگ بھی جتنے میسر ہوں لیے آؤ

نمازِ صبح پڑھ کر چل پڑے گا لشکر غازی! — مکرر آ گیا ہے موسم ہنگام جانبازی

بمیدانِ شجاعت پھر اترنا ہے تمہیں مل کر — تعاقب فوج بوسفیاں کا کرنا ہے تمہیں مل کر

جراحت سے یہ غازی گو ابھی رنجور ہی آئے تھے — ہرے زخموں پہ مرہم تک لگانے بھی نہ پائے تھے

مگر جب قاصدوں سے سن لیا ارشاد ہادیؐ کا — بصد جوشِ طرب بولے سبھی لبیک اے آقا!

یہ سر تیری رضا کے سامنے ہر آن حاضر ہے — برائے خدمتِ دیں "دل حاضر جان حاضر ہے"

؎ مراد سعد بن عبادہؓ، سعد بن ...؟ جنھوں نے رسول اکرمؐ کے زمانے کی قبیلہ ... کی حیثیت سے مجاہدین احد کو مکرر خروج کی اطلاع پہنچائی۔

بہ ایں صورت خلوصِ دل سے اظہارِ وفا کر کے | متاعِ زندگی کو وقفِ تسلیم و رضا کر کے

بہ عجلت ہو گئے سب باوفا تیار چلنے کو | محمدؐ دشمنِ دیں سے مقابل میں نکلنے کو

اُٹھا کر الغرض ہتھیار یہ پیر و جواں سارے | ہوئے آمادۂ پیکار پھر خرد و کلاں سارے

ادھر حمزہؓ وہ مالکِ کونین سردارِ اُمم سید | وہ سالارِ عرب سید وہ سالارِ عجم سید

جلو میں لے کے حق سے جلوۂ نورِ سعادت کو | بڑھے آگے محمدؐ لشکرِ دیں کی قیادت کو

عیاں اس شانِ سالاری سے اک رعبِ جلالی تھا | کفیلِ حشمتِ دینِ محمدؐ عزمِ عالی تھا

سراپا جوشِ ایمانی تھا لشکر دین کا سارا | بہ انتخابِ وحی اہلِ یثرب نے یہ نعرہ

غرض سب نے پھر ٹھان کر سب عزمِ جانبازی | بہ آہنگِ وفا گھر سے روانہ ہو پڑے غازی

مدینے میں صدا تکبیر کی جو کوبکو گونجی

ندا نصرٌ من اللہ کی فضا میں چار سو گونجی

حق باطل کے تعاقب میں

(مجاہدین کے عزمِ صمیم کے مقابل لشکرِ کفار کے تاثرات)

اِدھر حق کی حمایت میں یہ جذبہ سرفروشی کا
بہ آئینِ وفا عالم سراپا گرم جوشی کا!

رگوں میں سوزِ الفت سربسر درد آشناؤں کا
دلوں میں درد ناداروں غریبوں بے نواؤں کا

ہر اک جانباز غازی ترجمانِ ناموسِ فطرت کا
بزورِ تیغِ ایماں پاسبانِ ناموسِ فطرت کا

مخالف سرکشوں کا ظالموں کا خود پرستوں کا
محافظ عاجزوں کا جور بینوں زیردستوں کا

بزیرِ آسماں حافظ مقامِ آدمیت کا
معاون صدقِ دل سے احترامِ آدمیت کا

اُدھر اس کے مقابل وہ سرشتِ ننگِ انسانی
کہ جس کو شرافت کارگاہِ نفسِ شیطانی

رہینِ خود پسندی خود پرستی اور خود بینی! — سراپا بے حجابی۔ بے حیائی اور بے دینی

تکبر۔ سرکشی، فتنہ پسندی و دل آزاری! — ستم خوئی، ستم جوئی، ستم کوشی، ستم گاری!

فریب و مکر و حیلہ زور و تلبیس اور عیاری! — نفاق و بغض و کینہ بے وفائی اور غداری!

یہ اوصافِ رذیلہ تھے عیاں اُن خود پسندوں سے — کہ جو لڑنے کو آئے تھے خدا کے نیک بندوں سے

مگر حق نے بچالی آبرو خود حق پرستوں کی — نہ پیش آخر گئی کوئی جہاں کے چیرہ دستوں کی

خجل ہو کر جو ظالم یاس میں میدان سے لوٹے — میانِ دشتِ روحا آکے ڈیرے سب لگا بیٹھے

پشیماں تھے مگر احساسِ ناکامی سے اب جُزدی — کہ ڈرتے تھے وطن میں اپنی بدنامی سے اب ٹُزدی

تذبذب بسکہ تھا اُس وقت سینوں میں بکیں اُن کے — دلوں میں بدگمانی بدظنی تھی جاگزیں اُن کے

سپر لشکر کو اکثر جبن کا الزام دیتے تھے — کبھی اک دوسرے کو غیظ میں دشنام دیتے تھے

کوئی کہتا تھا ایسی جنگ لڑنے سے کیا مطلب! — خوشی سے اور رسوائی ہیں تو مرنے سے کیا مطلب!

مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جو ہم کو لائے تھے — انھیں جو لوٹ لینے کے ارادے سے کے آئے تھے

بہ احساسِ ندامت جانتے ہیں بالیقیں سارے — کہ اس جنگِ اُحد میں تو نہ ہم جیتے نہ وہ ہارے

وطن میں جا کے واپس ہم بھلا کیا منہ دکھائیں گے؟
نتیجہ جنگ کا کیا اہلِ مکہ کو بتائیں گے؟

شرابیں بانٹنا پینا پلانا تو نہ تھا مقصد!
احد سے یوں بذلت لوٹ آنا تو نہ تھا مقصد!

محمدؐ بھی ہے زندہ اُس کے ساتھی بھی سلامت ہیں
ہماری کوششیں سب باعثِ ننگ و ملامت ہیں

○

لشکرِ مکہ کے تاثرات کا

سردارانِ فوج پر ردِّ عمل

یہ باتیں سن کے سردارانِ لشکر سخت گھبرائے
وہ سب مل کر ابوسفیاں کے خیمے میں چلے آئے

کیا آگاہ اُس کو فوج کی ہر بات سے فوراً
خبر دی اُس کو ساری صورتِ حالات سے فوراً

کہا یہ بے دلی ہے حق بجانب ساتھ والوں کی
ہمیں تائید کرنا چاہیئے اُن کے خیالوں کی

نہ قیدی ساتھ ہیں اپنے نہ یاں مالِ غنیمت ہے
بجا کہتے ہیں وہ یوں لوٹ آنا اک ہزیمت ہے

یہ مانا جنگ کے آخر پہ ہم بھی فسردہ تھے
مسلماں بھی تو لیکن اس طرف سب زخم خوردہ تھے

اُنھیں میداں میں ہم گر قتل کر دیتے تو اچھا تھا
پکڑ کر ورنہ سب کو قید کر لیتے تو اچھا تھا

مدینے کو بھی ناحق چھوڑ کر ہم یاں پلٹ آئے
نہ تلواریں چلیں اُس میں نہ ہم کچھ لوٹنے پائے

مکانوں کو گرایا ہے نہ دیواروں کو ڈھایا ہے
نہ دُشمن عورتوں کو لونڈیاں ہم نے بنایا ہے

بلا موقع یہ قتلِ عام کا جنگی جوانوں کو
نہ کیوں پھر حسرتیں ہوں اُن کی تیغوں کو سنانوں کو

وطن کے لوگ سمجھیں گے ہمارے لوٹ جانے پر
کہ ہم واپس ہٹے میداں سے لشکر کو ہٹا کر

نہ یہ حسنِ تدبر ہے نہ یہ جنگی سلیقہ ہے
بس اب ذلت سے بچنے کا فقط اک ہی طریقہ ہے

کہ واپس ہو کے ہم یورش کریں مل کر مدینے پر
غضب کی موج کا حملہ ہو اسلامی سفینے پر

نہ ہم چھوڑیں مہاجر کو نہ ہم انصار کو چھوڑیں
نہ باقی شہرِ یثرب کے در و دیوار کو چھوڑیں

ابوسفیان کا جواب

(احساسِ تشویش کو اظہارِ تفاخر سے چھپانے کی کوشش)

ابوسفیاں نے اپنے نائبوں کی بات جب سن لی
زرُوئے مصلحت کرنے لگا تائید وہ اُن کی

کہا گر چاہتے ہو تم کریں یلغار یثرب پر
گریں بن کر سراپا برقِ شعلہ بار یثرب پر

تو میں تیار ہوں اِس کام کا بیڑہ اُٹھانے کو
قیادت کے لئے میدان میں فی الفور آنے کو

ہے گرویدہ یقیناً اِس گھڑی سارا عرب میرا
کہ حرب و ضرب میں مشہور ہے نام و نسب میرا

دریغ ہر چپقلش میں ہو نہ جس کو جان سے ہرگز
وہ گھبراتا نہیں ہے جنگ کے طوفان سے ہرگز

قیادت کے فرائض جانتا ہوں میں لڑائی میں
کہ ساری عمر گزری ہے مری جنگ آزمائی میں

ہبل کے برگزیدہ خادموں میں نام ہے میرا
بزرگانِ سلف کی لاج رکھنا کام ہے میرا

اِدھر تو ان پہ گانٹھا رعب اپنی خودستائی سے
اُدھر محسوس کی تشویش سی دل میں لڑائی سے

دلِ مومن میں دینداری کا جذبہ اُس نے دیکھا تھا
صحابہؓ کی فداکاری کا جذبہ اُس نے دیکھا تھا

علیؑ کی یاد تھی شمشیر جوہر دار بھی اُس کو
نہ بھولا تھا مجاہد حنظلہ کا وار بھی اُس کو

سبق حاصل کیا تھا اُس نے کچھ ایسا لڑائی سے
کہ کتراتا تھا وہ دراصل پھر جنگ آزمائی سے

بدل کر اس لیے تقریر کا انداز وہ فوراً
لگا کرنے رفیقوں سے یہ کہہ کر ناز وہ فوراً

کہ ہو سکتا نہیں اس بات سے کوئی بھی انکاری
اُحد میں بالیقیں پلّہ ہمارا ہی رہا بھاری

ہماری فوج نے جوہر شجاعت کے دکھائے ہیں
محمدؐ کے بہادر خاک پر ہم نے سلائے ہیں

یقیناً اُس کا دل اُن کی جُدائی سے فسردہ تھا
اُدھر وہ آپ بھی دیکھا ہے میں نے زخم خوردہ تھا

اگر اُس کا وہ اَن دیکھا خدا اُس کی مدد کرتا
تو پھر اُس کا عَلَم بردار مصعبؓ کیوں بھلا مرتا

نہ کوئی معجزہ میدان میں اُس نے دکھایا ہے
نہ ہم پر آسماں سے وہ کوئی طوفان لایا ہے

فقط ثابت قدم ہو کر رہا ہے جنگ میں شامل
کہ ہے صبر و سکون و عزم و استقلال کا حامل

مگر صفات یہ ملتی ہیں جب انسان کے اندر
کہے اُس کو بھلا پھر کس بنا پر کوئی پیغمبر؟

نظر آتی تھی اُس کی فوج میں ناشادکامی بھی
کہ زخمی اُس کے تھے اکثر رفیقانِ گرامی بھی

شکست اُس کو اُحد میں بے گماں اب دے چکے ہیں ہم
قتالِ بدر کا بدلہ یقیناً لے چکے ہیں ہم

یہ خوں ریزی ہماری رائگاں ہرگز نہ جائے گی
عرب میں دھاک اپنی چار سُو سب پر بٹھائے گی

پڑے ہیں جو رفیق اس وقت بے گور و کفن اس کے
یقیناً ان میں شامل ہیں وہ ستّر تیغ زن اُس کے

کہ اکثر جن میں ہیں انصار کے عالی گھرانوں سے
فقط دو چار ہی ہوں گے مہاجر پہلوانوں سے

یہ میں خوش ہوں کہ شامل ان میں ہے وہ تیغ زن حمزہؓ
جسے کہتے تھے میداں میں مسلماں صف شکن حمزہؓ

مری زوجہ نے اُس کے گوش و بینی کاٹ ڈالے ہیں
جگر بھی اور گُردے بھی اُدھر اس کے نکالے ہیں

یہ اُس کی لاش کا اِس حال میں وحشت اثر منظر
نہ بھولے گا یقیناً عمر بھر اُس کا وہ پیغمبرؐ

ق

کہ جس کا بچ نکلنا ایک امرِ اتفاقی ہے
سمجھ لو اک جھڑپ اُس سے نمٹ لینے کو باقی ہے

○

"ایک ہی ارمان"

(علیؓ کی نسبت ابوسفیانؓ کے تاثرات)

سنا کر یاں تلک اپنی شجاعت کا یہ افسانا
ستم جُو لات نے ان کہنے لگا یوں ہو کے کھسیانا

نہ حمزہؓ ہے جہاں میں اب نہ اُس کی آن باقی ہے
مرے دل میں اضطراب ایک ہی ارمان باقی ہے

علیؓ قاتل[۱] مرے بیٹے کا زندہ اور سلامت[۲] ہے
یقیناً اُس کا بچ جانا بڑی بھاری ندامت ہے

رہے گا جب تلک اس زمیں کے فرش پر زندہ
رہوں گا میں برابر اپنے گھر والی[۳] سے شرمندہ

اُسے بھی حربۂ وحشی اگر رن میں گرا دیتا
چراغ زندگی یعنی وہیں اُس کا بجھا دیتا

تو بے نام و نشاں ہوتی جماعت آلِ ہاشم کی
کہ مٹ جاتی زمانے سے شجاعت آلِ ہاشم کی

---

۱ میدان بدر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ابوسفیان کا بیٹا قتل ہوا تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ احد کی جانب خروج کرتے وقت ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان نے جو لشکر کے ہمراہ تھی وحشی سے کہا تھا کہ وہ محمدؐ، علیؓ اور حمزہؓ میں سے کسی ایک کو ضرور قتل کرے تاکہ اس کا دل ٹھنڈا ہو چنانچہ حمزہؓ کو قتل کرنے میں وحشی کامیاب ہو گیا مگر رسول اکرمؐ اور علیؓ سلامت رہے۔ ۲ جو ابوسفیان اور اس کی بیوی کے رنج تک افسوس کا باعث تھا۔ ۳ گھر والی سے مراد زوجہ ابوسفیان ہے جس کا بیٹا اور بھائی جنگ بدر میں علیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔

ہوئے ہیں وار اُس پر پے بہ پے کئی جوانوں کے
مقابل اُس کے بھتے دستوں کے دستے پہلوانوں کے

سمجھ میں آ نہیں سکتا کہ وہ بچتا رہا کیسے؟
ہزاروں وار سہہ کر بھی نہ وہ زخمی ہوا کیسے؟

یقیناً اُس کا بچ جانا بھی امرِ اتفاقی ہے
کہ اُس کی زندگانی سے ابھی کچھ وقت باقی ہے

مگر دل میں تہیہ کر چکے ہیں ہم قسم کھا کر
کہ بدلہ لے کے چھوڑیں گے اسے اب قتل کر ڈالا کر

بنی ہاشم پہ قرض[1] اپنا یقیناً ہم نہ چھوڑیں گے
کہ ان کو قتل کرنے سے کبھی ہم مُنھ نہ موڑیں گے

○

[1] یوں تو بنی ہاشم اور بنی امیہ کے درمیان شروع سے ہی خاندانی رقابت چلی آتی تھی۔ مگر قتالِ بدر کے بعد جب متعدد اموی حضرت حمزہؓ اور علیؓ کے ہاتھوں سے قتل ہوئے تو یہ رقابت ایک شدید عداوت میں تبدیل ہو گئی جس کے زیراثر اموی اپنے مقتولوں کا انتقام بنی ہاشم پر ایک گونہ قرض تصور کرنے لگے اور ان کی انتہائی کوشش یہی رہی کہ بنی ہاشم سے یہ انتقام بالخصوص حضرت رسول اکرمؐ، حمزہؓ اور علیؓ کے قتل کی صورت میں لیا جائے۔

ابوسفیان کے اظہارِ خیال سے متعلق

صفوان بن امیہ کی رائے

یہ کہہ کر اہلِ محفل سے ابوسفیاں لگا کہنے
کہ اے احبابِ مخلص اے اکابر فوجِ مکہ کے

یہاں سے اب مدینے پر چڑھائی تو نہیں مشکل
مگر فوجِ یثرب سے لڑائی تو نہیں مشکل

مگر حالات کی اب اس گھڑی جیسی یہ صورت ہے
ہمیں اقدام سے پہلے تدبر کی ضرورت ہے

یہ سنتے ہی کہا صفوان نے اے دور اندیشو!
سپہ سالارِ مکہ کے وفادارو! وفا کیشو!

تمہیں جذبات میں اس وقت بہ جانا نہیں لازم
مصیبت سر پہ اپنے کھینچ کر لانا نہیں لازم

احد کی جنگ کا انجام بھی آغاز بھی دیکھو!
مسلمانوں کے لڑنے کا ذرا انداز بھی دیکھو!

کرو تم یاد پھر وہ ابتدائے جنگ کا منظر
ہماری فوج میں اس وقت تھا جس رنگ کا منظر

وہ پسپا ہو چکی تھی بے گماں میدان سے اس دم — مسلط اس پہ تھا ہر سو ہراس و یاس کا عالم

اگر ثابت قدم رہتا مسلمانوں کا وہ دستہ — کہ خالد کو ملا جس کے غلط اقدام سے رستہ

تو پھر اپنی ہزیمت آشکارا تھی زمانے پر — کہ ہم مجبور ہوتے بھاگ کر ہی سر چھپانے پر

مسلماں جانتے ہو تم کہ بے جگری سے لڑتے ہیں — ہماری فوج پر کس جوش میں وہ ٹوٹ پڑتے ہیں

وہ کم ہوتے ہوئے بھی جب لڑائی سے نہیں ڈرتے — انھیں کثرت کی صورت میں دبا سکتے ہو تم کیسے؟

پہنچ کر شہر میں اس وقت وہ محفوظ ہیں سارے — ہوا خواہوں سے مل کر بالیقیں مخلوط ہیں سارے

مری رائے میں ان سے جا کے لڑنا اب نہیں اچھا — کشاکش میں مکرر جا کے پڑنا اب نہیں اچھا

رفیقوں کے دلوں میں عشق سا مال غنیمت کا — نظر آتا ہے مجھ کو پیش خیمہ اک ہزیمت کا

یہ سنتے ہی الجھنے لگ گیا آپس میں یہ ٹولا
کوئی تائید میں بولا کوئی تردید میں بولا!

محفلِ مشاورت میں معبد خزاعی کی ناگہانی آمد

یہ باتیں تھیں کہ جب معبد خزاعی نام ہرکارہ
شتر کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا یثرب سے آپہنچا

اُسے دیکھا تو خوش ہو کر ابوسفیان چلّایا
کہ لیجے وقت پر معبد خبر دشمن کی لے آیا!

پکارا تو اُتر کر اونٹ سے اے مردِ آ جلدی!
خبر یثرب کی تازہ آ کے محفل میں سنا جلدی!

مدینے میں بتا! لشکر کی آمد پر کیا گزری؟
میانِ نالہ و شیون محمد پر کیا گزری؟

بتا ماتم زدہ مسلم گھرانوں کا ہے کیا عالم؟
ہراساں ہو گئے وہ چُپ ہیں کہ ہیں محوِ بکا اس دم؟

ارادہ ہے ہمارا جا کے لوٹیں اب مدینے کو
ڈبو دیں خون میں جا کر محمد کے سفینے کو

ہمیں اس باب میں دے آ کے اپنا مشورہ تو بھی
کہ مردِ کار دیدہ ہے خزاعی قوم کا تو بھی

معبد کی خبر رسانی

کہا معبد نے سن لیجے سبھی احوال لایا ہوں
بتاتا ہوں تمھیں یثرب میں جو کچھ دیکھ آیا ہوں

احد میں قتل کر آئے ہو تم ستّر جوانوں کو
نہایت درد ہے جن کا وہاں کے خاندانوں کو

قبائل اوس و خزرج کے بڑے بیتاب پھرتے ہیں
سکونِ قلب کھو کر صورتِ سیماب پھرتے ہیں

سراپا رنج و حسرت ہر مسلماں ہے مدینے میں
بپا غیظ و غضب کا ایک طوفاں ہے مدینے میں

قلق سب کو ہے بے حد زخمِ رخسارِ محمدؐ کا
کہ خادم دل سے ہے ہر ایک سرکارِ محمدؐ کا

سنی گرچہ نہیں کوئی وہاں آہ و بکا میں نے
مگر دیکھا ہے ان میں ایک آہنگِ وغا میں نے

برائے جنگ آمادہ ہیں وہ خرد و کلاں سارے
عیاں ہیں اُن کے ہر اقدام سے پُرجوش نظارے

فراہم کر لیے ہیں شہر سے رہوار بھی سب نے
مہیا کر لیے ہیں ساتھ ہی ہتھیار بھی سب نے

بایں اندازِ تیاری غرض سیلِ رواں بن کر
بسے جانبِ روحا چلا آتا ہے وہ لشکر

تمھیں اس صورتِ حالات سے آگاہ کرنے کو
مسلمانوں کی ہر اک بات سے آگاہ کرنے کو

ق

بسرعت میں بھگا لایا ہوں ناقہ یاں تلک اس دم
نہیں معلوم ہے آگے تمھاری فوج کا عالم

اگر ہمت ہے لڑنے کی تو پھر تیار ہو جاؤ
نہیں تو بھاگ جاؤ چھپ کے دشمن سے اماں پاؤ

عمل کرنے کو جلدی فیصلے درکار ہیں اس دم
یقیں ہے بازِ اصلاح مشورے بیکار ہیں اس دم

معبد کی خبر رسانی کا اثر

(شرکاء محفل میں سراسیمگی)

یہ باتیں سن کے معبد کی ہراساں ہو گئی محفل
دلیرانِ ابوسفیاں یکایک پڑ گئے بزدل

دھرا ہی رہ گیا یثرب پہ یورش کا وہ منصوبہ
کہ ٹھنڈا پڑ گیا اب جوش سرداران لشکر کا

فنونِ جنگ میں خود کو ابھی کہتے تھے جو ماہر
نشاں اب خوف کے ان کی جبینوں سے ہوئے ظاہر

بایں عالم ابوسفیاں بظاہر فرطِ حیرت سے | مخاطب کر کے ہر کارے کو یوں اُس سے لگا کہنے
خبر تیری دلوں میں کش مکش انگیز ہے معبد! | مسلمانوں کی یہ جرأت تحیر خیز ہے معبد!
وہ بولا اک حقیقت ہے سراپا یہ خبر میری | وہ دیکھو دور سے تم کو دکھاتی ہے نظر میری
پرا باندھے چلی آتی ہیں فوجیں ارضِ یثرب سے | بڑھی آتی ہیں طوفاں کی یہ موجیں ارضِ یثرب سے
نظر آتا ہے یوں مجھ کو شتر اسوار تھوڑے ہیں | کہ لشکر میں زیادہ تر سبک رفتار گھوڑے ہیں
ہراول کی صفیں تو اب کوتل تک دکھاتی ہیں | صدائیں جن کی ٹاپوں کی مرے کانوں میں آتی ہیں

بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں رہوار اُن کے
جنھیں مہمیز کرتے آ رہے ہیں سوار اُن کے

لشکرِ کفّار کا دشتِ روحا سے فرار

یہ سنتے ہی گئیں سب کی نگاہیں جانبِ یثرب | تصور نے معاً تصدیق کی ہر بات کی لب لب

دکھائیں راہبر نے دُور سے آتی ہُوئی فوجیں ‏ ‏ جنھیں سمجھا ہر اک بحرِ اجل کی تیز رَو موجیں

ہراس و یاس کے ظاہر ہوئے ہر سمت نظارے ‏ ‏ سراسیمہ نظر آنے لگے خُرد و کلاں سارے

کہا سالار نے بے سُود ہے اب انتظار ہم کو ‏ ‏ نہیں کوئی بھی چارہ اے رفیقو! جز فرار ہم کو

اکھیڑو جلد خیمے یہ جگہ خالی کرو فوراً ‏ ‏ سنبھالو ساز و سامان اور یہاں سے چل پڑو فوراً

سُنا یہ حکم جب سالار کا کُلّ جوانوں نے ‏ ‏ کیا فوراً عمل اُس کے بہادر پہلوانوں نے

چڑھے اونٹوں پہ کوتل کر لیا جلدی میں گھوڑوں کو ‏ ‏ قیادت میں لیا سالار نے اپنے بھگوڑوں کو

روانہ ہو پڑا مکّہ کی جانب کفر کا لشکر ‏ ‏ پلٹنے لگ گئی موجِ ستم ساحل سے ٹکرا کر

ابوسفیان شرمندہ تھا احساسِ ندامت سے ‏ ‏ نہ باز آیا مگر پھر بھی وہ اپنی رعونت سے

سنا کر تذکرے اپنی نجابت کے شجاعت کے

بڑھاتا جا رہا تھا دل بھگوڑوں کی جماعت کے

لشکرِ کفّار کا تعاقب کرنے والی فوج

(زخمی مجاہدین مہاجر و انصار)

وہ غازی دین کے شمعِ نبوت کے وہ پروانے
بگوئے معرفت عشقِ الٰہی کے وہ دیوانے

[illegible] جوشِ ایمانی سے پھر عزمِ وغا لیکر
چلے تھے جو مدینے سے مکرر حکمِ ہادی پر

تھکے ماندے بھی تھے زخمی بھی تھے اور ناتواں بھی تھے
یہ غازی سال خوردہ بھی تھے اور اکثر جواں بھی تھے

یہ یکساں تھا دلوں میں سب کے جذبہ جاں نثاری کا
خلوصِ دردِ اسلام کی خدمت گزاری کا

تلاشِ فوجِ دشمن میں پھرے یہ باوفا سارے
رہِ عزم و عمل میں تھے یقیناً سخت پا سارے

نہ شکوہ زخمِ کاری کا نہ رنجِ دشت پیمائی!
نہ ہے عزم و وفا کوشی! نہ ہے شانِ شکیبائی!

یہ لشکر سرفروشوں کا زمانے سے نرالا تھا
عمل جن کا نمود و نام کی خواہش سے بالا تھا

تعاقب دشمنانِ دین کا مطلوب تھا اس کو
کہ فرمانِ پیمبر جان سے محبوب تھا اس کو

مدعائے تعاقب

وضاحت گو نقیبوں نے نہ کی اعلانِ عالی کی
مگر تھی بالیقیں غایت یہی فرمانِ عالی کی

کہ رستے سے نہ دشمن جانبِ یثرب پلٹ آئیں
مجاہد فوج سے دب کر سوئے مکہ چلے جائیں

نہ آکر لوٹنے پائیں مدینے کے ضعیفوں کو
خدا کے نیک بندوں ارضِ یثرب کے شریفوں کو

ادھر مقصود اب ان غازیوں کا دل بڑھانا تھا
ہوئی تھیں جن کے استقلال میں کچھ لغزشیں پیدا

نظر آتے تھے وہ محجوب ہو کر اب سوائی سے
توقع دل نوازی کی انھیں تھی بابِ عالی سے

انھیں اب یہ بتانا تھا کہ اظہارِ ندامت سے
تلافی کے لیے عزم و عمل میں استقامت سے

ق

انھیں حاصل تھا پھر سے اعتمادِ سیّدِ والا
کہ وہ حامل تھے پھر حسبِ مرادِ سیّدِ والا

حمراء الاسد میں

لشکرِ اسلام کا وُرُود اور قیام

بہ آئینِ جوانمردی بفرطِ شوقِ جانبازی
تعاقب میں عدو کی فوج کے دن بھر پھرے غازی

بحالِ زخم داری سخت کوشی اور پامردی !
تلاشِ دشمناں میں رہ نوردی بادیہ گردی !

وفاداری کے عالم میں یقیناً انتہا تھی یہ
مجاہد غازیوں کی شانِ تسلیم و رضا تھی یہ

بالآخر شام کی تاریکیاں چھانے لگیں جس دم
تو پہنچے دشتِ حمراء الاسد میں سرورِ عالم ﷺ

ہوا ارشاد لشکر کو یہاں ڈیرا لگانے کا
شبِ تاریک کی آغوش میں آرام پانے کا

پھر اس کے بعد فرمایا کہ کچھ جانباز آ جائیں
کہ جو آگے پہنچ کر فوجِ دشمن کی خبر لائیں

یہ سنتے ہی علیؓ سعدؓ و ابو بکرؓ آ گئے آگے
پئے تعمیلِ ارشادِ گرامی جو بڑھے آگے

لگائے دشت میں ڈیرے ہاں باقی رفیقوں نے
مدد اک دوسرے کی دی وفا پیشہ شفیقوں نے

صفیں پھر باندھ لیں میدان میں سب جاں نثاروں نے
نمازِ شام کی مل کر ادا طاعت گزاروں نے

امامت اِس طرح فرما چکے جب سیّد والا
تو پھر فوجِ مجاہد کے جوانوں سے یہ فرمایا

کہ آگ ہر سُو جلائیں رات کو اس دشت میں غازی
یہ نظّارہ دکھائیں رات کو اس دشت میں غازی

خدا اِس بات پہ اقدام میں فتح و ظفر دے گا
یہ منظر دشمنانِ دین کو مرعوب کر دے گا

غرض جب رات کو کھانے سے فارغ ہو چکا لشکر
مجاہد منتشر ہونے لگے اُس دشت کے اندر

فراہم کر لیا ایندھن صداقت آشناؤں نے
نبیؐ کے حکم کی تعمیل کی سب باوفاؤں نے

○

تازہ ارشادِ نبویؐ کی تعمیل کا اثر

شبِ تاریک میں جب دُور تک اُٹھنے لگے شعلے
تو روشن ہو گیا دامانِ حمراء الاسد اُن سے

یہ منظر ناگہاں جب فوجِ مکّہ کو نظر آیا
تو اُس پر دشت کی سُرخی فضا میں ہول سا چھایا

اُفق پر دیکھ کر سائے اُدھر صحرا کے روشن کو
جھگوڑے اور بھی تیزی سے دوڑے اپنے مسکن کو

گریزاں فوج میں اسپانِ کوتل جو بدکتے تھے ‏ تو یہ بُزدل بھگوڑے خوف سے پیچھے کو تکتے تھے

ہُوئی یوں کارگر تجویز سالارِ مدینہ کی
خُدا نے آپ رکھ لی لاج سَردارِ مدینہ کی

○

مُخبرانِ صادق کی خبر آوری

رسُولِ پاکؐ کو تھا انتظار ان جاں نثاروں کا ‏ پتا جن کو لگانا تھا قریشی بدشعاروں کا

بالآخر جب سحر کا نور مشرق سے ہُوا ظاہر ‏ بدرگاہِ شہِ لولاکؐ حاضر آ ہُوئے مُخبر

یہ صادق مخبرانِ حق خبر دُشمن کی لے آئے ‏ حقائق دین کے سردار کی خدمت میں پہنچائے

بتایا دُشمنانِ دیں گریزاں ہیں پیاباں ہیں ‏ رواں مکّہ کی جانب ہیں بسرعت دشت پیما ہیں

فرو کش راہ میں جا بجا تھے وہ خورد و کلاں سارے ‏ مگر سہ پہر سے اب چل دیئے ہیں خوف کے مارے

سوار اونٹوں پہ ہیں سارے بھگوڑے فوجِ مکّہ کے ‏ لیے جاتے ہیں کوتل کر کے گھوڑے فوجِ مکّہ کے

بتاتا ہے ہراس دیا کس میں ایسا فرار اُن کا
کہ عزم و حوصلے پر اب نہیں ہے اختیار اُن کا

رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاثرات

خبر جس دم سُنی کفار کے یوں بھاگ جانے کی
پلٹ کر یاس میں سُوئے وطن باگیں اٹھانے کی

بجالائے خدا کا شکر فوراً سرورِ عالم!
صحابہؓ سے یہ فرمانے لگے پھر ساتھ ہی اُس دم

کہ اب یہ سُوجھی ہے آگے تعاقب ان بھگوڑوں کا
مناسب ہے کہ ہم رُخ پھیر لیں اونٹوں کا گھوڑوں کا

بتاتی ہے ہمیں یہ لشکرِ مکہ کی پسپائی
خدا کی ذات کو مطلوب ہے باطل کی رسوائی

مکہ رلے کے فوجیں گر ابو سفیان آئے گا
مگر پھر مُنہ کی کھا کر بالیقیں ذلت اُٹھائے گا

جنابِ حق کو جو منظور ہے حق کی مددگاری
مقدر ہو چکی ہے اہلِ باطل کی نگوں ساری

جفاکاری کا انجام زبوں آخر تباہی ہے
ستم گاری اسیرِ حلقۂ قہرِ الٰہی ہے

متاعِ دردِ اُلفت امتیازِ آدمیت ہے — یہی نقدِ گراں دُنیا میں نازِ آدمیت ہے

یہ احساں ہے ہمارے حال پر ذاتِ الٰہی کا — دِکھایا راستہ جس نے اوامر کا نواہی کا

تمھیں لازم ہے چلنا حق کے رستے پر نڈر ہو کر — حمایت دین کی کرنا سدا سینہ سپر ہو کر

مناسب ہے یہاں سہ[1] روز ٹھیرو اور ستاؤ

باطمینانِ خاطر اللہ کے شکرِ حق بجا لاؤ

حمراء الاسد سے لشکرِ اسلام کی مدینے کو واپسی
اور
مدینہ میں ماتمِ شہدا

ٹھہر کر دشتِ حمراء الاسد میں تین دن لشکر — ہوا واپس مدینے کو بحکمِ مرسلِ داور[2]

---

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔

[1] مقام حمراء الاسد مدینے سے ۸ میل کے فاصلے پر ہے۔ تاریخ القرآن کی روایت کے مطابق آنحضرتؐ نے لشکرِ مجاہدین کی معیت میں یہاں تین دن قیام فرمایا۔ زخمی اصحابؓ کی مرہم پٹی ہوتی رہی اور سارا لشکر اچھی طرح سے ستا لینے کے بعد آپ لشکر کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائے مدینہ ہوئے۔

دلوں کو آمدِ لشکر سے اطمینان سا آیا — ورودِ محسنِ انسانیت تسکینِ دل لایا

بپا تھا شہر میں ماتم شہیدانِ گرامی کا — کہ شیون[1] نوحہ ساماں تھا چار سو دردِ عوامی کا

نظر آتے تھے خطِ درد کے آثار لوگوں میں — غضب کی بے کلی تھی ایک ماتم دار لوگوں میں

گھروں میں مل کے عوراتِ مدینہ بین کرتی تھیں — پیاپے پیٹتی روتی تھیں شور و شین کرتی تھیں

زباں پر اس طرح سے نام مقتولوں کے لاتی تھیں — کہ اہلِ شہر کو بھی ساتھ ہی اپنے رلاتی تھیں

بدیں عالم جو واپس گھر میں آئے سیدِ والا — تو یاد آ ہی گئے بے اختیار ان کو حمزہؓ

دلِ حضرتؐ پہ رقت سی ہوئی اک اس گھڑی طاری — معاً آنسو بھی چشمانِ مبارک سے ہوئے جاری

کہا یوں نام[2] لے کر اُس بہادر مردِ نامی کا — "نہیں[3] ہے نوحہ خواں کوئی مرے عمِ گرامی کا"

---

[1] آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ عرب میں دستور تھا کہ مُردوں پر عورتیں زور زور سے نوحہ اور بین کرتی تھیں، کپڑے پھاڑ لیتی تھیں گال نوچتی اور گالوں پر تھپڑ مارتی تھیں اور چیختی چلاتی تھیں)

(سیرۃ النبی جلد اول صفحات ۳۰۶ و ۳۸۷ مصنفہ مولانا شبلی مرحوم)

[2] آپ کو حیرت ہوئی کہ سب کے عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں ہے۔

[3] رقت کے جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا (اما حمزۃ فلا بواکی لہ)۔ "لیکن حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہیں"

★

یہ سنتے ہی امنڈ آیا ہجوم اک سوگواروں کا
مدینے کے مسلمانوں نبیؐ کے غم گساروں کا

بکثرت ان میں تھیں عورات انصارِ مدینہ کی
جنھیں مقصود غم خواری تھی سردارِ مدینہ کی

ہوئے مصروف مل کر ماتمِ حمزہؓ میں بیچارے
بہانے لگ گئے اشکِ فراواں درد کے مارے

منظر اک عالمِ آہ و فغاں جو ہر طرف آیا
رسولِ پاکؐ نے سب کو مخاطب کرکے فرمایا

ارشاداتِ ہادیؐ

زور زور سے نوحہ کرنے کپڑے پھاڑنے
گال نوچنے اور پیٹنے کی ممانعت

کہ میں ممنون ہوں اہلِ وفا کی غم گساری کا
شریکِ درد ہو کر غم بٹانے اشک باری کا

ؐ انصار نے یہ الفاظ سنے تو تڑپ اٹھے، سب نے جاکر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدہ پر جاکر حمزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشینانِ انصار کی بھیڑ تھی اور حمزہؓ کا ماتم بلند تھا۔

(سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۸۶ - ۳۸۷ مصنفہ مولانا شبلی مرحوم)

عزیزوں کی جدائی بے گماں دل کو ستاتی ہے ۔۔۔ تقاضا ہے یہ فطرت کا کہ انساں کو رلاتی ہے

دلِ مومن کو ہے مرغوب تسلیم و رضا پھر بھی ۔۔۔ اُسے غم ہو مگر رکھتا ہے قائم حدِ اعتدال پھر بھی

بہر صورت یقیں ہے زندگانی میں کفیل اس کا ۔۔۔ اسی کے ساتھ وابستہ ہے [illegible] تکمیل اُس کا

کہ جس پر منحصر سب قوتِ ایمان ہے اُس کی ۔۔۔ جہاں میں جو یقیناً امتیازی شان ہے اُس کی

سو لازم ہے تمہیں اے اک خدا کے ماننے والو!

نواہی و اوامر کی حدیں پہچاننے والو!

غم و اندوہ میں پابندِ تسلیم و رضا رہنا! ۔۔۔ مصیبت جو بھی آئے صبر و استقلال سے سہنا

تمہیں شایاں نہیں ہیں اب وہ رسمیں جاہلیت کی ۔۔۔ کہ جن سے شان گھٹتی ہے یقیناً آدمیت کی

یہ کپڑے[1] پھاڑنا سر پیٹ کر آہ و بکا کرنا ۔۔۔ شہیدانِ گرامی پر یہ تہمت موت کی دھرنا

یقیں جانو عمل ایمان والوں کا نہیں ہرگز ۔۔۔ کہ مومن ہو نہیں سکتا ہے محرومِ یقیں ہرگز

---

[1] یہ رسم بہ اسی دن سے بند کر دی گئی اور فرمایا گیا کہ آج سے کسی کی موت پر اس طرح نوحہ نہ کیا جائے کیونکہ اس طرح نوحہ کرنا مسلمان کی شان کے شایاں نہیں

(سیرۃ النبی مصنفہ مولانا شبلی) جلد اول صفحہ ۳۰۰ بحوالہ ہشام غزوہ احد اور مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۰ نیز صحیح بخاری (کتاب الجنائز)

خدا کی ذات پر ہر حال میں ایمان ہے اُس کا — اُسی کی راہ میں سر شوق سے قربان ہے اس کا

متاعِ دینِ فطرت کا محافظ بن کے آیا ہے — زمانے میں خدا کا آخری پیغام لایا ہے

وہ ناداروں غریبوں اور مظلوموں کا حامی ہے — ہر اک فردِ بشر اُس کی نگاہوں میں گرامی ہے

اہانت دینِ فطرت کی گوارا کر نہیں سکتا — وفا کے راستے سے وہ کنارا کر نہیں سکتا

سر اُس کا جھک نہیں سکتا کسی انسان کے آگے — وہ ڈٹ جاتا ہے ظلم و جبر کے طوفان کے آگے

اگرچہ موت کر دیتی ہے آنکھوں سے نہاں اُس کو — شہادت بخش دیتی ہے حیاتِ جاوداں اُس کو

عیاں آئینۂ ہستی سے ہے نقشِ دوام اس کا — فنا کے ہاتھ سے ہے بالیقیں بالا مقام اُس کا

خوشی سے جو پئیں میدان میں جامِ شہادت کو
کہو[1] مُردہ نہ تم اُن کشتگانِ کوئے الفت کو

تمہارے درمیاں اس دارِ فانی میں نہیں ہیں وہ — مگر مل کر خوشی سے باغِ جنت میں مکیں ہیں وہ

---

[1] ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون
ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں لڑ کر قتل ہو جائیں تم ان کو مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ اللہ کے پاس زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا ادراک نہیں کر سکتے (قرآن کریم)

اُنھیں خوش نودیاں ذاتِ الٰہی کی جو حاصل ہیں بصد راحت خدا کی رحمتوں سے جا کے واصل ہیں

نہیں زیبا تمھیں ان کے لیے اس طرز کا ماتم کرو سب یاد اُن کو بس دُعائے خیر سے اس دم

یہ ارشاداتِ عالی سُن لیے جب سوگواروں نے کیا دل میں سکوں محسوس سارے اشک باروں نے

ہوا موقوف یکسر سلسلہ وہ شور و شیون کا

فضا میں ہر طرف رنگِ طمانیت ہوا پیدا

○

مظلومِ انسانیت کا مامن مدینہ

اُحد کے زخمِ تازہ مندمل جب ہو چکے سارے نظر آنے لگے پھر امن کے پُر کیف نظّارے

چمک اُٹھیں شعاعیں مطلعِ انوارِ یثرب سے تو پھیلی نکہتِ گل چار سُو گلزارِ یثرب سے

کھلے غنچے دلوں کے آمدِ فصلِ بہاری سے نسیمِ معرفت چلنے لگی پھر فضلِ باری سے

مدینہ بن گیا ملجا ضعیفوں زیردستوں کا کہ حاصل قرب تھا اُس کو جہاں کے حق پرستوں کا

کشش ایسی فضا کی اس طرح ہونے لگی سب کو
کہ کھچ کر آگئے کتنے مہاجر ارضِ یثرب کو

عقیدت لا رہی تھی ان کو دربارِ نبوت میں
جہاں پاتے تھے وہ خود کو یقیناً امن و راحت میں

بڑھی آمد سے ان کی رونقِ بازارِ اسلامی
پھلا پھولا نظر آنے لگا گلزارِ اسلامی

○

مسجدِ نبوی

اساسِ دینِ حق ہے قیامِ مسجدِ نبوی
جوابِ عرشِ اعظم ہے مقامِ مسجدِ نبوی

یہ مسجد جلوہ گاہِ نیّرِ برجِ نبوت تھی
مدینے میں یہی اک مرکزِ اجماعِ اُمّت تھی

یہیں سے ہر طرف پھیلیں شعاعیں نورِ وحدت کی
یہیں سے جھوم کر اُٹھیں گھٹائیں ابرِ رحمت کی

یہاں پہ تزکیۂ متقیوں نے پایا وہ درسِ ایمانی
کھلے جس سے نگاہِ شوق پر اسرارِ رُوحانی

یہی وہ تربیت گاہِ محبت تھی زمانے میں
ہوئی ممتاز جو اعجازِ اُلفت کے دکھانے میں

ملایا اس نے حسنِ خلق سے اسود کو احمر سے
بچایا اس نے ہر مظلوم کو دستِ ستمگر سے

مسجدِ نبویؐ تربیت گاہِ انسانیت تھی

مسلمانانِ یثرب جو یہاں دن رات آتے تھے
یقیناً وہ فلاحِ دین و دنیا لے کے جاتے تھے

نمازیں تھیں خلوصِ قلب سے عشق آفریں اُن کی
امامت آپ کرتے تھے امام المرسلیںؐ اُن کی

رموزِ معرفت کا درس بھی ان کو پڑھاتے تھے
ادھر راہیں انھیں اس زندگی کی بھی دکھاتے تھے

بتاتے تھے انھیں قربِ الٰہی کے ہیں کیا معنی
اوامر کے ہیں کیا معنی نواہی کے ہیں کیا معنی

اِدھر حق کیا ہیں اللہ کے اُدھر حق کیا ہیں بندوں کے
فرائض ان کو سمجھاتے تھے سارے حق پسندوں کے

سناتے تھے انھیں وہ آیۂ ہستی کی تفسیریں
چراغِ راہ بن کر جو بدل دیتی ہیں تقدیریں

یہ وہ اخلاق تھے انسانیت جن سے عبارت ہے
قوی جن سے جہاں میں دینِ رحمٰن کی عمارت ہے

ہلا دیتے ہیں جو رشتہ بشر کا ذاتِ باری سے
ممیّز جو اُسے کرتے ہیں نوری اور ناری سے

حلقۂ تدریس کے طالبانِ حق

(اصحابِ صُفّہ)

زبانِ پاکِ مرسل میں کچھ ایسی جاذبیت تھی — فدا جس پر دل و جاں سے حقیقی آدمیت تھی
اِدھر قرآنِ ناطق آپ کی ذاتِ گرامی تھی — اُدھر نطقِ مبارک سے عیاں وہ خوش کلامی تھی

ق

کہ خلقت خود کھچی آتی تھی دامانِ مدینہ میں — کشش کچھ اس طرح کی تھی دلستانِ مدینہ میں
غرض جو طالبانِ حق ارادت لے کے آتے تھے — یقیناً دین و دُنیا کی مرادیں آ کے پاتے تھے
اُنھیں مرغوب دل سے تربیت گاہِ مدینہ تھی — کہ راہِ عاقبت ان کے لیے راہِ مدینہ تھی
حصولِ علم کی جو بھی تمنا جاگزیں دل میں — مدینے کو سمجھتے تھے مقامِ بہتریں دل میں

انہی میں اک فریق ایسے وفاکیشوں کا شامل تھا

مورخ نام دیتے ہیں جنہیں اصحابِ صفہؓ کا

یہ عاشق دین کے شمعِ نبوت کے تھے پروانے
محبت کے یہ دیوانے حقیقت میں تھے فرزانے

خوشی سے دین کے ہر کام میں دن رات شامل تھے
خدا و مصطفےٰ کے حکم پر شدت سے عامل تھے

سراپا اشتیاقِ علمِ دیں ان کی نشانی تھا
عمل احکامِ دیں پر مدعائے زندگانی تھا

اوامر اور نواہی کی حدیں پہچانتے تھے یہ
رموزِ حکمتِ قرآں بخوبی جانتے تھے یہ

طلب ان کو متاعِ علمِ دیں کی پاسبانی تھی
برائے خدمتِ دیں وقف ان کی زندگانی تھی

نہ تھا مطلوب اس دنیا کی دولت کا نشہ ان کو
متاعِ بے بہا تھی دولتِ فقرِ غیور ان کو

کسی دل کو نہ تھی ان سے شکایت بغض و کینہ کی
بجا لاتے تھے خدمت شوق سے اہلِ مدینہ کی

غریبوں کی ادھر تو غم گساری آ کے کرتے تھے
مریضوں کی ادھر تیمارداری جا کے کرتے تھے

کلامِ پاک کا جو عشق تھا عنقا شماروں میں
کئی حفاظ تھے ان دین کے خدمت گزاروں میں

یہ مومن آسمانِ علمِ قرآں کے وہ تارے تھے
رسولِ پاکؐ کی ذاتِ گرامی کو جو پیارے تھے

وہ ان کی محفلوں میں شوق سے تشریف لاتے تھے ‌ ‌ ‌ صراطِ حق پہ ان کو مستعدِ کار پاتے تھے

خلوصِ دل سے ان عاشقوں کا غم بٹاتے تھے ‌ ‌ ‌ باظہارِ نوازش حوصلے سب کے بڑھاتے تھے

نگاہِ پاک میں کہ مشغلے مرغوب تھے اُن کے

خدا کے پاک مرسل کو عمل محبوب تھے اُن کے

○

دارالامان (مدینہ) پر قبائل کی یورشیں

منافقین اور یہودیوں کی متفقہ ریشہ دوانی کا اثر

(مسلمانانِ یثرب کا سراپا پراقدام)

عرب بھر میں مقام ایسا فقط شہرِ مدینہ تھا ‌ ‌ ‌ کہ جو امن و اماں، علم و تمدّن کا خزینہ تھا

ؔ عہدِ نبوت میں دو قسم کی جنگیں لڑی گئیں۔ ایک وہ جس میں رسول اکرم نے خود شرکت فرمائی۔ ایسی جنگ غزوہ کہلاتی ہے اور دوسری وہ جس میں آپ خود شامل نہ ہو سکے مگر آپ کے ارشاد کے مطابق صحابہؓ نے شمولیت کی۔ موخر الذکر کو سریہ کہتے ہیں اور سراپا اسی کی (سریہ کی) جمع ہے۔

پہنچتی تھی اسی پر منتہیٰ اخلاقِ انسانی — اسی کی سرزمیں تھی مرجعِ الطافِ رحمانی

نہیں افراد کے مابین تھا رشتہ اخوت کا — محبت کا مروت کا عقیدت کا آدمیت کا

عداوت کی اسی ماحول میں تھی گرم بازاری — کہ تھی یاں پر حقوقِ نوعِ انساں کی نگہداری

عرب سارا اسیرِ پنجۂ بیدادِ مستی و رند — مسلط تھا ہوا کی دیو نفسِ بد اعتقادی

ہر سو قتل و غارت اور خوں ریزی کے چرچے تھے — لڑائی تیر اندازی شورشیں ابتری کے چرچے تھے

ستم خونخوار ڈھاتے تھے بپا زیر دستوں پر — ستمگر زندہ گاڑتے تھے معصوم بیٹیوں کو ستے پر

نہ قانون اور عدل و داد کا شیرازہ تھا کوئی! — نہ ان کے واسطے اخلاق کا تہذیب تھی کوئی

یہ نسبت نام کے تھے گرچہ آدم کی ذریت سے — بہائم کو بھی لیکن ننگ تھا اس آدمیت سے

عرب کی سرزمیں میں جس قدر زن کے قابل تھے — وہ کمزوروں پہ ہر ممکن ستم ڈھانے پہ مائل تھے

منافق رہزن ہیں سب کے ادھر تھے رازداں ان کے — عرب بھر کے یہودی سب ادھر تھے مہرباں ان کے

یہ بدفطرت انہیں سو سو طرح سے دق بناتے تھے — مدینے پہ چڑھائی کے لیے پیہم بلاتے تھے

اُحد میں دیکھ کر زخمی مسلمانوں کے لشکر کو — خوشی حد سے فزوں تھی اس گروہِ کینہ پرور کو

یقیناً دل میں ان کو ناتواں اب یہ سمجھتے تھے
فقط کچھ روز کا ہی میہماں اب یہ سمجھتے تھے

خیال آتا تھا اب ان سے مقابل جنگ کر دیں گے
مدینے کی فضا میں ان پہ جینا تنگ کر دیں گے

بالآخر ان کی یہ ریشہ دوانی رنگ یوں لائی
کہ آتش آز کی اُس نے شر انگیزوں میں بھڑکائی

خیال آیا انھیں حملہ کریں جا کر مدینے پر
گریں برق بلا بن کر محمدؐ کے سفینے پر

اچانک شہر پر ہر سمت سے یورش کریں مل کر
رفیقانِ محمدؐ کے گھروں کو لوٹ لیں مل کر

بڑھے یہ سوچ کر ظالم مسلمانوں سے لڑنے کو
ہر اک جانب سے یثرب پر یکایک ٹوٹ پڑنے کو

مگر تھے اہلِ یثرب باخبر ان کے عزائم سے
نکل کر شہر سے ایسے لڑے وہ ان بہائم سے

ق

کہ میداں سے یہ آخر دم دبا کر ہو گئے واپس
شکستِ فاش کی ذلت اٹھا کر ہو گئے واپس

اہلِ شر کی طرف سے انتہائے شقاوت

فریب اور غداری سے مبلغین اسلام کا سفاکانہ قتل

(بیر معونہ کا حادثۂ فاجعہ)

اُمنڈ کر ظلم کے طوفان آتے تھے مدینے پر ۔۔۔ مصائب کی گھٹائیں ساتھ لاتے تھے مدینے پر

مگر کچھ اس طرح ثابت قدم تھے دین کے حامی ۔۔۔ کہ دیکھی کفر نے ہر بار رُسوائی و ناکامی

بالآخر جنگ کی چالیں جس دم کارگر ٹھہریں ۔۔۔ ستمگاروں کی ساری کوششیں بے اثر ٹھہریں

تو سوچی اہلِ شر نے اک نئی تجویز شیطانی

ہوا شیطان بھی جس سے یقیناً محوِ حیرانی

○

نجد کے قبیلہ بنو عامر کی طرف سے

شیطنت کا اظہار

رواں نجد میں آباد جتنے بھی قبائل تھے — مسلماں دشمنی پر سب حقیقت ہے کہ مائل تھے

بنو عامر مگر اس باب میں تھے پیش پیش ان میں — یہی دشمن نبی کے تھے یقیناً سب سے بیش ان میں

رئیس ابن الطفیل ان کا وہ عامر نام ناری تھا — پیمبر کی عداوت کا جنوں سا جس پہ طاری تھا

لعیں کو اپنے مقصد میں ہوئی حاصل جو ناکامی — تو حد سے بڑھ گئی خونخواری اب خون آشامی

جفاکاری کے سر انداز سے ظالم شناسا تھا

حسد سے کہ جوش میں خون مسلماں کا یہ پیاسا تھا

○

لے عامر بن طفیل نے جو قبیلہ بنو عامر کا رئیس تھا، آنحضرت سے کہا تھا کہ میرے تمہارے درمیان تین باتیں ہیں، تو عرب کو تسخیر کر لے، دیہات پر تمہارا حق اور شہروں کا میں یا اپنے بعد مجھے اپنا جانشین نامزد کر ورنہ میں ہزار غطفانی لے کر مدینہ پر چڑھ دوڑوں گا۔ آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ (اس سے قدرتاً اس کے دل میں بغض و کینہ سے عداوت مستقل ہونے لگے)

سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۸۹ (مع حاشیہ بحوالہ صحیح بخاری غزوہ الرجیع و رعل و ذکوان)

قبیلہ بنو عامر سے ابو براء (عمِ عامر بن طفیل) کا

عزمِ مدینہ

بزرگ محترم تھا ابو براء اِک قبیلے کا
یہ بڈھا سرپرست تھا ایک سبکرو و حیلے کا

بھتیجا اُس کا رشتے میں تھا سردارِ قبیلہ تھا
یقیناً یہ بھی اک اُس کی بزرگی کا وسیلہ تھا

بلند بازی میں تھا مشہور یہ عہدِ جوانی میں
اسی پر تھا بہت مغرور یہ عہدِ جوانی میں

مگر اس وقت پاتا تھا اِک بیمار سا اُس کو
کہ تھا اُس کے شکم میں ابتلیٰ آزار سا اس کو

علاج دردِ پنہاں کی تھی جستجو پیہم
کہ صحت کی جھلک آتی نہ تھی اس کو از دو پیہم

بزرگوں نے دیا یہ مشورہ اُس پیرِ پُرفن کو
کہ وہ سیدھا چلا جائے مسلمانوں کے مسکن کو

تحائف ساتھ اونٹوں اور گھوڑوں تک کے لے جائے
جنھیں جا کر ادب سے پاس پیغمبر کے پہنچائے

سلہ مراد مدینہ

کیے ہیں دُور سے حسنِ عقیدت لے کے آیا ہوں — وطن سے یہ تحائف آپ کی خدمت میں لایا ہوں

دعا کیجے کہ بیماری مری یہ دُور ہو جائے ! — مرا مغموم دل اک بار پھر مسرور ہو جائے !

مسلمانانِ یثرب کا کرے یوں اعتماد حاصل — کہ ان کو دام میں لانے کی ہم کو مراد حاصل

یہ اندازِ عقیدت بات اس کی با اثر ہوگی

یقیں جانو کہ یہ تجویز اپنی کارگر ہوگی

ابو براءؓ کی مدینے میں آمد اور
رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں اظہارِ عقیدت

غرض یہ سوچ کر سُوئے مدینہ بُو براءؓ آیا — تحائف اُونٹ گھوڑوں کے بھی اپنے ساتھ ہی لایا

پہنچ کر شہر میں پُوچھا رسُولِ پاک کا مسکن — میانِ اہلِ دیں یعنی شہِ لولاکؐ کا مسکن

ہوا معلوم ہیں تشریف فرما آپ مسجد میں — جہاں کرتے ہیں وعظِ اک دینِ حق کا آپ مسجد میں

یہ سنتے ہی وہ سید چل دیا سرکارِ رحمت میں
بہ اندازِ عقیدت آگیا دربارِ رحمت میں

کہا میں اک مسافر دُور سے یاں چل کے آیا ہوں
ارادت سے یہ تحفے آپ کی خدمت میں لایا ہوں

طبیعت ہے اسیرِ پنجۂ آزار مدت سے
چلا آتا ہوں میں اس حال میں بیمار مدت سے

دعاؤں میں تری کتنے ہیں سب تاثیر ہے آقا!
اثر جن کا سُنا ہے غیبت بہ اکسیر ہے آقا!

دُعا اس بندۂ بیمار کے حق میں بھی فرمائیں!
کرم مجھ بے وطن ناچار کے حق میں بھی فرمائیں

کہ میرا دُکھ ہمیشہ کے لئے یہ دُور ہو جائے
اُدھر نذرِ عقیدت بھی مری منظور ہو جائے

بہ اظہارِ تشکر میں وطن کو لوٹ جاؤں گا
یہ کیفیت وہاں اہلِ وطن کو جا سناؤں گا

○

ابو براءؓ کے حق میں رسول اکرمؐ کی دعا

اور

اُس کے ساتھ کریمانہ سلوک

رہ شفقت سن چکے بیمار کی جب التجا حضرتؐ
اُٹھا کر ہاتھ فرمانے لگے حق سے دعا حضرتؐ

کہ اے دانائے مطلق عام ہے کنز الحکم تیرا
ہمیں مطلوب ہے اُس سے مگر فضل و کرم تیرا

زمانے میں ہے ہر نخلِ تمنا بار ور جس سے
دوا میں ہے اثر جس سے دعا میں ہے اثر جس سے

اُسی سے بخش دے اس اجنبی کو تو شفا یا رب!

خلوصِ عجز سے کرتے ہیں ہم تجھ سے دعا یا رب!

سخن کا پھر کیا آغاز جو حق کے فضائل سے
بہ اخلاقِ کریمانہ کہا بیمار سائل سے

کہ حق ہے شفا بیمار کو اُس کی عنایت سے
سنورتے ہیں جہاں میں کام سب اُس کی حمایت سے

یقیں والوں کو ہے ہر حال میں اُس کی مدد کافی
وہی ہے جسم کا شافی وہی ہے رُوح کا شافی

تمھیں آزارِ روحانی کا بھی احساس گر ہوتا
یقیں جانو تمھیں پھر فائدہ یاں بیشتر ہوتا

پکڑ لیتے اگر تم دامنِ اسلام ہاتھوں میں
سمجھ جاتے کہ ہے دارین کا انعام ہاتھوں میں

نہیں مطلوب یاں اونٹوں کے اور گھوڑوں کے نذرانے
فقط درکار ہے وہ دل کہ جو حکمِ خدا مانے

اگر ہوتا یقیں تم کو خدا کی ذاتِ واحد پر
تو اُس حالت میں لے لیتا یہ ہدیہ تم سے پیغمبر

قبول اُس کو یقیناً ہے خدا کے نام سے ہدیہ
مگر لیتا نہیں وہ منکرِ اسلام سے ہدیہ

مناسب ہے اُسے امداد ہر محتاج کو دینا
نہیں شایاں مگر اُس کو دعاؤں کا صلہ لینا

یہ فرما کر اُسے رخصت کیا دربارِ عالی سے
دلایا ساتھ ہی تحفہ اُسے سرکارِ عالی سے

یہ تحفہ شہدِ خالص کا بہ ہنگامِ وداع دے کر
بہ شفقت اُس سے فرمانے لگے وہ پاک پیغمبر

کہ یہ زادِ سفر سمجھو غذا بھی ہے دوا بھی ہے
خدا کے فضل سے بیمار کے حق میں شفا بھی ہے

مدینے سے واپسی پر ابو براء کے تاثرات

مدینے سے غرض جب لوٹ آیا ابو براء گھر کو
تو دل میں یاد کرتا تھا بہت خلقِ پیمبر کو

جسے اُس نے اِدھر تو محسنِ نوعِ بشر پایا
اُدھر اُس مُرسلِ حق کی دُعا میں یہ اثر پایا

ق

کہ حاصل جب سے مسجد میں ہوئی تھی وہ دعا اُس کو
خدا نے بخش دی تھی اُس مرض سے بس شفا اُس کو

شرافت جو ودیعت ہے ازل سے نوعِ انساں کو
بھلاتی کس طرح وہ محسنِ اعظم کے احساں کو!

مگر کھینچ لائی یہ رسولِ حق کے پاس اُس کو
مگر جُل دے گیا آخر دلِ حق ناشناس اُس کو

مشیت نے اُسے کچھ اِس طرح پھر آزمانا تھا
مقدر میں مگر مردود کو محروم جانا تھا

بارگاہِ نبوّت میں ابوبرا کی گزارش

مکرر وہ ہُوا حاضر جو دربارِ مدینہ میں
منافق نے گزاری عرض سرکارِ مدینہ میں

کہ میں ممنون ہوں حضرت کے الطافِ گرامی کا
باندازِ محبت دل نوازی، خوش کلامی کا

دوا ہر اک مرض کی ہے تری شانِ حکیمانہ
کہ حاصل ہے جسے ہر حال میں خلقِ کریمانہ

ہوئی ہے باعثِ تسکینِ دل تیری دعا مجھ کو
مرض سے مل گئی ہے جس کی برکت سے شفا مجھ کو

صداقت کا تری جو ہو چکا ہوں بے گماں قائل
خلوصِ قلب سے میں جانبِ اسلام ہوں مائل

یقیناً دل میں اب اسلام کا اقرار ہے مجھ کو
مگر اظہار اس کا اس گھڑی دشوار ہے مجھ کو

قبائل نجد کے ہیں آج تک نا آشنا اس سے
انہیں ہے بالیقیں اک دشمنی سی برملا اس سے

چلی آتی ہے یہ حق دشمنی ان کے خصائل میں
مرا اپنا قبیلہ بھی ہے شامل ان قبائل میں

نواحِ نجد میں لیکن نمایاں شان ہے اس کی
کہ ان سارے قبائل میں مسلّم آن ہے اس کی

یقیناً حق پہ مائل وہ قبیلہ ہو بھی سکتا ہے
اُدھر حق کی اشاعت کا وسیلہ ہو بھی سکتا ہے

اگر یوں ہو تو پھر مشکل مری آسان ہو جائے
کہ مجھ سے بھی مِرا اسلام کا اعلان ہو جائے

ضروری ہے مگر اس کام کا آغاز کرنے کو
درِ اسلام اہلِ نجد پہ یُوں باز کرنے کو

کہ ارضِ نجد میں اسلام کے داعی چلے جائیں
حقیقت دین کی نجدی قبائل کو وہ سمجھائیں

یقیں ہے راستے کھل جائیں گے ان پہ ہدایت کے
نکل آئیں گے حامی آپ کے حق کی عنایت سے

ہُوا جب اس طرح چرچا خُدا کے نام کا ہر سُو
رواں ہو جائے گا ہر سُو وہاں اسلام کا ہر سُو

ابُو براء کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تامّل

اور

ابُو براء کا اعلانِ کفالت

یہ سُن کر ہادیٔ اسلام نے اُس سے یہ فرمایا
کہ تیری گفتگو سے مدعا تیرا نظر آیا

اشاعت دینِ حق کی فرض ہے ایمانداروں پر | مجاہد غازیوں ثابت قدم طاعت گزاروں پر
نہیں اکراہ کا لیکن عمل دیں کی اشاعت میں | کہ یہ صورت نہیں ہے برمحل دیں کی اشاعت میں
اشاعت کے لیے تبلیغ ہی حسنِ عمل سمجھو | یہی ہر حال میں اس مسئلے کا ایک حل سمجھو
زمینِ نجد ہے لیکن وطن اُن شر پسندوں کا | نہیں بھاتا جنھیں دُنیا میں رہنا نیک بندوں کا
فقط طرزِ جفا مطلوب ہو جن بدشعاروں کو | بجا خدشہ ہے اُن سے دین کے خدمت گزاروں کو
یہ سنتے ہی تسلّی یوں فداکاروں کو دی اُس نے | حضورِ سیّد والا ادب سے عرض کی اُس نے

کہ خادم نجد میں ان کا مجھے بس جانئے حضرتؐ!
کفیل ان کی حفاظت کا مجھے گردانئے حضرت!

وطن میں باثر ہوں معتبر ہوں باوسیلہ ہوں
بزرگِ خاندان ہوں اور سردارِ قبیلہ ہوں
چلے ہمراہ میرے وفد دربارِ رسالت کا
کریں گے احترام اہلِ وطن میری کفالت کا

رسُولِ اکرمؐ کا اظہارِ رضامندی

عرب کی غیرتِ ملی و قومی کا تقاضا تھا
کہ یُوں بارِ کفالت کوئی کاندھوں پر اگر لیتا

تو پُورا وہ یہاں تک شمارہ و پیمان کر دیتا
کہ ہنگامِ ضرورت جان تک قربان کر دیتا

سو آخر پورا اُسے عہد و پیماں اس طرح سے کہ
تامّل سے ہُوا راضی خُدا کا پاک پیغمبر

کہ اُس کے ساتھ داعی دین کے تشریف لے جائیں
خلوصِ درد سے جو نجد میں اسلام پھیلائیں

○

نجد میں اشاعتِ اسلام کے لیے چیدہ مُبلّغین کا عزمِ تبلیغ

غرض یوں فیصلہ فرما چکے جب سیّدِ والا
ہُوا تیار دستہ ایک ستّر جاں نثاروں کا

کہ پیغامِ رسالت نجد کے لوگوں کو پہنچائیں
رہِ رُشد و ہدایت پر اُنھیں شفقت سے لے آئیں

یہ پروانے نبوّت کے رموزِ دیں سے واقف تھے — اشاعت کے لیے تبلیغ کے آئیں سے واقف تھے

بہت سے تھے جنھیں قرآن کی آیات ازبر تھیں — اِدھر محفوظ تھیں دل میں اُدھر اُن کی زباں پر تھیں

یہ عالم عزم کے مالک بھی تھے ہمّت کے پیکر بھی! — مفسّر بھی، محدّث بھی، مؤرخ بھی، مقرّر بھی!

بصحرائے محبّت زندگی تھی سخت پا اُن کی — رہِ اخلاص و اُلفت میں مسلّم تھی وفا اُن کی

نمایاں صورتوں سے نورِ ایماں کا تجلّیٰ تھا — ستاروں کا یہ جھرمٹ رشکِ عرشِ معلّیٰ تھا

عیاں سیرت سے اِک رُوداد تھی اصحابِ صفّہؓ کی — کہ اُن میں بیشتر تعداد تھی اصحابِ صفّہؓ کی

جنھیں مطلوب تھا پابندِ تسلیم و رضا رہنا
رہِ تبلیغ میں ہر اِک مصیبت صبر سے سہنا

مبلّغینِ رسولِ اکرمؐ کا خطاب

ہوئے یوں عازمِ تبلیغِ حق جب حق کے شیدائی — تو ہادیؐ نے اُنھیں وقتِ سفر تلقین فرمائی

کہ خدمت دین کی تم با وفاؤں کو مبارک ہو! | یہ عزم ناخدائی ناخداؤں کو مبارک ہو!
تمھیں سونپی گئی ہے ناخدائی اُس سفینے کی | کہ وابستہ ہیں جس سے اب تمنائیں مدینے کی
رہِ توحید پر چلنا ہے سینہ سخت پا ہو کر! | اشاعت دین کی کرنا محبت آشنا ہو کر
محبت ہی وسیلہ ہے خدا کی راہ کا دیں میں | نہیں مرغوب رستہ جبر اور اکراہ کا دیں میں
تمہارے عزم سے ہر ایک حامی دین کا خوش ہے! | تمہارے جذبِ کامل سے نبی خوش ہے خدا خوش ہے

مبلغ اس جہاں میں مظہرِ شانِ رسالت ہے
کفیلِ دینِ حق اُس کی صداقت ہے بسالت[1] ہے

○

عمل اُس کا جہاں میں بالیقیں حسنِ عبادت ہے | اُسے حاصل جہاں میں دو جہانوں کی سعادت ہے
وہ گر حق کی حمایت میں تہِ شمشیر جاتا ہے | حیاتِ جاوداں جامِ شہادت پی کے پاتا ہے
یہ فرماتے ہوئے رخصت کیا ان جاں نثاروں کو | کہا رقت کے عالم میں خدا حافظ ہو! پیاروں کو

---

[1] جرأت، دلیری

مبلغینِ اسلام کا سفرِ نجد اور بیرِ معونہ پر قتلِ عام

غرض لے کر اجازت اس طرح سرکارِ عالی سے
مبلغ دین کے رخصت ہوئے دربارِ عالی سے

یہ عاشق وحدہٗ کے عشق کا دم بھرتے گئے مل کر
منادی چار سُو توحید کی کرتے گئے چل کر

بنا کر مشغلِ راہِ سفر آیاتِ قرآں کو
جبینوں سے بسایا راستے کے دشتِ ویراں کو

فضائیں گونجتی تھیں پے بہ پے ان کی اذانوں سے
ملک حیرت سے ان کو دیکھتے تھے آسمانوں سے

پیامِ دینِ حق رستے کی آبادی کو پہنچاتے
مبلغ کے فرائض صدقِ دل سے یوں بجا لاتے

نواحِ نجد میں تھک کر جو آخر آن پہنچے اب
فروکش ہو گئے بیرِ معونہ کے کنارے سب ف

ادھر یاں سے ایک بدکردار قوم آ پہنچی آگے
منافق اہلِ حق کو دے کے دھوکا چل دیا آگے

ف یہ چشمہ نجد کی جانب (بنی عامر) اور بنی سُلیم کے مابین تھا یہ چشمے تھے جن میں سے ایک کا نام بیرِ معونہ تھا۔ جب مبلغین کی جماعت ایک منزل راستہ طے کرنے کے بعد اس چشمے پر پہنچی تو نجد کے رئیس (ابو براء) منافق نے اہلِ نجد میں اس بات کی منادی کرا دی کہ یہ لوگ میری پناہ پر رخصت ہو کر آئے [illegible] ان کو [illegible] انکار کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ لوگ تم سے کوئی تعرض نہ کریں

(تاریخ غزوات)

کہا اب آپ یاں کچھ دیر ٹھہریں اور ستائیں
خوشی سے پھر فرائض دین کے مل کر بجا لائیں

میں آگے جا کے اپنی قوم کو تیار کرتا ہوں
پئے تبلیغ دیں یعنی زمیں ہموار کرتا ہوں

خوشی سے بات میری بالیقیں وہ مان جائیں گے
تمھاری راہ میں خرد و کلاں آنکھیں بچھائیں گے

برادر زادہ میرا اُن کا سردار قبیلہ ہے
یقیں جانو کہ اُس کی ذات اک اچھا وسیلہ ہے

وطن میں عزت ہے ابن طفیل اُس مرد نامی کا
قبیلہ معترف ہے اُس کے اوصاف گرامی کا

مناسب ہے کہ اُس کے پاس بھیجیں نامہ بر کوئی
کہ جلدی سے تمھیں لا دے وہاں کی وہ خبر کوئی

مروت سے یقیناً وہ تمھارے پیش آئے گا
بہ اظہار محبت جلد ہی تم کو بلائے گا

یقیں ہے ہو کے داخل حلقۂ اسلام میں دل سے
مدد دے گا تمھیں تبلیغ کے اس کام میں دل سے

ابو براءؓ کے مشورہ پر معلمینؓ کا پیام

حاکمِ نجدؓ کے نام

سخن جو اہلِ حق کا ایک ہوتا ہے ملانے ہیں
گمانؓ بھی مومنوں کا نیک ہوتا ہے زمانے میں

منافق نے اگرچہ مکر سے پھانسا دیا اُن کو
مگر اپنے کہے کا جلد قائل کر لیا اُن کو

چُنانچہ جماعت نے معاً اس کام کی خاطر
بنو عامر کے آمر کی طرف پیغام کی خاطر

رفیقانِ وفا پیشہ سے اک مردِ دلاور کو
ف
وفادارِ حرمؓ پیکرِ ہمت کے شناور کر

وہ لے کر نامۂ قاصد وہاں سے چل پڑا فوراً
بنو عامر کی آبادی میں چل کر آگیا فوراً

یہ نامہ آئینہ تھا ایک اظہارِ حقیقت کا
کہ جس میں ذکر کرکے دینِ برحق کی طریقت کا

بتایا تھا یہ قاصد نے کہ ہم یثرب سے آئے ہیں
بنو عامر کی جانب دین کا پیغام لائے ہیں

اجازت دیجئے ہم کو کہ آبادی میں آجائیں
حقیقت دینِ برحق کی وہاں لوگوں کو سمجھائیں

ف مراد عامر ابن الطفیل برادر زادہ ابو براء
دشمن مومنین خبیر ا

حاکم نجد ابن الطفیل کا قاصد سے بیباکانہ سلوک

بڑھا کر ہاتھ نامہ لے لیا حاکم نے قاصد سے
کہ پڑھتے ہی اُس کے کر دئیے ملعون نے پُرزے

اشارہ اُس طرف اُس ثانیٔ نمرود سے پاکر
کیا بھالے سے اک خونخوار نے بے وار و قفہ

تو بھالا پُشت پر ایسا لگا سینے سے آ نکلا
مگر راہِ خدا میں پھر بھی وہ مردِ سخت جاں نکلا

نہ فرطِ درد سے سسکا نہ وہ چیخا نہ چلایا
زباں پر جوش میں نعرہ فزت و اللہ[1] کا لایا

کہ مولیٰ پا گیا ہوں میں زمانے میں مراد اپنی
ترے رستے میں جاں دے کر ہوئی ہے روح شاد اپنی

یہ عالم دیکھ کر اُس مردِ حق کی استقامت کا
لعینوں کو ہوا احساس حیرت سے ندامت کا

---

[1] اس واقعہ کی صراحت بخاری (کتاب الجہاد) میں درج ہے۔ روایت کے مطابق نیزہ کی ایسی ضرب کھانے پر قاصد (حرام بن ملحان) کی زبان پر معاً اللہ اکبر فزت کا کلمہ آگیا۔ یعنی مجھے خدائے بزرگ و برتر کی قسم میں نے مراد پالی۔ یہ سن کر اُن ظالموں کو سخت حیرت ہوئی اور ساتھ ہی قدرتاً اس بزدلانہ سفاکی پر ندامت ہوئی۔

قبائلِ نجد کا ابن الطفیل کی قیادت میں

نہتے مبلّغین پر حملہ

کمینوں نے مدّت سے کر رکھی تھی تیاری
کہ تھا ان کے دلوں پہ جذبۂ جور و جفا طاری

فراہم اب ہوئیں ابن الطفیل کینہ جو کر کے
برائے قتل آمادہ ہوئیں کور زِشت خو کر کے

ق

چلا بیرِ معونہ کی طرف وہ جور کا پیکر!
جلو میں لے کے سفاکانِ خوں آشام کا لشکر

○

نہتے مبلّغین پر حملہ

اور ان جاں بازانِ اسلام کی دردناک شہادت

بہ عالم اس مقامِ خاص کے جس دم قریب آئے
نزول کر ان نہتے مومنوں پہ تیر برسائے

فروکش ہوئے جو اس جا پہ تھے واں بر قزاق تک | دلوں میں جن کے تھا حسد کا باقی اثر اب تک

ہوئے حملے جو پیہم تیر اندازوں کے دستوں کے | تو سینے چھد گئے تیروں کی زد سے حق پرستوں کے

نہ گھبراہٹ مگر ظاہر ہوئی ان سخت جانوں سے | نکلتے تھے فقط کلمے شہادت کے زبانوں سے

پیا جام شہادت مل کے یوں حق کے امینوں نے | نہ روکے ہاتھ اس پہ بھی ستمگر نجدی لعینوں نے

کہ جوشش اس حال میں کتا نہ تھا ان کے رسالوں سے | شہیدوں پہ کئے حملے جفا کاروں نے بھالوں سے

رچھدی لاشوں کے ٹکڑے کر دیے خونخوار لشکر نے | رکھی مشق ستم یوں تک روا بدکار لشکر نے

یہ مومن جن پہ غداری کے ہاتھوں یوں ستم ٹوٹا | ریاکاری نے جن کا کاروانِ زندگی لوٹا

صحابہؓ کی جماعت سے وہ ستر مرد چیدہ تھے | کہ جو ہر محفلِ زہد و ورع میں برگزیدہ تھے

بچا ان پاکبازوں سے فقط اک مرد انصاریؓ[1] | کہ پہنچی رسولِ پاکؐ کو جس نے خبر اس کی

ہوئے مغموم سن کر یہ خبر وہ دین کا ہادی | بحالِ غم جفا پیشہ ستمگاروں پہ لعنت کی

وہ مردانِ خدا تو ہیں جہاں میں حشر تک زندہ | یہ لعنت ظالموں پہ ہے مگر تا حشر پائندہ

---

[1] عمرو بن امیہ انصاری جو مبلغین کے قتل عام کے وقت ذرا سی ایک چراگاہ میں تھے اور اس طرح اتفاقاً بچ کر واپس مدینہ پہنچ گئے۔

واقعۂ رجیع

بنو عضل و بنو قارہ قبائل کی منافقانہ چال

نہ پہنچی تھی نواحِ نجد سے غم کی خبر اب تک
نہ لایا تھا یہ خونیں داستاں پیغامبر اب تک

کہ یثرب میں بنو عضل و بنو قارہ کے وفد آئے
حضورِ خواجۂ کونین میں جو التجا لائے

کہ صحرائے بنو لحیان میں ہم دو قبائل ہیں
خدائے واحد و قیوم کے جو دل سے قائل ہیں

حقیقت میں نبوت پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں
ادھر نیکی بدی کی بھی بجا پہچان رکھتے ہیں

نقیب ایسے بشفقت اب ہمارے پاس بھجوائیں
کہ جو ارکانِ دیں جا کر وہاں لوگوں کو سمجھائیں

کریں تبلیغ اس انداز میں وہ حق کے شیدائی
کہ ہوں خرد و کلاں اسلام کے دل سے تمنائی

یہ سن کر آپ نے ان کو تسلی دے کے فرمایا
کہ مخبر وفدِ اسلامی وہاں اب عنقریب آیا

[illegible]

خدا کے دین کی تبلیغ مومن کی عبادت ہے

یہ وہ نیکی ہے جو دونوں جہانوں کی سعادت ہے

دس مبلغین کے وفد کی تیاری (۱۰)

صحابہؓ سے ہوا تیار جب اک وفد جانے کو
قبائل میں پیام دینِ برحق جا سنانے کو

برائے خدمتِ دیں دیکھ کر اُس کی رضامندی
اجازت سرورِ دیں نے اُسے بخشی بخورسندی

سراپا مستعد ان دس رضاکاروں کو جب پایا
تو یوں وقتِ سفر اُن کو مخاطب کر کے فرمایا

مبلغ کا جہاد اس زندگانی کی سعادت ہے
مسلماں کے لیے حق کی اشاعت اک عبادت ہے

رہِ توحید پر ثابت قدم ہو کر عمل کرنا
مسائل حسنِ اخلاق و رواداری سے حل کرنا

مگر حق پر عمل کرنا سدا حق بات ہی کہنا
مصیبت جو بھی پیش آئے ثبات و صبر سے سہنا

جدائی عارضی ہوتی ہے حق کے پاسبانوں کی
حیاتِ جاوداں حاصل ہے جن کو دو جہانوں کی

بہ ہنگامِ وداع سُن کر یہ ارشاداتِ پیغمبر
چلے اب سُوئے منزلِ مقصود کر وہ یادِ فاعل کر

○

منزلِ مقصود کے نزدیک

منافقوں کی سازش سے مُبلغین پر حملہ

مُبلغ سب تھے عالم اور عامل اس جماعت میں
روانہ جو ہوئی یثرب سے عاصمؓ کی قیادت میں

یہ عابد اور غازی یوں سفر کرتے ہوئے پیہم
رجیع کے دامنِ صحرا میں داخل آ ہوئے جس دم

تو یاں اُن کو بنی عضل و بنی قارہ نے ٹھہرایا
اُدھر اک لعنتی کو سُوئے نخلستان دوڑایا

بنو لحیاں کے تیر انداز تھے جس میں نہاں سارے
لیے بیٹھے تھے جو چھپ کر وہاں تیر و کماں سارے

کمیں سے دفعتہً یہ سب کمینے آ گئے باہر
جنونِ قتل و غارت ان کے نعروں سے ہوا ظاہر

مجاہد گھر گئے چاروں طرف سے ان لعینوں میں
پیا پے تیر گڑنے لگ گئے اب اُن کے سینوں میں

کمینوں نے جھڑی تیروں کی مل کر اُن پہ برسائی
مگر لغزش نہ اُن کے پائے استقلال میں آئی

رہا اس حال میں بھی دین کی عزت کا پاس اُنکو
نہ تھا دشمن کی کثرت سے ذرا خوف و ہراس اُن کو

بالآخر تھام کر دامن توکّل کے وسیلے کا ، کیا رُخ ان مجاہد مومنوں نے ایک ٹیلے کا

مگر اُس کی بلندی پہ لگایا جس گھڑی ڈیرا
ہذیلیاں کے دو سو ۲۰۰ شرطالسموں نے اُن کو آگھیرا

○

مبلغینِ رجیعؓ میں سے

آٹھ صحابہ کی شہادت

یہ عالم دیکھ کر اہلِ جفا کی شر پسندی کا
صحابہؓ نے سہارا جالیا فوراً بلندی کا

تہیہ کر لیا لڑنے کا ہر فردِ مجاہد نے
میاں سے کھینچ لی تلوار ہر مردِ مجاہد نے

شریروں نے اُدھر دامِ مکاری کے پھیلائے
پئے تکمیلِ شر حیلے بہانے سامنے لائے

کہا بے خوف تم ٹیلے سے اب نیچے اتر آؤ
ہمارے امن اخلاص میں آ کر اماں پاؤ

یہ سنتے ہی کہا عاصمؓ نے اے بزدل جفا کارو!
طلب کرتے نہیں تم سے اماں ہم تیر ہی مارو!

معاً پھر سونت کر تلوار جو غازی بڑھا آگے
تو بزدل سامنے سے ڈر کے ٹیلہ چھوڑ کر بھاگے

ادھر سات اور غازی آ گئے ٹیلے سے وہ ان ہٹ کر
یہ آٹھوں باوفا لڑتے رہے کفار سے ڈٹ کر

سپئے ناموس دیں پھر جان کا ہدیہ دیا سب نے
بمیدان وغا جام شہادت پی لیا سب نے

بخون خویش جاں دادند گلزار محبت را
"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

○

باقی دو اسیر مبلغین کے ساتھ

اہل شر کا سلوک

بلایا تھا جفا کاروں نے جب مکر اور حیلے سے
خبیبؓ و زیدؓ دو مومن اتر آئے تھے ٹیلے سے

یہ دامِ کید کے جو سادگی سے صید تھے اس دم
جفا جُو قوم کے ہاتھوں میں دونو قید تھے اس دم

تسلی ہو سکی لیکن نہ اس پر اُن شریروں کی
ستمگاروں نے مشکیں باندھ لیں دونو اسیروں کی

ہوئے پھر اُن کو لے کر جانبِ مکہ رواں سارے
کہ تھے کُفارِ مکہ کے یہ ظالم رازداں سارے

یہ اظہارِ شقاوت ایک گُونہ عید تھی اُن کو
کہ بوسفیان سے انعام کی اُمید تھی اُن کو

اِسی حالت میں لے جا کر وہاں دونوں اسیروں کو
بلایا اُن کے نظّارے کی خاطر سب شریروں کو

اُمنڈ کر آ گئے مکّہ کے سب پیر و جواں فوراً
حرم کے پاس میلہ لگ گیا خلقت کا واں فوراً

بالآخر داد پاکر ارضِ مکّہ کے کبار سے
وہ ظالم یوں لگے کہنے کبار سے صغار سے

کہ ہم ان قیدیوں کو سب یہیں اب بیچ ڈالیں گے
ادا جو قیمتیں اچھی کریں گے ان کو پالیں گے

یہ سُنتے ہی لگے بڑھ بڑھ کے دینے بولیاں سارے
خریداروں میں شامل ہو گئے سب حرص کے مارے

غرض یوں بڑھ کے بولی دی جو ہر مرد و ہاماں نے
خریدا زید کو یک صد شتر دے کے صفواں نے

بڑھے پیر و جواں آگے خریدارِ خبیبؓ ہو کر
جو نالاں تھے مسلمانوں کے ہاتھوں باپ کو کھو کر

وفورِ غیظ سے اب صورتِ سیماب تھے دونو
کہ بدلہ باپ کا لینے کو وہ سب بے تاب تھے دونو

سو قیمت دے چکے جس وقت دونوں بھی موقع پر
خبیبؓ باوفا کو دے گئے وہ ساتھ خوش ہو کر

○

قیدِ تنہائی میں اسیروں کا

صبر و ثبات

وہ ظالم لے گئے جب اس طرح ان نیک بندوں کو
تو جا کر قیدِ تنہائی میں ڈالا حق پسندوں کو

وفا کیشوں پہ گو اہلِ جفا نے سو ستم توڑا
مگر ان نمازیوں نے منہہ نہ دیں کی راہ سے موڑا

ہے پابندِ تسلیم و رضا دونوں اسیری میں
اضافہ جو ظالم نے کیا روشن ضمیری میں

عدو کے ہاتھ میں گو بستۂ زنجیر تھے دونوں
ثبات و عزم و ہمت کی مگر تصویر تھے دونوں

ستم گر کافروں نے ہر طرح وعدے کئے اُن کو
دیا ہے مال و آزادی کے لالچ بھی دئیے اُن کو

نہ آزادی غرض دیں کے انھیں مطلوب تھی ہرگز
نہ خواہش دولت و زر کی انھیں مرغوب تھی ہرگز

نمازیں بھی ادا کرتے تھے زنداں بلا میں وہ
رہا کرتے تھے صائم بھی ادھر راہِ خدا میں وہ

نہ شکوہ جورِ ظالم کا نہ خواہش کھانے پینے کی
کلید حاصل تھی ان کو صبر کے ایسے خزینے کی

عیاں حسنِ عمل سے سربسر شانِ دیانت تھی
متاعِ عشقِ ربانی کی سینوں میں امانت تھی

تلاوت قید میں کرتے تھے جب آیاتِ قرآنی
انہیں محسوس ہوتا تھا حقیقی حظِ روحانی

کچھ ایسا سوز تھا ترتیل میں اُن حق پرستوں کی
کہ آنکھیں تر ہوئی جاتی تھیں سن کر چیرہ دستوں کی

اسیروں کے قتل کا فیصلہ

اور

اُس کا اعلان

نہ بر آئیں تشدد سے جو امیدیں لعینوں کی
بھڑک اٹھی دفورِ غیظ میں پھر آگ سینوں کی

اُدھر تزئیلِ قرآنی سے ڈر ہونے لگا پیدا
کہ ہو جائے نہ خلقت اُس کلامِ پاک پر شیدا

جنونِ اک انتقامی جوش کا جو ہر طرف چھایا
شرانگیزوں کی خونخواری کا جذبہ پھر اُبھر آیا

ہوئی تجویز ہر دو قیدیوں کو قتل کرنے کی
برابر پیشی اخلاق پر یعنی اُترنے کی

مقرر وقت کا اعلان پہلے کر دیا سب نے
مقامِ قتل کا پھر جائزہ جا کر لیا سب نے

منادی شہر میں کرنے لگے پھر اہلِ کیں جا کر
یہی اعلان دہراتے ہوئے لوگوں کو اُکسا کر

ق

کہ یومِ قتل سب خرد و کلاں مقتل میں آ جائیں
سنان و نیزہ و شمشیر و خنجر تک لئے آئیں

اسیروں کو پکڑ کر جس گھڑی سُولی پہ لائیں ہم
تو واں خرد و کلاں کو جوش میں تیار پائیں ہم

کریں ہتھیار لا کر اس طرح وہ اہتمام اُس دم
کہ اپنے کشتگاں کا ان سے لیں سب انتقام اُس دم

اعلانِ قتل کے بعد

مکّہ کی ایک نیک دل عورت کے

تاثرات

ہوا یہ ظلم کا اعلان یوں جو شہر بہ شہر آخر
خبر فی الفور پھیلی شہر میں یہ گھر بہ گھر آخر

کیا چرچا جو اس کا ہر طرف مکّی شریروں نے
باطمینان آخر سن لیا دونوں اسیروں نے

خبر یہ زیدؓ کو اک نیک دل عورت نے پہنچائی
کہ جو مغموم ہو کر اس کی حالت پوچھنے آئی

کہا مومن نے بی بی شکریہ اظہارِ شفقت کا
مگر مجھ کو نہیں افسوس کچھ ایسی اذیت کا

اذیت قتل کی سمجھی ہے تو جس کو شہادت ہے
شہادت ہی تو مومن کی بڑی سب سے سعادت ہے

یہ سن کر ہو گئی حیران دل میں نیک خو بی بی
ستم کیشوں کے مسلک پر لگی کرنے "تفو" بی بی

بہ ہمدردی کہا پھر اے اسیر با وفا بھائی!
ضرورت ہو اگر کوئی تو وہ مجھ کو بتا بھائی!

اگر کھانے کی حاجت ہو تو کھانا بھیج دوں تجھ کو
ضرورت ہو جو پانی کی تو پانی بھیج دوں تجھ کو

کہا حاجت نہیں کوئی بھی کھانے اور پانی کی
فقط ہے آرزو عشقِ نبی پر سر کٹانے کی

شہادت کے لئے دل شوق سے تیار ہے ہر دم
اسی اک آرزو کے کیف میں سرشار ہے ہر دم

تمنا ہے مجھے منزل پہ پہنچوں سرخ رو ہو کر
کروں وقتِ مقرر میں جہاں میں باوضو ہو کر

یہ تیری اسیری میں مگر جیسی یہ صورت ہے
نہانے اور نہیں ہمانے کرنے کی ضرورت ہے

سو ممکن ہو تو مجھ پر اس قدر شفقت ہی فرمائیں
کہ یاں اک استرہ جلدی کسی کے ہاتھ بھجوائیں

○

"مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا!"

وہ بولی مجھ کو ہے احساس مجبوری کی صورت کا
کروں گی اہتمام اب میں تمہاری ضرورت کا

یہ کہہ کر واں سے فوراً استرہ گھر کا لیا اُس نے
جہاں سے استرہ اک لڑکے بچے کو دیا اُس نے

کہا یہ بیٹا تم صفوان کے گھر جلد سے جاؤ
وہاں اک شخص قیدی ہے اُسے جا کر یہ پہنچاؤ

وہ بچہ دوڑتا اُس قید خانے میں چلا آیا — جہاں قیدی کو فوراً اُسترہ دے اس نے پہنچایا

پسند آئے جو دشمن کو یہ نیک اطوار بچے کے — دُعا دے کر بٹھایا پاس اُس کو اپنے شفقت سے

وہ بچہ توتلی باتوں سے بہلانے لگا اُس کو — کہ اُس تاریک زنداں میں وہ ہنسنے لگا اس کو

اُدھر اک وسوسہ ماں کے دل میں ہو گیا پیدا — لگی کہنے کہ واں بچے کو میں نے کس لیے بھیجا

وہ قیدی جس کے دشمن شہر کے سردار ہیں سارے — وہ جس کی جان لینے کے لیے تیار ہیں سارے

عجب کیا ہے کہ لے کر ہاتھ میں اوزار بچے سے — اُسے وہ انتقامی جوش میں واں قتل کر ڈالے

غرض اس وسوسے نے اُس کو فوراً گھر سے دوڑایا — پریشانی کے عالم میں درِ زنداں پہ لے آیا

مگر آ کر یہاں دل میں ہوئی وہ سخت کھسیانی — کہ بچے پر نظر آئی اُسے شفقت کی ارزانی

بٹھا رکھا تھا اُس کو پاس قیدی نے محبت سے — دلِ معصوم یعنی موہ لیا تھا اُس نے شفقت سے

یہ عالم دیکھ کر اُس اجنبی کے حسنِ سیرت کا
خجل ہو کر کیا اظہار بی بی نے حقیقت کا

جسے سُن کر بہ استعجاب وہ مردِ جند بولا — کہ اے مائی تعجب ہے تجھے کیوں کر ہوا دھوکا!

تجھے معلوم تھا میں بھی تو آخر ایک انساں ہوں! اور انساں ہو کے پھر فضلِ خدا سے اِک مسلماں ہوں

"مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا

محبت[1] حسنِ عالم گیر ہے مردانِ غازی کا"

اُسے ہر حال میں رہتا ہے خوفِ ایزدِ باری نہیں کرتا ہے وہ اپنے مخالف سے بھی غداری

مقامِ آدمیت کا اُسے جو پاس ہے دل سے حقوقِ نوعِ انساں کا اُسے احساس ہے دل سے

حدودِ دینِ حق سے دُور جا سکتا نہیں ہرگز کسی محسن کا احساں وہ بھلا سکتا نہیں ہرگز

ترے معصوم بچّے کو دغا دوں میں؟ معاذ اللہ! مسلمانی کو یوں بٹّا لگا دوں میں؟ معاذ اللہ!

سخن یہ معرفت کے اُس مجاہد مرد سے سُن کر

حقانیت ہوئی روشن خدا کے دین کی اُس پر

[1] قول علامہ اقبال بہ قلیل تصرف!

مقتل میں یومِ قتل کی صبح کا منظر

ہوئے آثار ظاہر الغرض مشرق سے اُس دن کے — کہ جس کے منتظر تھے اہلِ مکہ ایک مدت سے

بقرباں گاہِ اُلفت مژدۂ دار و رسن آیا
محمدؐ عشق میں کر مظہرِ رسمِ کہن آیا

فضائے ارضِ مکہ پر جنوں سا ہو گیا طاری — ہجوم مستقل سے غلغلے ہونے لگے جاری
سوئے مقتل اُمنڈ کر شہر کے سارے شریر آئے — غریب آئے، امیر آئے، صغیر آئے، کبیر آئے
پرے باندھے ہوئے جو شہر سے پیر و جواں نکلے — غضب کے جوش میں بھرے ہوئے خرد و کلاں نکلے
لباسِ جنگ میں ملبوس ہو کر سورما آئے — سنان و نیزہ و شمشیر و خنجر آزما آئے
گویّے شہر کے مل کر رجز گاتے ہوئے نکلے — پھریرے فوج کے مقتل میں لہراتے ہوئے نکلے
قریشی فوج کے دستے قطار اندر قطار آئے — کئی پیدل چلے آئے کئی ہو کر سوار آئے
بہ اظہارِ خباثت الغرض سب اہلِ کیں آئے — پئے نظارۂ قتلِ مسلماناں لعیں آئے

کہیں تو ڈھول پٹتے تھے کہیں بجتے تھے نقارے
کہیں پُرشور دماموں کے تھے پُرجوش نقارے

مسرت تھی نمایاں ہر طرف اشرارِ مکہ سے
عیاں اک انتقامی جوش تھا کفارِ مکہ سے

عاشقانِ حق کی مقتل میں آمد

"عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عُریاں ہونا"

اسی عالم میں شور اُٹھا کہ مقتل میں اسیر آئے
یہ سُنتے ہی اُمنڈ کر اُس طرف سارے شریر آئے

عجب حالت تھی اُس دم عاشقانِ ذاتِ باری کی
نگاہیں جم گئیں تھیں جن پہ فوجی اور ناری کی

اجل کے خوف سے تھے بالیقیں وہ بےخطر دونو
ثباتِ عزم کی تصویر آتے تھے نظر دونو

جبیں سے تھا عیاں اک نور سا حُسنِ سعادت کا
یہ اطمینان تھا کلمہ اُدھر لب پر شہادت کا

بمیدانِ محبت دیکھ کر تیغِ دودم آگے
قدم سے جا رہا تھا شوق میں بڑھ دو قدم آگے

قتل گاہ میں اہلِ شر کی مذموم حرکات

یہ عالم تھا بوقتِ امتحاں ان نیک نہادوں کا — کہ ان پر پل پڑا ہر سمت سے دل شر پسندوں کا

یہ بزدل کینہ جو اب ہو گئے غصّے میں دیوانے — غضب کی شیطنت مل کر لگے بے دین دکھلانے

جھٹک کر قیدیوں کو دفعتاً اک نے تو ٹھہرایا — اُدھر اک دوسرا واں دھول دھپا پہ اُتر آیا

اِدھر اک گالیاں بکنے لگا سفلہ دہن ہو کر — اُدھر چرکا لگایا اک لعیں نے نیش زن ہو کر

تحمّل سے وہ مردانِ خدا یہ جَور سہتے تھے — تبسّم لب پہ تھا لیکن زباں سے کچھ نہ کہتے تھے

اسی حالت میں آخر منزلِ مقصود پر پہنچے
وہاں مرگ میں یعنی بلا خوف و خطر پہنچے

○

کہا خاموش ہو جاؤ! اُدھر کی لعینوں سے

اُدھر پھر ساتھ ہی کہنے لگا حق کے امینوں سے

کیے دیتا ہوں آخری تم سے کلام اس دم | سمجھ لو یہ یقینی ہے تم پہ حجت[1] بس تمام اس دم

یقینی موت سے بچنا اگر مطلوب ہے تم کو | نشاط اس زندگانی کی اگر مرغوب ہے تم کو

تو رستہ چھوڑ دو اس وقت سے دینِ محمد کا | نہ لو بھولے سے بھی پھر نام آئینِ محمد کا

نہیں تو اس گھڑی سولی پہ ہم تم کو چڑھا دیں گے | تمہارا نقشِ ہستی اس زمانے سے مٹا دیں گے

یہ جتنے مرد و زن مکہ سے یاں اس وقت آئے ہیں | تمہیں معلوم ہے ہتھیار اپنے ساتھ لائے ہیں

یقیں جانو تمہیں سولی پہ ہم جب دو چڑھائیں گے | تمہاری موت سے پہلے یہاں سب کو بلائیں گے

اشارا جب ہماری سمت سے یہ لوگ پائیں گے | تمہارے جسم پر سب پے بہ پے برچھے لگائیں گے

تمہیں اتنی اذیت کا ذرا احساس ہو اس دم | اُدھر اس زندگی کا بھی ذرا کچھ پاس ہو اس دم

---

[1] ابوسفیان [illegible] وہ دونوں اسیروں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تمہارے لیے یہ آخری موقع ہے اگر اب بھی تم اپنی ہٹ سے باز نہ آئے تو یاد رکھو تمہیں اس سامنے کی سولی پر کھینچ دیا جائے گا۔ اور موت سے پہلے تمہیں طرح طرح کی اذیت دی جائے گی۔

(تاریخ غزوات رحیم)

مکرّر کہہ رہا ہوں تم نئے مذہب سے باز آؤ!

مبادا زخم کھا کر اُس گھڑی پھر دل میں پچھتاؤ!

تختۂ دار پر فدائیانِ اسلام کا نعرۂ حق

یہ سن کر مسکرائے وہ اسیرانِ وفا پیشہ
خبیبؓ نیک خو بولے کہ اے مردِ جفا پیشہ!

ہمارے دین کی قیمت کوئی بے دین کیا جانے!
وفا دشمن ستم جو عشق کے آئین کیا جانے!

مقابل میں ہے اُس کے ہیچ قارون کا خزانہ بھی
حیاتِ دُنیوی کا چند روزہ یہ فسانہ بھی

پکڑ رکھا ہو جس نے دامنِ دینِ محمدؐ کو
عمل اپنا بنا رکھا ہو آئینِ محمدؐ کو

ق

وہ حق کے راستے سے دُور جا سکتا نہیں ہرگز

کہ خوفِ ماسوا دل میں وہ لا سکتا نہیں ہرگز

سایۂ دار میں مومن کی آخری نماز

ابوسفیان بولا دیکھ لیتے ہیں وفا تیری — نظر آجائے گی دینِ محمد سے ولا تیری!

تجھے سُولی سے جس دم باندھ کر چرکے لگائیں گے — تو آئینِ وفاداری تجھے سب بھول جائیں گے

محبت دین سے ہے تو اس گھڑی بھی یوں بتاتا ہے — ہوا معلوم تو اب موت کو فوراً بلاتا ہے

بہت اچھا بتا دے آخری آرزو اپنی — کہ پھر اس دار پر پائے یقینی موت تو اپنی

کہا اس وقت کوئی آرزو باقی نہیں مجھ کو — فقط دو نفل پڑھنے کی اجازت دو یہیں مجھ کو

اجازت مل گئی پڑھ لی نمازِ آخری اُس نے — ادا جو مطمئن ہو کر خلوصِ دل سے کی اُس نے

شہادت کی جھلک پھر آگئی منور چہرے پر — طمانیت کی سرخی چھا گئی پُرنور چہرے پر

کہا لطف آگیا سجدوں میں گو یاں بیشتر مجھ کو — مگر کرنا پڑا آخر انھیں اب مختصر مجھ کو

کہ شاید طولِ سجدہ کو ستمگر خوفِ جاں سمجھیں — مرے ایماں کی جرأت میں کمزوری نہاں سمجھیں

سو میں حاضر ہوں مجھ کو دار پر جلدی چڑھا دیجے — ستم مقصود ہوں جو جو باطمینان ڈھا لیجے!

اذیّت دہی کے لئے ظالمانہ اعلان

بڑھے سن کر ستمگر ظلم کی تکمیل کرنے کو
ابوسفیان کے اس حکم کی تعمیل کرنے کو

ق

کہ سولی پر اُدھر قیدی کو فوراً اب چڑھا دو تم
اُدھر مقتل میں سب آئے ہوؤں کو یہ بتا دو تم

کہ باقی جس کے دل میں ہے کسی مقتول کا اب غم
اُٹھانا یا بدر کا لینا ہو جس نے انتقام اس دم

وہ نیزہ لے کے فوراً دار کے نزدیک آ جائے
کرے پھر وار وہ ایسا کہ جو قیدی کو تڑپائے

مگر اُس زخم سے دیکھے! نہ مر جائے کہیں قیدی
بقید زندگی ہوتا رہے زخمی یہی قیدی

رہے اُس پر مسلط انتہائی درد کا عالم
کہ اُس کی یوں اذیت ہی ہمیں مقصود ہے اس دم

انتہائے شقاوت کے مقابل انتہائے صبر

یہ سنتے ہی کیا رُخ دار کا فوراً لعینوں نے　　بڑھائے جسمِ قیدی کی طرف نیزے کمینوں نے

گرا پستی کی حدِ آخریں سے یوں بشر نیچا

شرافت ہو گئی نادم شجاعت نے بھی سر پیٹا

ہوا احساس کچھ اس کا نہ لیکن اُن رذیلوں کو

کہ جھٹلاتے رہے جو بے حیا روشن دلیلوں کو

غرض ہونے لگے چاروں طرف سے وار نیزوں کے　　کچوکے پے بہ پے دینے لگے خونخوار نیزوں کے

پہنچتے تھے نہ جب نیزے نشانے پر صغیروں کے[1]　　مدد دیتے تھے اُن کو ہاتھ بڑھ بڑھ کر کبیروں کے

---

[1] قیدی کو سولی پر باندھ دینے کے بعد چھوٹے بڑے سب انتقام کش اس کی طرف لپکے اور باری باری اس کے جسم پر نوک ہائے نیزہ و سنان سے کچوکے دینے لگے۔ چھوٹے قد کے لڑکوں کو نشانے پر ضرب لگانے میں ان کے بڑے بھائی اور بزرگ بازوؤں میں اٹھا کر مدد دیتے تھے اور اس طرح انتقام کشی کے ساتھ ہی وہ اس فعلِ شنیعہ کو ایک گونہ تفریح کا مشغلہ قرار دیئے ہوئے تھے۔

(تاریخ غزوات واقعہ رجیع)

تنِ مومن جراحت ہائے پیہم سے جو پُرخوں تھا
لہو کے سُرخ فوّاروں سے سارا جسم گلگوں تھا

نہ فرق آیا مگر صبر و ثباتِ مردِ غازی میں
ہزاروں جَور سہہ کھائے ایک شانِ بے نیازی میں

نہ لایا آہ لب پر امتحانِ عشق میں مومن!
عجب ثابت قدم نکلا جہانِ عشق میں مومن

وہ عاشق جو خدا کے عشق میں سرشار ہوتے ہیں
ثبات و عزم ست الفت کے پردہ دار ہوتے ہیں

○

خبیبؓ کو گمراہ کرنے کیلیے ابوسفیانؓ کا آخری حربہ

اذیت سے بھی جب مقصد نہ بر آیا کمینوں کا
تو بوسفیاں نے روکا یہ عمل فوراً لعینوں کا

خبیبؓ باوفا سے وہ ہُوا یوں ہمکلام گویا
کہ چھلنی ہو چکا ہے گرا ذیت سے بدن تیرا

مگر رشتہ محمدؐ کا اگر تو چھوڑ دے اب بھی
تعلق اُس کے مذہب سے اگر تو توڑ دے اب بھی

تو پھر مرگِ یقینی سے بچا سکتا ہوں میں تجھ کو
مقامِ عزت و حشمت دِلا سکتا ہوں میں تجھ کو

ابوسفیانؓ کو

خبیبؓ کا آخری جواب

سراپا زخم تھا گرچہ بدن اُس مردِ مومن کا
مگر پھر بھی تبسم کی ادامیں اُس نے فرمایا

مجھے اسلام اپنی جان سے بڑھ کر ہی پیارا ہے
اذیت جو بھی ہو اُس کے لیے مجھ کو گوارا ہے

میں قربانی خوشی سے دے رہا ہوں جسمِ فانی کی
نہیں پروا مجھے ہرگز متاعِ زندگانی کی

رہِ اسلام سے لیکن کبھی میں ہٹ نہیں سکتا
محمدؐ کی جماعت سے یہ رشتہ کٹ نہیں سکتا

سہارا ہے وہی میرا یقیناً دو جہانوں میں
اُسی کا نور روشن ہے زمینوں آسمانوں میں

یہ کہہ کر عرش کی جانب نظر جو اُس نے دوڑائی
لبِ مجروح پر بن کر تمنا یہ دُعا آئی

دارِ پر خبیبؓ کی دعا

کہ ذاتِ پاک ہے تیری سہارا بے سہاروں کا ۔۔۔ ترا ہی عشق مرہم ہے ترے سینہ فگاروں کا

مرے چاروں طرف ایسے جفاکاروں کا لشکر ہے ۔۔۔ کہ جن کی دشمنیٔ دینِ نبیؐ سے انتہا پر ہے

تشدد سے مجھے مل کر دبانا چاہتے ہیں یہ ۔۔۔ وہ توحید سے مجھ کو ہٹانا چاہتے ہیں یہ

مگر ان کے ہٹانے سے کبھی میں ہٹ نہیں سکتا ۔۔۔ کہ رشتہ دین سے اس زندگی میں کٹ نہیں سکتا

ادھر میدان میں یوں بھیڑ ہے اک لاتعداد ان کی ۔۔۔ ادھر شعلہ فشاں ہے آتشِ بغض و حسد ان کی

تو جمعیت شریروں کی پریشاں کر بھی سکتا ہے ۔۔۔ کہ ہر مشکل کو تُو قدرت سے آساں کر بھی سکتا ہے

مگر اس امتحاں میں صبر ہی درکار ہے مجھ کو ۔۔۔ بہت مرغوب یعنی لذتِ آزار ہے مجھ کو

اسیری کے مقابل گرچہ ہے محبوب آزادی ۔۔۔ مگر دیں کے عوض[2] مجھ کو نہیں مطلوب آزادی

نوٹ: رحمۃ للعالمین میں ان اشعار کے اقتباسات درج ہیں جو حضرت خبیبؓ نے سولی پر لٹکائے جانے کی حالت میں فی البدیہہ کہے تھے

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا
قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وقد خیرونی الکفر والموت دونه
وقد هملت عینای من غیر مجزع

یعنی یہ گروہوں کے گروہ میرے چاروں طرف جمع ہوئے ہیں اور ساتھ ہی اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی جمع کر لائے ہیں۔ مجھے کفر اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہیں کہ اس سے مجھے آزادی مل جائے گی مگر میرے لیے ایسا کرنے سے تو موت بہت آسان ہے میری آنکھوں میں آنسو ہیں مگر میں روتا نہیں۔

نہ راحت کی تمنا ہے نہ دولت کی تمنا ہے
فقط تیرے کرم سے استقامت کی تمنا ہے

ثبات و صبر سے اس دم شہادت چاہتا ہوں میں
کہ تجھ سے دین و دنیا کی سعادت چاہتا ہوں میں

ہجوم اس وقت مقتل میں جو ہے اس قوم کا ایسا
نظر آتا نہیں اس میں کوئی مرد خدا ایسا

کہ جو اس وقت اتنی مہربانی مجھ پہ فرمائے
پیام شوق میرا خواجۂ یثرب کو پہنچائے

سو تو ہی اس گھڑی اتنی عنایت مجھ پہ فرما دے!
مرے محبوب کو میرا سلام شوق پہنچا دے!

○

یہ اظہار دعا اس مرد کا جب تک رہا جاری
فضائے ارض مقتل پر رہا اک وجد سا طاری

○

لہ صلیب پر معلق حالت میں خبیبؓ نے دعائیہ انداز میں کہا:

اللّٰھُمَّ بلغنا رسالۃ رسولک فبلغہ ما یصنع بنا ؛

یعنی اے اللہ کریم! ہم نے تو تیرے رسول کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ اب تو خود ہی ہمارے حال اور ان کے طرز عمل کی خبر اپنے رسول کو پہنچا دے۔

ظالموں پر خبیب رضی اللہ عنہ کی ہیبت[1]

اور

اُس مردِ جاں باز کی شہادت

لبِ مومن پہ اِس انداز میں حرفِ دُعا آیا — کہ جس کو دیکھ کر سب اشقیا پہ ہول سا چھایا

نہاں تھی ایک ہیبت اس جلالِ عاشقانہ میں — تھا طلب تھا خدا سے جو ادائے والہانہ میں

بدیں عالم ستم گاروں سے اکثر کو خیال آیا — کہ بس اب بددعا کے بھیس میں کوئی وبال آیا

کئی مقتل سے فوراً شہر کو مُنھ موڑ کر بھاگے — کئی اس حال میں ہتھیار تک پیچھے چھوڑ کر بھاگے

کئی گھر کو روانہ ہو گئے ڈر کر تباہی سے — کئی مقتل میں چھپنے لگ گئے قہرِ الٰہی سے

مگر شیطان کے چیلے جبر و جور کے بانی — کہ تھے جو کفر میں نمرود کے شداد کے ثانی

---

[1] مؤرخ ابن ہشام کی روایت کے مطابق جب حضرت خبیبؓ خونچکاں حالت میں دار پر تھے لیکن ایک والہانہ انداز میں دعائیہ اشعار پڑھنے لگے تو کفار کے قلوب پر ایک ہیبت طاری ہو گئی۔ بعض تو خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔ اکثروں نے اپنے خورد سال بچوں کو چھپا لیا۔ اس میں خود ابوسفیان بھی شامل تھا جو اپنے بیٹے معاویہ کو ایک طرف لٹاتا اور کپڑے سے ڈھانپتا نظر آتا تھا۔ ایک شخص سعید بن عامر جو بعد میں مسلمان ہو گیا اس واقعہ کا عینی شاہد تھا۔ اس کا بیان ہے کہ مجھے مرتے دم تک جب کبھی یہ واقعہ یاد آتا تو مجھ پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی۔

غضب کے جوش میں جھپٹے یکایک مردِ غازی پر
کیا بھالوں سے حملہ مل کے اُس شیرِ حجازی پر

ق

مگر جس کی زباں پر آگیا کلمہ شہادت کا
عطا روحِ مقدس کو ہُوا تمغہ سعادت کا

غرض اِس شان سے جب جامِ شہادت پا گیا مومن
ندا افلاک سے آئی "مبارک ! مرحبا مومن!"

اسیرِ ثانی حضرت زیدؓ کی جرأتِ ایمان

ہُوا یوں خاتمہ بالخیر جب اُس مردِ مومن کا
جناب زیدؓ کی آنکھوں نے دیکھا ماجرا سارا

بوقتِ امتحاں وہ جرأتِ جاں بازی بھی دیکھی
بسُوئے عرش پھر وہ رُوح کی پرواز بھی دیکھی

ہُوا تیار اب خود بھی اُسی رستے پہ جانے کو
میدانِ شہادت شوق سے گردن کٹانے کو

اُدھر آگے بڑھے پھر وہ لعیں ان بدخصالوں سے
جنہیں دل سے عداوت تھی خدا کے عشق والوں سے

وہ اُس مردِ ستم کش کو بھی فوراً دار پر لائے
کہ جس کے گرد نیزہ باز فوراً دوڑ کر آئے

کہا تم نے بھی پڑھنی ہو اگر کوئی نماز اپنی ۔۔۔ تو کر سکتے ہو اُس کی آڑ میں رہتی دُراز اپنی

ابوسفیاں اضافہ کر کے کچھ اِس طنز پہ بولا ۔۔۔ پئے تضحیک یُوں اُس دشمنِ دیں نے دہن کھولا

نمازیں ہیں بناوٹ یہ رفیقانِ محمدؐ کی ۔۔۔ ہمیں معلوم ہے جُرأت شفیقانِ محمدؐ کی

یہ دل میں کہہ رہا ہے کاش میں اِس وقت گھر ہوتا!

مرے بدلے محمدؐ خود یہاں اُس دار پہ ہوتا!

مگر ہوتا نہیں اسلام سے بیزار جب تک ۔۔۔ ہبَل کی شان کا کرتا نہیں اقرار جب تک

اسے تیغِ ہلاکت سے بچا سکتا نہیں کوئی ۔۔۔ اجل کی آنکھ سے یعنی چھپا سکتا نہیں کوئی

○

زیدؓ کا جُرأت مندانہ جواب

کہا او بے ادب! کیوں اس طرح کا جھوٹ بکتا ہے ۔۔۔ ہمارا جذبۂ ذوقِ یقیں تُو دیکھ سکتا ہے

رفیقانِ نبیؐ دیں سے کنارا کر نہیں سکتے ۔۔۔ خلش تک پائے اقدس کی گوارا کر نہیں سکتے

سراسر جھوٹ ہیں یہ افتراپردازیاں تیری !
زمانہ جانتا ہے یہ زمانہ سازیاں تیری

سکون و صبر سے مجھ کو تمنائے شہادت ہے
خدا کی راہ میں میری یہ قربانی عبادت ہے

عیاں ہے میرے ساتھی کا تری آنکھوں پہ حال اس دم
مکرر دل کی حسرت تو اُسی صورت نکال اس دم

○

زیدؓ کے جواب کا رفقائے ابوسفیانؓ پر اثر

یہ سنتے ہی ستم خو اس قدر جھلا گئے سارے
کہ بکنے لگ گئے سب گالیاں اب غیظ کے مارے

مگر اُن سے طبیعت اُس نے رکھی بے نیاز اپنی
ادا کی دار کے سائے میں دوگانہ نماز اپنی

دعا میں حق سے ہو کر عزم و استقلال کا طالب
باطمینان مومن خود بڑھا اب دار کی جانب

○

زیدؓ کی شہادت

اور

پست خو ظالموں کی انتہائی بربریت

غرض باندھ[۱] گیا جب دار سے وہ حق کا شیدائی
تو ٹولی ظالموں کی اِک لپک کر اُس طرف آئی

ہزاروں برچھیاں نیزے لگے یک لخت جو آکر
تو ہنگامِ وداع مومن پکارا "اللہ اکبر!"

یہ وہ تکبیر تھی دل ڈر گئے جس سے لعینوں کے
گرے ہاتھوں سے نیزے کانپ اکثر کمینوں کے

مگر نسطاس نامی اک مشیرِ خاصِ شیطاں کا
غلام پست خو تھا جو ضلالت کیش صفواں کا

چھری لے کر شہید پاک طینت کی طرف جھپٹا
جدا سر کر دیا سفاک نے اُس مردِ مومن کا

ستم گر نے چھری سے پھر شکم بھی چاک کر ڈالا
نکالے لاش سے گُردے لہو بھی ساتھ ہی چاٹا

ستم کی انتہا کر دی غرض خونخوار بندوں نے
کیا لاشوں کا مُثلہ بے حیا وحشت پسندوں نے

---

[۱] مثلہ کی اصطلاح جنگ نامہ اسلام جلد اول و دوم میں بھی استعمال ہو چکی ہے۔ اس سے مراد وہ رسم قبیحہ ہے جس کے تحت دورِ جاہلیت میں دشمن کی تذلیل و تضحیک کے خیال سے اُسے قتل کر چکنے کے بعد اہلِ عرب لاش کے بیرونی اعضاء ناک، ہونٹ، کان وغیرہ کاٹ کر علیحدہ کر دیا کرتے تھے۔

شہیدانِ تنعیم خبیبؓ اور زیدؓ کے قتل کے بعد!

بہیمیت جو یوں مکّہ کے انسانوں نے دکھلائی | صدا نفریں کی ارض و سما سے گونج کر آئی

شرافت نے باظہارِ ندامت بند کیں آنکھیں | شجاعت نے خجل ہو کر یکایک مُوند لیں آنکھیں

غرض انسانیت شرما گئی اس ظلمِ اظلم سے | فلک کانپا زمیں تھرّا گئی اس ظلمِ اظلم سے

کچھ اس انداز میں اہلِ جفا نے یہ ستم ڈھایا | درندوں کو بھی انسانوں کی خونخواری پہ رشک آیا

پڑے تھے دامنِ تنعیمؔ میں جو خوں فشاں لاشے | نہ چرخِ پیر نے دیکھے تھے ایسے خوں چکاں لاشے

چلے آتے تھے نعرے گنبدِ افلاک سے پیہم
زمیں کا استغاثہ تھا خدائے پاک سے پیہم

لہ تنعیم قربِ مکّہ میں حرم کی حدود سے باہر ایک میدان تھا۔ جس میں دونوں اسیران کے لیے قتل گاہ تیار کی گئی تھی۔

زمین کا استغاثہ

بدرگاہِ ایزدی

کہ اے جاں آفریں! اے خالقِ ہر اوجِ دلبرتیٔ
عنایت سے تری آباد ہے معمورۂ ہستی

مگر وہ راندۂ روزِ ازل وہ دشمنِ آدم
ہر صورت جسے منظور ہے بربادیٔ عالم

بڑھی جاتی ہے جس کی شر پسندی و شر انگیزی
سکھاتا ہے بشر کو جو نئے آدابِ خوں ریزی

وجود اُس کا بنا رُوئے ارض پر اک فتنۂ مبہم
زبوں انسانیت کا حال ہے زیرِ فلک اس دم

شہادت دے رہا ہے ظلم کا طغیان مکہ میں
کہ بدتر ہیں بہائم سے ابھی انسان مکہ میں

نہ ان لوگوں کے دل میں کوئی احساسِ شرافت ہے
نہ ان سب بے حیاؤں کو کوئی پاسِ شرافت ہے

گناہِ بے گناہی تھا ترے مظلوم بندوں کا
نشانہ جس نے ٹھہرایا اُنھیں ان شر پسندوں کا

ترے مرسل کا وہ پیغامِ الفت لے کے آئے تھے
بصد اخلاص تحفہ دینِ حق کا ساتھ لائے تھے

بڑے ہی نور کی مشعل جلانا چاہتے تھے وہ
کہ حیوانوں کو پھر انساں بنانا چاہتے تھے وہ

پڑھانا چاہتے تھے درس وہ ان کو محبت کا!
شرافت کا، مروّت کا، دیانت کا، امانت کا!

سکھانا چاہتے تھے خلق سے سینوں میں گھر کرنا
اخوّت اور اُلفت سے زمانے میں بسر کرنا

وہ کہتے تھے نہ چھینو حق غریبوں ناتوانوں کا
نہ رہزن بن کے لُوٹو مال و زر تم کاروانوں کا

وہ بیواؤں ضعیفوں اور ناداروں کے حامی تھے
یقیناً دہر میں ہر درد کے ماروں کے حامی تھے

معاون تھے خلوصِ دل سے عدل و داد کے سارے
مٹانا چاہتے تھے نقش وہ بیداد کے سارے

اُنھیں مقصود تھا شانِ بشر سب کو دکھا دینا
تفاوت درمیانِ خواجہ و بندہ مٹا دینا

بشر کو حقِ آزادی دلانا چاہتے تھے وہ
غلاموں کو غلامی سے چھڑانا چاہتے تھے وہ

اُنھیں تھا درد اُس مزدور کی ہر آہ و زاری کا
مسلّط جس کے سر پہ بھوت تھا سرمایہ داری کا

اسلامی جمہوریت

سرکشوں کی سرمایہ دارانہ ذہنیت سے متصادم تھی

وہ خطہ جو اسیرِ پنجۂ بیداد ہوتا ہے
مسلط جس پہ کوئی دیوِ استبداد ہوتا ہے

بشر کی شانِ خودداری وہاں پامال ہوتی ہے
شرافت دیکھ کر سر پیٹتی ہے اور روتی ہے

مگر ہوتا نہیں اس کا اثر اُن زر پرستوں پر
ستم ڈھاتے ہیں جو مزدور پیشہ زیر دستوں پر

رذالت کا جو اُن کو پاس ہو سکتا نہیں ہرگز
کسی کے درد کا احساس ہو سکتا نہیں ہرگز

وہ معیارِ شرافت جو حصولِ زر سمجھتے ہیں
غریب انسان کو حیوان سے کمتر سمجھتے ہیں

یہی ملعون ذہنیت عرب میں تھی عیاں ہر سُو
غریبوں پر تشدد ہو رہا تھا بے گماں ہر سُو

ق

کہ جب اسلام نے آکر جگایا دردمندوں کو
ستم جوئی، ستم گاری سے روکا خود پسندوں کو

جفا کے ہاتھ سے ناموسِ فطرت کے بچانے کو
بشر کو زندگی کا راستہ سیدھا دکھانے کو

غریبوں اور ناداروں کی آکر دستگیری کی ‏ ‏ دکھا دی شان بندوں کو امیری میں فقیری کی

مگر وہ سرکشانِ حق جو رہے پیشہ ظلم کے بانی ‏ ‏ جہانِ کفر میں نمرود کے فرعون کے ثانی

مقامِ آدمیت کی طرف آتے نہ تھے ہرگز ‏ ق ‏ کبھی خاطر میں کمزوروں کو وہ لاتے نہ تھے ہرگز

کبھی چڑھ کر احد اور بدر کے میدان میں آئے ‏ ‏ کبھی تلبیس سے مکاریوں کے جال پھیلائے

فساد و غدر سے یہ کینہ جو باز آ نہ سکتے تھے

قبائل کو ہمیشہ ورغلاتے جھوٹ بکتے تھے

○

رسولِ حق کا صبر و ثبات

خبر بیرِ معونہ[1] کی نہایت رنج آور تھی ‏ ‏ رجیع[2] کی داستاں اس سے یقیناً خونچکاں تر تھی

---

[1] بیر معونہ کے صدمہ جاں گداز واقعہ کا ذکر پہلے آچکا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں نجد کو بھیجے ہوئے ستر مبلغین کا قتل عام بنو عامر کے سردار ابن الطفیل کی سرکردگی میں عمل میں آیا۔ [2] مبلغین کا دوسرا وفد جو دس صحابہؓ پر مشتمل تھا۔ اسی مقام پر غداروں کی ریشہ دوانیوں سے ہذیلیوں کی درندگی کا شکار ہوا۔

رسولِ پاک کو صدمہ ہوا اُن کی جدائی کا ‌‌ ‌ ادا جن کر گئے جو دین کے سچے فدائی کا

بحالِ غم دعائے مغفرت حضرت نے فرمائی ‌ ‌ اجابت جس کے استقبال کو افلاک سے آئی

کیا پس ماندگاں سے اُن کے پھر اظہار ہمدردی ‌ ‌ سراہی آپ نے اُن کی شجاعت اور پامردی

پھر اس کے بعد احکام خدائے پاک پہنچا کر ‌ ‌ صحابہؓ کو ثبات و صبر کی تلقین فرما کر

کہا راہِ خدا میں جان دینا اک عبادت ہے ‌ ‌ عبادت یہ شہادت ہے، شہادت اک سعادت ہے

بمیدانِ شہادت صورتِ شمشیر ہے مومن!

ثبات و عزم و استقلال کی تصویر ہے مومن!

یہود اور قریش کی متفقہ سازشیں

غزوۂ احزاب (خندق) کے بنیادی اسباب

سود خواری کی لعنت

بڑی لعنت ہے دُنیا میں وجود اُس سود خواری کا
یقیناً جس سے پھلتا ہے شجر سرمایہ داری کا

مروّت اور ہمدردی سے یہ ملعون عاری ہے
اسی کے دم سے انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

عذابِ فقر و فاقہ بھی یہی قوموں کو دیتی ہے
کہ خونِ ہر بندۂ مزدور کا یہ چُوس لیتی ہے

نہیں اِس کو ذرا بھی پاسِ انسانی شرافت کا
مٹا دیتی ہے یہ احساس غیرت کا حمیّت کا

عرب کے سود خوار یہودی

یہودی قوم عالم میں عیاں ہے زر کشی جس کی
نمایاں ہے زمانے میں مروت دشمنی جس کی

ستم تاریخ سے جس کے عیاں ہیں زیر دستوں پر
مسلط آ رہی تھی کل عرب کے فاقہ مستوں پر

غریبوں کے پسینے کی کمائی اُس کا حصہ تھی
کمائی کیا غریبوں کی خدائی اُس کا حصہ تھی

جکڑ رکھا تھا ان کو سود کے اک جال میں اُس نے
حمیت چھین لی تھی ہاتھ سے اِس حال میں اُس نے

بُرے اوقات کچھ اِس حال تک تھے اُن غریبوں کے
کہ گروی بیویاں بچوں تلک تھے اُن غریبوں کے

بُری گت بن رہی تھی اس طرح قومی حمیت کی
اہانت ہو رہی تھی برملا یوں آدمیت کی

یہ صورت جو نہ بھائی دینِ فطرت کے پیمبر کو
تو روکا اُس نے آ کر ظلم سے دستِ ستمگر کو

محبت سے بڑوں کو راستہ نیکی کا دکھلا کر
چھڑایا پنجۂ بیداد سے مظلوم کو آ کر

کیا روشن چراغ اک دینِ فطرت کی ودیعت کا
دکھایا گمرہوں کو راستہ سیدھا شریعت کا

غرض ان میں جنہیں حصہ ملا حق کی عنایت سے
ہوئے وہ بہرہ ور کس شکل نورِ ہدایت سے

مگر وہ لعنتی ٹولا کہ لعنت جس پہ ہے دائم
ضلالت کی روش پہ ہی رہا آخیر تک قائم

○

مفسد یہودی قبائل اور اُن کی طرف سے

وجہِ مخاصمت

یہ ٹولا مشتمل تھا اُن یہودی سود خواروں پر
ستم ڈھانا جنھیں مقصود تھا ایمان داروں پہ

قنیقاعؔ و قریظہؔ و نضیرؔ ان کے قبائلؔ تھے
مسلمانوں سے جو شام و سحر لڑنے پہ مائل تھے

انھیں اس واسطے کد تھی خدا کے دینِ فطرت سے
کہ اُس نے آ جگایا تھا عرب کو خوابِ ذلت سے

نظر آنے لگی تھی عام انسانوں میں بیداری
کہ جاگ اُٹھی تھی ان کی حسِ ہمدردی و غم خواری

لہ مدینے میں آنحضرتؐ کے ورود کے وقت بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر یہودیوں کے تین مشہور قبیلے آباد تھے۔ شہر مدینہ اور مضافات کا تمام لین دین اور بنج بیوپار ان کے ہاتھ میں تھا۔ بظاہر انھوں نے آنحضرت سے صلح و آشتی کا عہد و پیمان کر رکھا تھا مگر در اصل دشمنانِ اسلام سے مل کر در پردہ مسلمانوں کی تخریب کے درپے تھے۔ بنو قینقاع کے ساتھ جنگ اور اس کا خیبر کی جانب اخراج تفصیلاً جنگ نامۂ اسلام جلد اول میں بیان ہو چکے ہیں۔

محبت آگئی تھی ہر دلِ بیدار میں پھر سے — بلندی آرہی تھی پستیٔ کردار میں پھر سے

بشر داغِ مذلت اُٹھ کے دھونے لگ گیا تھا اب — کہ احساسِ حمیت اس کو ہونے لگ گیا تھا اب

یہ نامرغوب تھا لیکن یہودی سود خواروں کو — جفا پیشہ لعینوں بے حیا لالچ کے ماروں کو

اُنھیں مطلوب تھا اُس کو ذلیل و خوار ہی رکھنا

مٹا کر اُس کی غیرت کو سدا نادار ہی رکھنا

○

یہودیوں اور منافقینِ مدینہ کی مفسدانہ ریشہ دوانیاں

مدینے کے منافق تھے یقیناً راز داں ان کے — کہ یہ غدار سب جاسوس ہی تھے بے گماں ان کے

بناتے تھے نئے نت مل کے منصوبے شرارت کے — صلاحیں مشورے کرتے تھے باہم قتل و غارت کے

کبھی مکے سے بوسفیان کے لشکر بلاتے تھے — جنھیں در پردہ ہر امداد دیتے تھے دلاتے تھے

کبھی تیار لیتے تھے مدد نجدی قبائل سے — کہ جو ملعون کید و مکر کے حیلہ وسائل سے

ق

معاون بن کے پھر فوراً لعیں نے ریشہ کاری   مسلمانوں سے کرتے تھے بسا اوقات غداری

معونہ و رجیع کے حادثوں میں ہاتھ تھا اُن کا   احد اور بدر میں دشمن کو حاصل ساتھ تھا ان کا

کئی دیگر قبائل[1] کو بھی اُکساتے تھے یہ موذی   خلافِ اہلِ ایماں ان کو بھڑکاتے تھے یہ موذی

نہ بر آئیں مگر ناپاک امیدیں کمینوں کی   کہ ٹھہریں کوششیں سب بے اثر آخر لعینوں کی

نہ فرق آیا مسلمانوں کے استقلال میں کوئی

کہ کمزوری نظر آئی نہ اُن کی چال میں کوئی

○

---

[1] قریش اور یہود کی متفقہ سازش نے (جس میں منافقین مدینہ کا بھی یقیناً ہاتھ تھا)، مکہ سے لے کر مدینہ تک آگ لگا دی۔ جس قدر قبائل تھے سب نے مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ سب سے پہلے انمار اور ثعلبہ نے یہ ارادہ کیا۔ لیکن آنحضرت کو خبر ہو گئی۔ محرم ۵ھ کو آپ مدینہ سے چار سو صحابہؓ لے کر نکلے اور ذات الرقاع تک تشریف لے گئے۔ لیکن آپ کی آمد سن کر وہ پہاڑوں میں بھاگ گئے۔

اسی طرح دومۃ الجندل کے مختلف قبائل اور قبیلۂ خزاعہ کی ایک شاخ بنو المصطلق نے جو مقام مریسیع میں آباد تھی مدینہ پر چڑھائی کے خیال سے دشمنانِ اسلام کے ایما پر پے بہ پے تیاریاں کیں مگر ہر دفعہ مسلمانوں کو بروقت پتہ لگ جاتا رہا۔ جن کے خوف سے ان قبائل کو ہمیشہ دم دبا کر بھاگ جانا پڑا۔ (سیرۃ النبی۔ شبلی مرحوم)

اعترافِ شکست کی صورت میں

مدینہ کے یہودیوں کا معاندانہ تاثر

ملے یوں خاک میں جس دم جفاکاروں کے منصوبے
یہودی سُود خواروں اور غدّاروں کے منصوبے

تو سمجھے اُٹھ گیا سارے عرب سے اب وقار اپنا
ہُوا دامانِ عزّت ملک بھر میں تار تار اپنا

نیا مذہب یہ کیا آیا مصیبت آگئی سب پر
مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت چھا گئی سب پر

نہ صحرائی قبائل نے بھگایا آن کر اُن کو
نہ مکّہ کے عساکر نے دبایا آن کر جن کو

نہ لائی رنگ اپنا نجد میں افتاد بھی اُن کی
کہ بڑھتی جا رہی ہے روز و شب تعداد بھی اُن کی

وہ مفلس خود کو جو ہر ایک کا نوکر سمجھتے تھے
جنہیں ہم کل تلک حیوان سے کم تر سمجھتے تھے

ہُوئے ہیں جب سے وہ جا کر صفِ اسلام میں شامل
محمدؐ کے اصولوں پر بڑی شدّت سے ہیں عامل

نہیں ہوتے جو وہ پہلے تمدّن کی طرف مائل
ہماری اس سیادت کے کہاں ہوتے ہیں وہ قائل؟

حرام ان کی نظر میں ہے نظامِ سُود خواری اب
وہ کیسے مان سکتے ہیں عملداری ہماری اب؟

اگر چندے یہی عالم رہا اس شہر میں باقی ۔۔۔ تو سمجھو اپنی محفل سے یقیناً اُٹھ گئے ساقی

ہمارے واسطے حالات کی مخدوش صورت ہے ۔۔۔ بڑی نازک گھڑی ہے یہ تدبّر کی ضرورت ہے

○

مُسلمانوں کو تنگ کرنے کے لیے

(یہودیوں کا حدورجہ اشتعال انگیز رویہ)

غرض یہ سوچ کر پھر جوش میں سارے لعیں اُٹھے ۔۔۔ حسد کی آگ پھیلانے کو مارِ آستیں اُٹھے

شر انگیزی کا ہر پہلو دکھانے لگ گئے ظالم ۔۔۔ مسلمانانِ یثرب کو ستانے لگ گئے ظالم

بدآموزی سے ہر فردِ بشر کو ورغلاتے تھے ۔۔۔ خُدا کے راستے سے اہلِ ایماں کو ہٹاتے تھے

کسی جاتے ہوئے کو پیٹ ڈالا روک کر رستہ! ۔۔۔ کسی کے قتل کو ٹھہرا دیا اک رازِ سربستہ!

دِلوں پر طنز کے نشتر چلائے شرپسندوں نے ۔۔۔ غضب کے پے بہ پے چرکے لگائے شرپسندوں نے

ہدف دشنام کا اک کو بنایا بے حیاؤں نے

حقارت سے اُدھر اک کو بلایا بے حیاؤں نے

یہ ظالم آدمیت کا نہ ہرگز پاس کرتے تھے — نبیؐ کی شان میں بھی برملا بکواس کرتے تھے

مگر وہ صاحبِ شرم و حیا محبوبِ سبحانی — درندوں کو سکھایا جس نے آکر خُلقِ انسانی

ہمیشہ عزّت و تکریم سے ان کو بلاتے تھے — رہِ نیکی باندازِ شفیقانہ دکھاتے تھے

شرارت سے نہ باز آتے تھے لیکن بے حیا دشمن — ہمیشہ عہد کر کے توڑ دیتے تھے وفا دشمن

بہت مغرور تھے اپنی علوِ جاہ پر موذی
نہ آتے تھے کسی صورت بھی سیدھی راہ پر موذی

○

ؔ ان بے حیاؤں نے معمول بنا لیا تھا کہ "السلام علیک" کی جگہ آنحضرتؐ کو "السام علیک" کہتے تھے (جس کے معنی ہیں تجھے موت آئے) ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ فقرہ سن لیا۔ غصہ آیا اور بے اختیار بولیں۔ کم بختو تمہیں موت آئے۔ مگر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ عائشہؓ نرمی سے کام لو (سیرۃ النبی شبلی مرحوم)

یہودیوں کی طرف سے رسول اکرمؐ کو قتل کرنے کی ناکام کوشش

اور

یہودی قبیلہ بنو نضیر کا مدینہ سے اخراج

خباثت الغرض بڑھتی گئی جو بے ضمیروں کی — شرارت انتہا پر آن پہنچی ان شریروں کی

یہاں تک بڑھ گئے بغض و حسد مکار ٹولے میں — ہوئیں قتل نبیؐ کی سازشیں[۱] غدار ٹولے میں

نہ پورا ہو سکا لیکن جفا کاروں کا منصوبہ — خدا نے کر دیا ناکام خونخواروں کا منصوبہ

ہوئے احساس رسوائی سے کھسیانے لعین سارے — مگر دشمن رہے ویسے نبیؐ کے بالیقیں سارے

---

۱ تین یہودی قبیلے جن کا ذکر پیچھے آ چکا ہے شروع سے اسلام اور پیغمبر اسلام کے دشمن چلے آتے تھے۔ ان میں سے قبیلہ قینقاع تو پہلے ہی ترک اقامت کر کے خیبر کو چلا گیا تھا۔ باقی ماندہ میں سے بنو نضیر ہر لحاظ سے زیادہ طاقتور تھا اور مدینہ میں عبداللہ بن ابی کے منافق گروہ کی مدد سے مسلمانوں کو سخت تنگ کر رہا تھا۔ اور حسد کفار مکہ کی خفیہ امداد اور صلاح مشورے بھی اسے حاصل تھے۔ جن کے زیر اثر اس نے رسول اللہ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ مگر سازش کا پتہ بر وقت چل گیا اور وہ ناکام رہی۔

اُتر آئے کمینے زورِ بازو آزمانے پر
مسلمانوں پہ یعنی برملا تیغیں اٹھانے پر

قریظہ[ف] کے جواں لیکن نہ آکر مل سکے اُن سے
نہ یثرب[ف] کے منافق آسکے میدان میں آگے

یہ حالت دیکھ کر اب ہو گئے مجبور وہ سارے
کہ ہو جائیں حصاروں میں معاً محصور وہ سارے

نکل آئے مگر پندرہ (۱۵) دنوں کے بعد سب باہر
کمینوں کی جبینوں سے ہزیمت ہو گئی ظاہر

کہا ہم ارضِ یثرب کی سکونت چھوڑ جائیں گے
نہ بھولے سے کبھی پھر اس طرف باگیں اٹھائیں گے

مگر اس حال میں ہم پر فقط اتنی عنایت ہو
کہ حاصل مال لے جانے کی ہم سب کو حمایت ہو

ف یہودیوں کا تیسرا قبیلہ جو نواحِ یثرب میں آباد تھا۔ مگر ان کے معاہدہ کی تجدید پر رضامند ہو چکنے کے بعد اس نے بنو نضیر کا ساتھ نہ دیا۔

ف منافقوں کے سرگروہ عبداللہ بن ابی نے بنو نضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ تم مسلمانوں کے خلاف لڑتے ہوئے اطاعت قبول نہ کرنا بنو قریظہ تمہارا ساتھ دیں گے اور میں دو ہزار آدمی لے کر تمہاری اعانت کروں گا۔ مگر بنو نضیر کے تمام خیالات غلط نکلے۔ بنو قریظہ نے ان کا ساتھ نہ دیا اور منافق علانیہ اسلام کے مقابلہ میں نہ آ سکے قرآن مجید میں اس واقعہ کی طرف یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ (سورہ حشر)

ترجمہ:۔ تم نے دیکھا منافق اپنے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں۔ تم نکلے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور ہم تمہارے باب میں کسی کا کہا نہیں مانیں گے اور اگر کوئی تم سے لڑا تو ہم بھی تمہاری مدد کریں گے۔

(سیرۃ النبی شبلی مرحوم)

اجازت مل گئی ان کو یہ دربارِ رسالت سے — تو جانے کو ہوئے تیار فوراً امن و راحت سے

بدیں صورت ہوا اخراج جو ان کا مدینے سے — تموّل ان کا ظاہر ہو رہا تھا اب قرینے سے

بڑی تعداد تھی اک ساتھ اونٹوں اور گھوڑوں کی — کہ مالیت یقیناً جس کی تھی لاکھوں کروڑوں کی

اُدھر سامان تھا سارے کا سارا بار اونٹوں پر — کہ جس کے ساتھ ہی تھے مرد و زن اسوار اونٹوں پر

غرض لد کر چلا کچھ اس طرح یہ کارواں سارا — کہ حیراں ہو کے دیکھا اہلِ یثرب نے یہ نظّارا

مُسلّم بے وفا، بدعہد، غدّار و جفا پیشہ! — سراپا پیکرِ تزویر مکّار و جفا پیشہ!

کمائی بندۂ مزدور کی سب لوٹنے والے! — غریبوں اور ناداروں کا خوں سب چوسنے والے!

یہ گرگانِ کہن نکلے جو یوں آخر مدینے سے
دل ان کے سربسر معمور تھے بغض اور کینے سے

○

غزوۂ احزابؓ (خندق)

مدینہ پر تمام غیر مسلم قبائل کا متفقہ دھاوا

(غزوۂ خندق کی خاص وجہ)

مورخ عہدِ ماضی کا حقیقت یہ سناتا ہے — منافق قوم کا طرزِ تسلسل بھی یہ بتاتا ہے۔

نہ پایا راستہ جس نے محمدؐ کی ہدایت سے — رہا محروم وہ اس دہر میں حق کی عنایت سے

یہودی قوم نے یثرب میں گر فتنے اٹھائے تھے — مظالم پے بہ پے سر پر مسلمانوں کے ڈھائے تھے

مسلّم تھی ادھر اُس قوم کی احساں فراموشی — اُدھر اُس کی ریاکاری، ستم جوئی، ستم کوشی

مگر پھر بھی نبیؐ کی رحمتہ للعالمینی نے — شفیعِ روزِ محشر کی شفیع المذنبینی نے

ہمیشہ عفو فرما کر قصور اُن شر پسندوں کا — دکھایا راستہ ان کو خدا کے نیک بندوں کا — ق

رہا یوں فیض جاری بے گماں حق کی عنایت کا — مگر دامن رہا خالی نہی دامانِ قسمت کا

انھیں ہر حال میں جو دشمنِ اسلام ہونا تھا

مقدّر میں لعینوں کا بُرا انجام ہونا تھا

مدینے کو غرض جب ترک کر کے چل دیے موذی
تو خیبر میں نبیؐ کے دشمنوں سے جا ملے موذی

انہیں پہلے سے تھی جو دشمنی اہلِ مدینہ سے
دل اُن کے بالیقیں معمور تھے بغض اور کینہ سے

ہوئے خوش وہ بہت ان رانندگانِ بد کی آمد سے
عداوت تھی جنہیں حد سے فزوں ذاتِ محمدؐ سے

سو اِن نوواردوں کی دل سے ہر اک نے مدارت کی
کہ تھی ان کو توقّع ان سے پھر تازہ شرارت کی

کیے جو مشورے دونوں قبائل کے امیروں نے
نئی سازش پہ باندھی پھر کمر ان کے شریروں نے

مشیروں نے کیا آگاہ تفصیلات سے سب کو
تو قائد سب نے ٹھہرایا سلام[1] اور حُیَی[2] اخطب کو

یہ طے پایا رذیلانِ قبائل سب چلے جائیں
قریشِ ارضِ مکّہ سے ملیں اور ان کو بتلائیں

کہ ہم یثرب پہ حملے کے لیے تیار ہیں سارے
مسلمانوں سے یعنی برسرِ پیکار ہیں سارے

---

۱ جب قبیلہ بنو نضیر کے یہودی خیبر میں پہنچے۔ تو ان میں سے معزز رؤسا مثلاً سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع، حیی بن اخطب ان کے ساتھ تھے۔ وہاں لوگوں نے ان کا اس قدر احترام کیا کہ خیبر کے یہودیوں نے انھیں اپنا رئیس تسلیم کر لیا۔ (سیرۃ النبی شبلی مرحوم)

قبائل کو بھی ساتھ اپنے ملانے پر ہیں آمادہ — بڑے سے اب بڑا فتنہ اٹھانے پر ہیں آمادہ

یہ خواہش ہے مسلمانوں کی ہستی ہم مٹا ڈالیں — یہ جھگڑا روز کا اک روز اب آخر چکا ڈالیں

تمہیں دیتے ہیں دعوت ہم شریکِ جنگ ہونے کی — محمدؐ کا سفینہ خون میں جب کر ڈبونے کی

خداوندانِ کعبہ کا یقیناً پاس ہے ہم کو — تمہارے رنجِ ناکامی کا بھی احساس ہے ہم کو

اُحد اور بدر میں تم نے بڑے صدمے اٹھائے ہیں — شجاعانِ وطن سے بیشتر کے سر کٹائے ہیں

یہ غیرت کا تقاضا ہے کہ لو اب انتقام اُن کا — نئی کوشش سے پھر زندہ کرو اک بار نام اُن کا

سلاحِ جنگ بھی ہیں اور سامانِ رسد بھی ہے — مہیا اونٹ گھوڑے بھی ہیں انسانی مدد بھی ہے

سمجھ لیجے عرب بھر کے قبائل ساتھ شامل ہیں — ہماری دولت و زر کے وسائل ساتھ شامل ہیں

یقیں جانو کہ اب کے جنگ کی کچھ اور صورت ہے
ہمیں تم سے فقط اِس دم قیادت کی ضرورت ہے

○

یہ دعوت لے کے مکہ میں غرض وفدِ یہود آیا — قریشی قوم کے سردار کو پیغام پہنچایا

قبائل کا جو دیکھا اس قدر جوشِ شمول اُس نے
کیا اس دعوتِ فرضِ قیادت کو قبول اُس نے

مہیا ہوگئی جس دم سواری اہلِ لشکر کو
ہوئے احکام تیاری کے جاری اہلِ لشکر کو

اُدھر تیار ہو کر سب قبائل سے جواں آئے
سلاحِ جنگ جو کثرت سے اپنے ساتھ ہی لائے

لیا پھر جائزہ سالار نے سارے جوانوں کا
علیحدہ کر لیا اک اک ہزار اِن پہلوانوں کا

کیا اس طور سے جس دم ہزاروں کو شمار اُس نے
تو پایا اُن کی کل تعداد کو بیست و چہار[1] اُس نے

نظر آئی جو بوسفیان کو یہ فوج کی کثرت
تو سالاری کے نشّے نے بڑھا دی اور بھی نخوت

یقیناً اس سے پہلے چشمِ گردوں نے نہ دیکھا تھا
عرب کی سرزمیں پر فوج کا جمِّ غفیر ایسا

○

---

[1] جب قبیلہ بنو نضیر کے یہودی خیبر میں پہنچے تو انہوں نے بنو قینقاع کے مشورے سے ایک بڑے پیمانے پر سازش شروع کر دی جس کی رُو سے مدینے پر چڑھائی کے لیے انہوں نے قریشِ مکّہ کے علاوہ تمام جنگ جُو صحرائی قبائل کو آمادہ کر لیا۔ یہ لشکر چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) جوانوں پر مشتمل تھا۔ صاحب فتح الباری کے بیان کے مطابق آج تک عرب کی کسی لڑائی میں اتنی فوج اکٹھی نہیں ہوئی تھی۔

(تاریخ غزوات)

سپہ سالار (ابوسفیان) کا اپنے نائبوں سے

خطاب

غرض یوں جائزہ جب لے چکا سالار لشکر کا
تو چلنے کو ہوا ہر اک جواں تیار لشکر کا

جو ان کو سراپا مستعدِ جنگ جو پایا
تو بوسفیاں نے سارے نائبوں کو پاس بلوایا

کہا اے خطۂ ارضِ عرب کے نامور لوگو!
قبائل کے نگہبانو، بزرگو، باثر لوگو!

مرا پیغام لشکر کی صفوں میں جا کے پہنچا دو!
جو انانِ قبائل کو بخوبی جا کے سمجھا دو!

بس اب کی بار یوں فوجِ محمدؐ سے نمٹنا ہے
کہ اک یلغار میں دھرتی مدینے کی الٹنا ہے

مسلمانوں کی ہستی زورِ بازو سے مٹا ڈالو!
یہ جھگڑا روز کا اب اس طرح حل کر چکا ڈالو!

تمہارے عزم میں سارے عرب کا ہاتھ شامل ہے!
خداوندانِ کعبہ کی مدد بھی ساتھ شامل ہے

ابو سفیانؓ کے نائب کون تھے!

یہ ٹولہ مشتمل تھا اُن جفا کاران نامی پر
ستم جو ڈھاتے تھے رات دن روحِ عوامی پر

وہ غاصب جو دبا لیتے تھے حق کمزور بندوں کا
وہ ظالم جن کو تھا مرغوب شیوہ خود پسندوں کا

غریبوں اور ناداروں کو جو ناحق ستاتے تھے
ہمیشہ ناتوانوں زیر دستوں کو دباتے تھے

وہی جو رات دن رستوں پہ ڈاکہ ڈال دیتے تھے
وہی جو راہ گیروں کا اثاثہ چھین لیتے تھے

وجودِ زشت خو جن کا عذاب آسمانی تھا
لہو مزدور کا جن کو شراب ارغوانی تھا

وہ جو خود کو ہر اک انسان سے برتر سمجھتے تھے
وہ حیوانوں سے جو انسان کو کمتر سمجھتے تھے

شرافت کا زمانے میں نہ کوئی پاس تھا جن کو
حدودِ آدمیت کا نہ کچھ احساس تھا جن کو

اُن کی ذہنیت کیوں ایسی تھی !

سبق شیطان نے ان غاصبوں کو جب پڑھایا تھا
ضلالت کا انھیں ہر راستہ اُس نے دکھایا تھا

کہا تھا لوگ زندہ ہیں تمہارے نام کی خاطر
یہ دُنیا ہے تمہاری راحت و آرام کی خاطر

شرف تم کو جو حاصل ہے غرورِ خاندانی کا
پہنچتا ہے تمھیں حق دوسروں پر حکمرانی کا

تمھیں سونپا گیا ہے خیر و شر مجبور لوگوں کا
خوشی سے تم چوس لو سارا لہو مزدور لوگوں کا

غریبوں کے تصرف میں ہے جو سب چھین سکتے ہو
تم ان کی عزت و ناموس تک بھی چھین سکتے ہو

تصرف میں تمھارے ہے عرب کی سرزمیں ساری
تمھارے ہاتھ میں ہے تا ابد اس کی عملداری

سیادت میں تمھاری فرق آسکتا نہیں کوئی
تمھیں اس مرتبے سے اب ہٹا سکتا نہیں کوئی

وُہ کن لوگوں سے مُتصادم ہونا چاہتے تھے!

جفا و جور کے بانی یہ استبداد کے پُتلے!
بہ اقلیم شقاوت ظلم کے بیداد کے پُتلے!

دبانے جا رہے تھے اُن خدا کے نیک بندوں کو
بنی نوعِ البشر کا درد تھا جن دردمندوں کو

جنھیں مطلوب دل سے احترامِ آدمیت تھا
جنھیں ملحوظ ناموسِ مقامِ آدمیت تھا

بدی سے ابنِ آدم کو بچانا چاہتے تھے جو
رہِ نیکی اُسے یعنی دکھانا چاہتے تھے جو

جنھیں مرغوب تھا طرزِ عمل دردآشناؤں کا
جنھیں تھا درد ناداروں غریبوں بے نواؤں کا

ضعیفوں اور مظلوموں کے جو ہمدرد و حامی تھے
جنھیں اس دہر میں اپنے پرائے سب گرامی تھے

جنھیں یاں تک مصیبت کا اُٹھا لینا گوارا تھا
کہ حق کی راہ میں سر تک کٹا دینا گوارا تھا

ابُوسُفیانؓ کی قیادتؓ میں

لشکرِ احزابؓ کی مدؓینہ پر چڑھائی

مصاحب سُن چکے تقریر جب سالارِ مکّہ کی
ہُوئی گُنتی مکرّر لشکرِ جرّارِ مکّہ کی

طریقہ کُوچ کا جس وقت سمجھایا گیا سب کو
ابُوسفیان کا پیغام پہنچایا گیا سب کو

جوانانِ قبائل کو زرا بے جوش میں پا کر
ہر اک سردار نے کچھ کچھ اضافہ کر دیا اُس پر

مکمّل ہو گئی جب اس طرح لشکر کی تیاّری
تو فوراً کُوچ کے احکام بھی اب ہو گئے جاری

جنھیں سن کر سنبھالا جلد اسواروں نے گھوڑوں کو
کیا مہمیز بھی پھر ساتھ ہی بے تاب گھوڑوں کو

اُٹھا کر الغرض باگیں یکایک رہواروں کی
قطاریں جوش میں آ گے بڑھیں جم سواروں کی

زمینِ دشت تھرّانے لگی گھوڑوں کی ٹاپوں سے
گھٹا اِک گرد کی چھانے لگی گھوڑوں کی ٹاپوں سے

بدوران سفر پھیلا ہوا تھا اس طرح لشکر
کہ پہنائے زمین دشت و صحرا تنگ تھی اُن پر

غضب کے جوش میں جو یوں اُٹھا سیلِ رواں آگے
وحوش دشت و صحرا بے تحاشا خوف سے بھاگے

بڑا غرہ تھا اب کے فوج پر سالارِ لشکر کو
بڑھایا جس کے استکبار نے پندارِ لشکر کو

عرب کی سرزمیں کے سب قبائل ساتھ تھے اُس کے
یہودی قوم کے سارے وسائل ساتھ تھے اُس کے

پیا پے مرحبا! کہتا تھا ہر مکّار نائب کو
گماں تھا بے گماں اُس کو ہر اک خونخوار نائب کو

کہ اک یلغار میں جاتے ہی لے لیں گے مدینے کو
ڈبو دیں گے لہر میں مسلمِ محمدؐ کے سفینے کو

یورشِ کفّار کی خبر ملنے پر

رسولِ اکرمؐ کا صحابہؓ سے مشورہ

خبر یثرب میں پہنچی یورشِ کفّار کی جس دم
تو مسجد میں بلا کر اہلِ دیں کو سرورِ عالمؐ

مخاطب کرکے مخلص جاں نثاروں دردمندوں کو　　برائے مشورہ کہنے لگے سب حق پسندوں کو

کہ اے اہلِ وفا پھر ظلم کا طوفان آتا ہے!　　عساکر لے کے لیکن پھر ابوسفیان آتا ہے۔

عرب کی سرزمیں کے سب قبائل ساتھ ہیں اس کے　　یہودی قوم کے سارے وسائل ساتھ ہیں اس کے

اُسے پندارِ قوت کے مقابل میں بہ کثرت سے　　بڑھا آتا ہے یثرب کو اُلٹ دینے کی نیت سے

سو لازم ہے تدبر اس گھڑی مل کر کرو تم بھی!

دفاعِ فوجِ دشمن کے لیے کچھ سوچ لو تم بھی!

حضرتِ سلمان فارسیؓ کی رائے

سنا ارشادِ عالی جب صحابہؓ کی جماعت نے　　تو کی یوں عرض سلمانؓ فارسیِ نیک سیرت نے

کہ آقا! مشورہ میرا اگر منظور ہو جائے　　تو لشکر دین کا بس شہر میں محصور ہو جائے

فزوں حد سے جنودِ کفر کی تعداد ہے اب کے　　اُدھر حاصل عرب بھر کی اُسے امداد ہے اب کے

کھلے میدان کی جانب تو چلنا اب نہیں اچھا
یقیناً شہر سے باہر نکلنا اب نہیں اچھا

کریں محفوظ پھر مسلم عورتوں کو اور بچوں کو
کہ دورانِ وغا میں اُن کی جانب سے نہ کاوش ہو

مرے اہلِ وطن جب یوں اماں بستی میں لیتے ہیں
تو اُس کے گرد وہ گہری سی خندق کھود دیتے ہیں

گھروں کو یوں بچا لیتے ہیں وہ اُس کے سہارے سے
کہ دُشمن بڑھ کے آ سکتا نہیں آگے کنارے سے

سو بہتر ہے کہ ویسا اہتمام اس دم کریں ہم بھی
مناسب ہو جہاں خندق ابھی سے کھود لیں ہم بھی

○

حضرت سلمان فارسیؓ کی رائے کا خیر مقدم

یہ رائے پیش کی جب صادق الایماں صحابی نے
تو فرمایا بہ اظہارِ مسرت دیں کے ہادیؐ نے

کہ بے شک اس گھڑی یہ آپ کی تجویز اچھی ہے
عدو کو روک لے جو اس طرح وہ چیز اچھی ہے

معین کر کے جلدی شہر کی حد پر مقام اُس کا
کریں گے وقت پہ ہم بھی یقیناً اہتمام اُس کا

صحابہؓ نے بھی کی تائید اِس ارشادِ عالی کی
بہ تحسیں داد اِس تجویز کی سب غازیوں نے دی

○

مقامِ خندق کا تعیّن

اور

کھدائی سے متعلق تقسیمِ مشقت

پسندِ خاطرِ حضرت ہوئی تجویز سلمانؓ کی — تو فوراً سرفروشوں کی جماعت شہر سے نکلی

رُخِ شامی سے جو امکان حملے کا نظر آیا — تو خندق کا مقام اُس کو رسول اللہؐ نے ٹھہرایا

صحابہؓ کو کیا تقسیم دس دس کی جماعت میں — کہ وہ تقسیم ہو کر اِس طرح حق کی اطاعت میں

کریں احفار[1] دس دس گز زمیں مل کر مشقت سے — کہ خندق ہو مکمل وقت پر حق کی حمایت سے

---

[1] کھدائی۔ زمین میں گڑھا یا خندق وغیرہ کھودنا۔

حدود اُس کی مقرّر آپ نے موقع پر فرما دیں   حدیں تقسیم کی پھر ہر جماعت کو بھی بتلا دیں

مہیّا ہو گئے آلاتِ احفارِ زمیں فوراً

تو مصروفِ عمل واں ہو گئے اہلِ یقیں فوراً[1]

سرورِ عالمؐ ایک مزدور کی حیثیت میں

مشقت آپ نے جب اس طرح تقسیم فرمائی   تو خود بھی یاں تلک اُس کے نظر آنے تمنائی

کہ مل کر جوش سے فوراً جفاکش جاں نثاروں میں   ہوئے مزدور آسا آپ شامل بیلداروں میں

زمیں کھودی اُدھر مٹی اُٹھائی دست و بازو سے   مشقت اس طرح کر کے دکھائی دست و بازو سے

جبینِ پاک پر تھا اس طرف کچھ کچھ پسینہ بھی   اُٹے تھے اس طرف مٹی سے بازو اور سینہ بھی

---

[1] جاں نثارانِ نبیؐ کا اخلاص اور ایمان غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر معراجِ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ چنانچہ سورۂ "الاحزاب" کی مندرجہ ذیل آیات اس کی تصدیق کرتی ہیں اور ان کے یقینِ محکم کا پتہ دیتی ہیں:۔ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ۝ (جب مسلمانوں نے قبائل کی کثیر فوجیں دیکھیں تو بول اُٹھے یہ وہی ہے جس کا وعدہ خدا نے اور اس کے رسولؐ نے کیا تھا۔ اور خدا اور اس کا رسولؐ دونوں سچے تھے اور اسی بات نے ان کے یقین اور اطاعت کو اور بھی بڑھا دیا۔

ضربِ نبیؐ

رہا اس جوش سے دن رات جو یہ کام یوں جاری / مکمل ہو گئی ہر سمت سے خندق کی تیاری

ہوا ظاہر اسی دوران میں نیچے سے اک پتھر / صحابہؓ نے لگایا زور جس کو توڑ دینے پر

مگر ناکام ہی ٹھہریں یہ ساری کوششیں اُن کی / اثر انداز پتھر پہ نہ ضرب ان کی ہوئی کوئی

وہ سمجھے اس کا موجب ہے فقط فاقوں کی بیماری / نہیں ہے جس سے باعث ضرب بازو ضربتِ کاری

غرض ویسا ہی آخر چھوڑ کر اس سخت پتھر کو
صحابہؓ نے سنائی کیفیت جا کر پیمبرؐ کو

گزارش کی کہ معذوری کا باعث محض فاقہ ہے / کہ پتھر[1] پیٹ پر ہر ایک نے یاں باندھ رکھا ہے[2]

---

[1] اہلِ عرب کی عادت تھی کہ سخت بھوک میں پتھر پیٹ پر باندھ دیتے تھے جس سے کمر نہیں جھکنے پاتی تھی۔ (سیرۃ النبی بحوالہ شمائل ترمذی)

[2] ضرب اول پر پتھر سے شعلہ نکلا اور آپؐ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا ساتھ ہی فرمایا "مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور بخدا اس وقت شام کے سرخ محلات میری نظر کے سامنے ہیں"۔

دوسری ضرب پر پھر شعلہ نکلا۔ آپؐ نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا "ملک فارس مجھے دیا گیا ہے اور مدائن کے سفید محل نظر آ رہے ہیں"۔

تیسری ضرب پر پھر شعلہ نکلا۔ آپؐ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا "مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ خدا کی قسم صنعا کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں"۔ اس ضرب پر پتھر بالکل شکستہ ہو گیا۔ (فتح الباری)

یہ سن کر مسکرائے ہادیٔ دینِ مبیں اس دم ــــ کدال اک ہاتھ میں لے لی کھڑے ہو کر وہیں اس دم

بہ ایں صورت کیا جو عزم پتھر توڑنے کا ــــ شکم سے پیرہن کچھ اتفاقاً اک طرف سرکا

نظر آئے نبیؐ کے پیٹ پر اس وقت دو پتھر ــــ ہوئے حیران جن کو دیکھ کر اصحابِ پیغمبرؐ

کئی دن سے اگرچہ آپؐ نے کچھ بھی نہ کھایا تھا ــــ و لیکن فرق کوئی عزمِ عالی میں نہ آیا تھا

زبانِ پاک پر لا کر صدائے اللہ اکبر! ــــ لگائی ضرب جا کر آپؐ نے جس وقت پتھر پر

چمک ظاہر ہوئی اس ضرب سے تھرّا گیا پتھر ــــ لرز کر دفعتہً کچھ اِدھر اُوپر آگیا پتھر

مگر ضرب جو اس پر لگائی آپؐ نے بڑھ کر ــــ ابھر آیا چمک کے ساتھ پتھر اور بھی اوپر

پڑی پھر اس پہ آ کر تیسری ضربِ نبیؐ جس دم ــــ نظر اس ضرب سے آیا نرالی شان کا عالم

چمک اک زور کی پتھر کے سینے سے ہوئی ظاہر ــــ زمیں سے ریزہ ریزہ ہو کے یکسر آگیا باہر

معاً خندق میں جو تکبیر کی اونچی صدا گونجی ــــ مسرت خیز نعرے سے مدینے کی فضا گونجی

نیا اک جوش پیدا ہو گیا سب جاں نثاروں میں ــــ مجاہد غازیوں محنت کشوں طاعت گزاروں میں

کھدائی بیس دن تک جو رہی اس طور سے جاری ــــ خدا کے فضل سے خندق مکمل ہو گئی ساری

لشکرِ احزاب کی آمد

ہراول دستے کے سواروں کا پُرجوش حملہ اور ذلت آمیز پسپائی

اِدھر سے یوں بصد دقت ہوئی تکمیل خندق کی
اُدھر سے لشکرِ احزاب کی آمد دکھائی دی

اُفق سے جو ہوا ظاہر بلائے ناگہاں بن کر
سوئے یثرب بڑھا آتا تھا جو سیلِ رواں بن کر

بٹے تھے اِس طرح چوبیس[۲۴] دستوں میں سوار اُس کے
کہ ہر دستے میں تھے سوار پورے اک ہزار[۱۰۰۰] اس کے

تہمتن، پیل پیکر، پہلوان جنگ آزما سارے!
ستم جو، سنگدل، ظالم، شقاوت آشنا سارے!

بدنیا سے جہالت جور و استبداد کے حامی!
جفا کاران بدنام سب ظلم کے بیداد کے حامی!

بقصدِ قتل و غارت جوش میں یوں آرہے تھے اب
کہ بن کر اک گھٹا دور افق پہ چھا رہے تھے اب

مقابل میں ادھر اک جیش تھا ان حق پرستوں کا
نبی کے جاں نثاروں غمگساروں فاقہ مستوں کا

۱؎ بحوالہ فتح آبادی و تاریخ الطبری)

کہ گنتی مشتمل تھی اک ہزار افراد پر اُس کی | یہ طاقت مختصر تھی بیشتر زیادہ پہ اُس کی
ادھر کچھ اُس میں شامل وہ مدینے کے منافق تھے | کہ باطن میں مخالف اور ظاہر میں موافق تھے
مگر وہ باوفا جو تھے رسولِ پاک کے مخلص | علی الرغم جفاکاراں شہِ لولاک کے مخلص
نہتے فاقہ کش تھے مفلس و نادار تھے سارے | مگر دستِ قضا میں تیغ جوہر دار تھے سارے
محبت دین کی سمجھے تھے وہ جنسِ گراں اپنی | شہادت کو سمجھتے تھے حیاتِ جاوداں اپنی
فقط ذاتِ خدا کا اک سہارا ان کو کافی تھا | خدا کے پاک مرسلؐ کا اشارہ ان کو کافی تھا
عطا کی تھی خدا نے جو انھیں ایمان کی طاقت | ڈرا سکتی نہ تھی ان کو کبھی شیطان کی طاقت
سوئے یثرب جو دشمن دندناتے آتے نظر آئے | فرائض ان کو حضرتؐ نے بجا تقسیم فرمائے

نبیؐ سے پا چکے یوں حکم جس دم جنگ کا سارے
ہوئے تیار جاں بازی کو فوراً باوفا سارے

اُدھر سے لشکرِ احزاب بھی اب آگیا آخر | زمینِ شامی پہ آکر ڈٹ کے تب جم گیا آخر
ہراول کے جواں آگے بڑھے گھوڑوں کو ڈپٹا کر | مگر خندق پہ آکر رک گئے یک لخت گھبرا کر

کنارے پر سے گھوڑوں کو کُدانا چاہتے تھے وہ　　کسی موقع سے مل کر پھاند آنا چاہتے تھے وہ

مگر آگے سے فوج اسلام کی تیار تھی ساری　　کہ جس نے ان جفاکاروں پہ فوراً سنگ باری کی

ہوئی بوچھاڑ جب ان پر تو گھوڑے سب بے طرح بدکے　　گرے اسوار بھی کھا کھا کے چوٹیں سخت پتھر سے

غرض مجبور ہو کر چل دیئے اہل جفا واپس
ہوئے افتاں و خیزاں دُم دبا کر بے حیا واپس

○

احزابِ عرب کی طرف سے مدینے کا محاصرہ

اور

جوشش کفار کے خیام کی ترتیب

ہٹایا یوں مُنہ کی کھا کر جو ہراول فوج کا دستہ　　تو روکا اُس نے واپس ہو کے باقی فوج کا رستہ

سنائی کیفیت سالار کو فوجِ مسلماں کی　　کہ وہ تدبیر کوئی سوچ لے خندق کے دُرماں کی

ملا لشکر کو اِس پر حکم فوراً ٹھیر جانے کا — رُخِ شامی پہ واں ترتیب سے خیمے لگانے کا

مطابق اِس کی اتر کر اُس لشکر نے — لگائے اس جگہ ترتیب سے تینوں طرف خیمے

قریشی فوج کے خیمے میانِ جرفؔ دغادہ تھے — لگے تھے جس کے پہلو میں یہودی فوج کے ڈیرے

سلامؔ و حُیّ اخطب اس یہودی دل کے حاکم تھے — یہودہ رکش مہاجن ہی رسد کے خاص ناظم تھے

قبائل خیمہ زن تھے سب اُحد کے دشت دامن میں — نمایاں تھے بنی غطفان جن سے جنگ کے فن میں

مقامِ اہلِ حق گھیرے تھیں یوں افواج باطل کی
حصارِ دیں سے ٹکرانے کو تھیں امواج باطل کی

○

یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی عہد شکنی

قریظہ کے یہودی خویش تھے مکار لوگوں کے — طریقے یاد تھے ان کو بھی غدار لوگوں کے

ؔ باب شامی کے بالمقابل ایک مقام جس میں قریشِ مکہ نے اپنے خیام لگائے تھے۔

مگر اس وقت تک سمجھے ہوئے تھے جو حلیف ان کو
ہر اک امداد دیتے تھے مدینے کے شریفان کو

بزیرِ لطف خود ان کو شہِ لولاک رکھتے تھے
عنایت کی نظر ان پر رسولِ پاک رکھتے تھے

مگر ان بے حیاؤں نے ابھارا ان کو کینے پر
ستم ڈھانا جنھیں مطلوب تھا اہلِ مدینے پر

ابوسفیاں سے مل کر حیی اخطب ان کے پاس آیا
لعینوں کو مسلمانوں سے غداری پہ اکسایا

کہا سالارِ مکہ تم کو لشکر میں بلاتا ہے
تمھاری غیرتِ قومی کو وہ اب آزماتا ہے

ہماری دولت و زر کے وسائل ساتھ ہیں اس کے
ادھر ملکِ عرب کے سب قبائل ساتھ ہیں اس کے

کچھ اس انداز سے یہ لشکرِ احزاب آیا ہے
سمجھ لیجے امڈ کر موت کا سیلاب آیا ہے

ڈبو دے گا یقیناً جو محمدؐ کے نشیمن کو
بہا لے جائے گا جو دیکھنا! اہلِ مدینہ کو

قریشی پہلواں سب جوش سے بے تاب ہیں اب کے
ز فورِ غیظ سے وہ صورتِ سیماب ہیں اب کے

قبائل کے عساکر بھی ادھر تیار ہیں سارے
زمانہ جانتا ہے قاتل و خوں خوار ہیں سارے

بنی غطفان کے وہ پہلواں ہیں ساتھ لشکر کے
کہ جن کو "تیغ زن استاد" کہتے ہیں عرب بھر کے

مناسب ہے تمھیں جلدی ہمارے ساتھ مل جاؤ
کہیں ایسا نہ ہو پھر بعد میں غفلت پہ پچھتاؤ

مسلمانوں سے جو بھی عہد ہیں وہ توڑ دو فوراً!
تقاضا وقت کا ہے ساتھ اُن کا چھوڑ دو فوراً!

ہمیں معلوم ہے اچھی طرح ہر اک اصول اُن کا
یہ ہو سکتا نہیں کوئی اصول ہم کو قبول اُن کا

عرب میں گر عمل ہونے لگا ان کے اصولوں پر
تو سمجھو مٹ گئی قوم یہودی ملک سے یکسر

مسلماں زرکشی اور سود خواری کے مخالف ہیں
یہودی قوم کی سرمایہ داری کے مخالف ہیں

اسی باعث مدینے سے نکلنا ہی پڑا ہم کو
یہ منڈی چھوڑ کر خیبر کو چلنا ہی پڑا ہم کو

تمہاری سود خواری بھی یقیناً رنگ لائے گی
ہمیں جو پیش آئی ہے تمہیں بھی پیش آئے گی

سو موقع ہے ابھی سے تم ہمارے ساتھ مل جاؤ!
یہودی قوم سے کٹ کر نہ یوں ملّت کو شرماؤ!

مخاطب کر کے کعب ابنِ اسد کو پھر لگا کہنے
یہودِ اہلِ خیبر کو توقع ہے بڑی تم سے

قریظہ کے مسلّم طور پر سردار ہو تم ہی
کہ ان سب کی طرف سے بالیقیں مختار ہو تم ہی

تمہارا فرض ہے ان کو ہماری راہ پر لانا
ہلاکت خیز طوفاں سے انھیں بر وقت بچوانا

یہ سن کر کعب نے قدرے تامل تو کیا پہلے — مگر پھر جلد ہی وہ ہمنوا ہونے لگا اس سے

کہا گو ہے مسلمانوں سے پیمانِ وفا اپنا — مگر پھر بھی مفاد ان سے یقیناً ہے جدا اپنا

وہ پیمانِ وفا جس وقت چاہیں توڑ سکتے ہیں — ابوسفیاں سے رشتہ دوستی کا جوڑ سکتے ہیں

سمجھ لیجے کہ ہم اس وقت سے بیزار ہیں ان سے!
تمہارے ساتھ مل کر برسرِ پیکار ہیں ان سے!

○

حییؓ اخطبؓ کی بدآموزی کا اثر
اور
حضورِ سرورِ دیںؐ پر اس کا ردِّ عمل

دلوں میں زہر جو یوں بھر گیا وہ مکر کا ماہر — اثر اس کی بدآموزی کا ہونے لگ گیا ظاہر

بھلا کر عہد و پیماں اب قریظہ کے یہی سارے — مسلماں دشمنی پر تل گئے پھر بغض کے مارے

شرارت خیز منصوبے اگرچہ اُن کا شیوہ تھے — مگر پھر بھی کلیم اللہؑ کے یہ نام لیوا تھے

کہا کرتے تھے ہم توحید پر ایمان رکھتے ہیں — عرب کے سب قبائل سے نرالی شان رکھتے ہیں

نبیؐ سے پوچھتے تھے آ کے جب تورات کے معنی — تو سمجھاتے تھے آپ اُن کو کئی آیات کے معنی

ہمیشہ خُلق سے ممنُون رکھتے تھے لعینوں کو — نہ دیتے تھے کبھی موقع شرارت کا کمینوں کا

مگر اِن کا عمل تورات کے برعکس تھا سارا — کہ راہِ حق پہ چلنے کا انھیں حاصل نہ تھا یارا

بالآخر اِن کی جانب سے شرارت جو نظر آئی

تو حضرتؐ نے برائے امن یہ تجویز فرمائی

کہ وفد اصحابؓ کا اک ان کی بستی کو چلا جائے — انھیں سعدینؓ[1] کی سرکردگی میں جا کے سمجھائے

کہ ان کے واسطے زیبا نہیں عدووں سے پھر جانا — حلیفوں کو دغا دے کر شرارت پہ اُتر آنا

مناسب ہے کہ ٹھنڈے دل سے وہ اس بات کو سمجھیں — یہی تلقین ہے اُن کے لیے تورات کو سمجھیں

اگر اس طور سے وہ باز آ جائیں شرارت سے — سمجھ کر روک لیں وہ ہاتھ فوراً قتل و غارت سے

تو پھر ان کو سمجھ لیں گے یقیناً ہم حلیف اپنا — حلیفوں کو معاون ہی سمجھتے ہیں شریف اپنا

[1] مراد سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ دو [illegible]

وگر دیکھے کہ وہ اہلِ ضلالت سے نہیں کٹتے
جفا جو، گمرہوں کا ساتھ دینے سے نہیں ہٹتے

تو ان کو چھوڑ کر اس حال میں فوراً پلٹ آئے
خدا پر چھوڑ دے انجام کو ہرگز نہ گھبرائے

○

اِرشادِ نبویؐ کی تعمیل میں وفد کی حصارِ بنو قریظہ کو روانگی

اور

سردارِ بنو قریظہ (کعب بن اسد کا متمردانہ جواب

جماعت اک روانہ ہو پڑی اصحابؓ نامی کی
کہ جا کر وہ کرے تعمیل ارشادِ گرامی کی

بسرعت منزلِ مقصود پر یہ اہلِ دیں پہنچے
قریظہ کی رہائش گاہ میں حق کے امیں پہنچے

حصارِ قوم میں محصور تھے پیر و جواں سارے
جہاں موجود تھے اُس وقت وہ خرد و کلاں سارے

رسولؐ پاک کا پیغام دے کر بے وفاؤں کو
دلائے عہد و پیماں یاد جو اُن بے حیاؤں کو

تو کعب ابن اسد سردار اُن کا غیظ میں بولا
بہ اظہار خباثت یوں کمینے نے دہن کھولا

کہ ہم کو عہد و پیماں سے نہیں ہے واسطہ کچھ بھی
نہ ہے ہم کو تمہارے اُس محمدؐ کا پتہ کچھ بھی

ہمیں طمحِ خاطر ہے زمانے میں مفاد اپنا
یہی اک عہد رکھتے ہیں ہمیشہ ہم تو یاد اپنا

○

وفد کی واپسی اور مدافعت سے متعلق

سالارِ دیں کی پیش بندی

جواب دل شکن بدکار غداروں سے جو پایا
تو وفد اصحابؓ کا خاموش ہو کر اب پلٹ آیا

رسول اللہؐ کو آکر بتایا جاں نثاروں نے
کہ غداری پہ باندھی ہے کمر ان بدشعاروں نے

یہ کیفیت جو ہے اب آشکارا ان لعینوں سے
توقع ہر خباثت کی ہے اب ایسے کمینوں سے

منافق شہر کے بھی ہیں یقیناً رازداں ان کے
نہیں ہیں اہلِ ایماں سے ارادے کچھ نہاں ان کے

کہیں محفوظ کر دیں عورتوں، بچّوں، ضعیفوں کو
کہ خطرہ اِس باب میں باقی نہ ہو کوئی شریفوں کو

یہ سُن کر آپ نے سہ صد جواں لشکر سے بلوائے
فرائض جن کو نگرانی کے سب تفویض فرمائے

کہا تم کو ہے لازم ناخدائی اِس سفینے کی!
تمہارے ہاتھ میں ہے آبرو بستی مدینے کی

فرائض تم پہ عائد ہیں سبھی اب پاسبانوں کے!
محافظ ہو مدینے کے ضعیفوں ناتوانوں کے

غرض ان غازیوں کو سونپ کر یثرب کی رکھوالی
پلٹ آئے محاذِ جنگ پر اب سیّدِ عالیؐ

لیا پھر کر صفوں میں جائزہ ہر ایک دستے کا
کہا موقع نہ پائے لشکرِ کفّار رستے کا

اگر خندق کی جانب تم اُسے بڑھتا ہوا پاؤ!
تو پتھّر اور تیر اُس کی صفوں پر مل کے برساؤ

کہ وہ دب کر تمہارے زور سے پیچھے کو ہٹ جائے!
کرے حملہ جہاں سے بھی پٹے، پٹ کر پلٹ جائے

○

جنگِ خندق کا باقاعدہ آغاز

حق و باطل کی مسلسل آویزشیں

بالآخر ہو گئیں فوجیں مقابل حق و باطل کی
کہ حائل درمیاں جن کے فقط اب ایک خندق تھی

مجاہد لے کے ہتھیاروں کو تھے اس سمت استادہ
مخالف فوج تھی اُس سمت سے بڑھنے پہ آمادہ

مگر درپیش قدمی کی ہراول کے جوانوں نے
جنہیں روکا مجاہد فوج کے تیروں کمانوں نے

پیاپے بیش دستے جوش میں گھوڑے بڑھاتے تھے
مگر وہ ہر گھڑی مجبور ہو کر لوٹ جاتے تھے

کبھی غصے میں نیزے تان کر آگے لپکتے تھے
ورے خندق پہ رُک جاتے تھے آگے آنہ سکتے تھے

کبھی پھر برچھیاں تانے ہوئے مل کر جھپٹتے تھے
مگر مینہ پتھروں کا دیکھ کر فوراً پلٹتے تھے

جواب ان کو مجاہد اس طرح ہر بار دیتے تھے
کہ ہر دستے سے وہ دو چار کو واں مار لیتے تھے

رہیں اس طور سے آویزشیں دو تین دن جاری
محارب پہلوانوں پر غضب کا جوش تھا طاری

نتیجہ جنگ کا لیکن نہ آتا تھا نظر کوئی
کہ حملہ یوں نہ ہو سکتا تھا ہرگز کارگر کوئی!

یہ حالت دیکھ کر آخر ابوسفیاں گھبرایا
برائے مشورہ سب افسروں کو اُس نے بُلوایا

کہا خندق کے باعث ہم جو آگے جا نہیں سکتے
یقیں جانو مسلمانوں پہ غلبہ پا نہیں سکتے

اُنھیں اِن یورشوں کا روکنا آسان ہوتا ہے
مگر اس سمت دیکھو تو ہمیں نقصان ہوتا ہے

ذرا اس صورتِ حالات کا اب جائزہ لیجے
بتائیں! پار جانے کے لیے آخر کیا کیجے؟

کہا سب نے بس اس مشکل کے حل کی ایک صورت ہے
مخالف پہ ہمیں اب ٹوٹ پڑنے کی ضرورت ہے

عساکر جوش سے آگے بڑھیں حملہ کریں مل کر
کہ خندق پھاند کر دشمن پہ جا پڑیں مل کر

مکمل جب گھڑی اس طور سے یہ کام ہو جائے
تو پھر فوراً مسلمانوں کا قتلِ عام ہو جائے

ابوسفیاں نے تجویز یہ منظور کی فوراً
اجازت لشکرِ احزاب کو حملے کی دی فوراً

کیا سب افسروں نے فیصلہ آخر یہ مل کر
'سحر کے ساتھ دھاوا بول دے لشکر مدینے پر'

مدینے پر لشکر احزاب کا بے پناہ حملہ

غرض اٹھی سحر کو جوں ہی مؤذن نے اذاں جس دم　　فضا میں شور محشر کا بپا ہونے لگا عالم

بجائے کوس جنگی دشمن قرشی جوانوں نے　　لگائے جوش میں نعرے بیکبار پہلوانوں نے

کیے برپا ادھر لشکر میں نقاروں نے ہنگامے　　اُدھر بجنے لگے چاروں طرف پر ہول دمامے

مچایا شور ہل کر یک بیک اسپان جنگی نے　　کیا پھر جن کو جوش میں شتران جنگی نے

یہ طوفان بلا کفار کے جرار لشکر کا　　یہ سیلاب بنا احزاب کے خونخوار لشکر کا

وفور غیظ میں اب سر بسر آتش بجاں ہو کر　　بڑھا خندق کی جانب ہمسر سیل رواں ہو کر

قیادت کے لیے آگے بزرگان قبائل تھے　　رجز خوانوں کے لب پر باپ دادا کے فضائل تھے

ادھر دشمن کا زور ان پیدل کے بڑھے آگے　　ادھر مردوں کو تانے بڑھ چلے سب گھوڑ چڑھے آگے

سواروں نے مچل کر جوش میں گھوڑوں کو ڈپٹایا　　زمیں تا بہ فلک پر گرد کا اک ابر سا چھایا

نمازوں کی ابھی کرتے تھے غازی لوگ تیاری　　مقابل سے ہوا اب اس طرح کا شور و غل جاری

ق

ہر اک جاں باز سمجھا وقت کا پیغام آپہنچا
جہادِ فی سبیل اللہ کا ہنگام آپہنچا

پیمبرؐ کی قیادت میں توکّل کے سہارے پر
یہ غازی ڈٹ گئے فی الفور خندق کے کنارے پر

مقابل سے اُدھر اب آگئیں احزاب کی فوجیں
نظر آتی تھیں جو بحرِ تلاطم خیز کی موجیں

بزعمِ خویش وہ سمجھے ہوئے تھیں اس گھڑی دل میں
بھلا کب ٹھہر سکتے ہیں مسلماں اب مقابل میں

بڑا باندھے ہوئے بڑھتے گئے جب یوں سوار اپنے
یقیناً روند ڈالیں گے انہیں تو راہوار اپنے

یہ قلّت آج کثرت کے مقابل ہو نہیں سکتی
کہ دانستہ کبھی جاں اس طرح وہ کھو نہیں سکتی

یہ سیلابِ بلا بڑھتا ہوا جس وقت پائیں گے
یقیں جانو کہ خندق چھوڑ کر وہ بھاگ جائیں گے

مگر اس جنگ کا انداز ہی ایسا نرالا تھا
کہ قلت کا خدا کے فضل سے یاں بول بالا تھا

ہوئیں یہ شیخیاں سب کرکری اُن خود پسندوں کی
خدائے پاک نے خود لاج رکھ لی نیک بندوں کی

لبِ خندق پہ آکر رک گیا احزاب کا لشکر
مسلماں تیر اندازوں نے حملہ کر دیا اُس پر

نشانوں پر لگے یہ تیر جب تیرِ قضا بن کر | گرے مٹی میں وہ گھوڑوں سے کٹے ٹکڑے ہو تن تن کر
مچی گڑبڑ یکایک ہر طرف اگلی قطاروں میں | نہ یارا ضبط کا باقی رہا آخر سواروں میں
بدک کر خوف سے گھوڑے جو ہٹنے لگ گئے سارے | تو پیدل بھی بسرعت اب پلٹنے لگ گئے سارے
غرض لشکر سراسیمہ سا ہو کر جو پلٹ آیا | تو خندق سے پرے سالار نے اب اس کو ٹھہرایا
کہا تیر افگنوں سے تم نکل کر اس طرف آؤ! | یہاں پر ٹھیر کر اب تیر برسانے چلے جاؤ
رہے جاری برابر رات دن اب سنگ باری بھی | اُدھر ہو ساتھ ہی کوشش تمہاری بھی ہماری بھی

ق

کہ خندق کو کہیں سے زور کر کے پاٹ لیں مل کر | درونِ شہر دشمن پر یکایک جا پڑیں بل کر
اگر اس طور سے ان کو دبا دو تم تو اچھا ہے | مسلسل جنگ سے یعنی تھکا دو تم تو اچھا ہے

تھکا کر اس طرح آخر انھیں جس وقت جا لیں گے
تو خندق کو یقیناً قبر ہم ان کی بنا دیں گے

مسلسل کوششوں کے باوجود لشکرِ احزاب کی ناکامی

اور

سپاہ ابوسفیان پر اس کا اثر

پیاپے پینترے کفار کے سالار نے بدلے
طریقے جنگ کے شام و سحر خونخوار نے بدلے

فلاخن سے کبھی پتھر مسلمانوں پہ برسائے
کبھی تیر افگنوں سے تیر ہی دن رات چلوائے

صفِ کفار سے پیہم بکثرت تیر جاتے تھے
مسلمانوں کی جانب سے وہی مڑ مڑ کے آتے تھے

سو ہوتا تھا یہی انجام ہی اکثر شریروں کا
کہ بن جاتے تھے خود وہ ہدف اپنے ہی تیروں کا

مجاہد بڑی سرعت سے دیتے تھے جواب ان کو
سنبھل کر وار کرنے کی یقیناً تھی نہ تاب ان کو

بڑی شدت سے جاری تھی غرض یہ معرکہ اس دم
محاذِ جنگ کی کوئی مقرر تھی نہ حد اس دم

مدینہ گھر گیا تھا لشکرِ احزاب میں ایسے
کہ طوفانی سمندر میں جزیرہ ہو کوئی جیسے

بہ کثرت سے اُٹھتی تھیں پیاپے ظُلم کی موجیں
پلٹتی تھیں جھپٹ کر جوش میں بھری ہوئی فوجیں

فضا میں چار سُو جیسے موت کے بادل کڑکتے تھے
جراحت ہائے پیہم سے کئی بسمل پھڑکتے تھے

سراپا لطمۂ موجِ اجل وہ سنگ باری تھی
اثر سے جس کے ندّی خون کی ہر سمت جاری تھی

مجاہد صف سے گر جاتا تھا کوئی زخم جو کھا کر
پہنچ جاتے تھے فوراً اُس کے سر پر آپ پیغمبرؐ

معاً تدبیر فرماتے تھے اُس کی زخم بندی کی
یہ کیفیت رفیقوں کے لیے تھی دردمندی کی

قبائل کے جواں ہر سمت سے پیہم جھپٹتے تھے
مگر تیروں کی بارش دیکھ کر پیچھے کو ہٹتے تھے

بہ واپس خوفِ جاں سے اس طرح جب وہ پھرتے تھے
کوئی پتھر سے گرتے تھے کوئی تیروں سے گرتے تھے

ابوسفیان ان حالات میں بے تاب پھرتا تھا
سکونِ قلب کھو کر صورتِ سیماب پھرتا تھا

کبھی اِس سمت آتا تھا کبھی اُس سمت جاتا تھا
صفوں میں پھر کے دل اپنے جوانوں کے بڑھاتا تھا

وہ حیراں تھا مسلمانوں کے استقلال پر دل میں
ندامت ہو رہی تھی اُس کو اپنے حال پر دل میں

اِدھر مردود ٹلڈی سی فوج کا وہ افسرِ اعلیٰ!
اُدھر گنتی کے جاں باز دل کا آمرِ ستیہ دالا!

اِدھر پُرخور ہبل آسا جوانوں پہ زرہ بکتر!
اُدھر فاقہ کشانِ سخت پا کے پیٹ پر پتھر!

اِدھر زر کے سہارے پر رسد کی ہر طرح کثرت!
اُدھر حق پر توکل اور خورد و نوش کی قلت!

اِدھر سامانِ جنگی ہر طرف حد سے فراواں تھا
اُدھر حاصل فقط اک واجبی صورت کا ساماں تھا

بظاہر تو یہ قلت کے مقابل زورِ کثرت تھا۔
حقیقت میں مگر یہ معرکہ تھا حق و باطل کا

صف آرا تھی مقابل کفر کے ایمان کی طاقت
اِدھر شیطان کی طاقت! اُدھر رحمان کی طاقت

○

دورانِ ردّ و کد اہلِ شر کی مذموم حرکات

(جنگِ خندق جاری)

سراپا جوش تھا بلکہ جوان و پیر کا عالم
نظر آتا تھا ہر سُو ایک دار و گیر کا عالم

اسی کوشش میں تھے سب لشکرِ احزاب کے دستے
کہ خندق پاٹ کر جلدی بنا لیں شہر کو رستے

مگر آگے سے جو بوچھاڑ سی تیروں کی آتی تھی
تو ان خس خوار لوگوں کی نہ کوئی پیش جاتی تھی

یہ صورت دیکھ کر ناچار ظالم تلملاتے تھے
مچا کر شور و غل اہلِ مدینہ کو ڈراتے تھے

بجاتے تھے بیاپے ڈھول تاشے اور دمامے
بپا کرتے تھے مل کر یوں قیامت خیز ہنگامے

کہ جب ان گونجتی تھیں جوش میں تھپکی ڈرازیں
تو لاتے تھے زبانوں پر یہ ہیبت ناک آوازیں

مخالف پر نہ یوں بھی رعب جب وہ ڈال سکتے تھے
تو فرطِ غیظ میں پھر گالیاں ملعون بکتے تھے

خندق پار اترنے والے چار سوار

بدیں عالم رسالہ عکرمہ کا سامنے آیا
کہ موقع تاک کر جس نے معاً گھوڑوں کو ڈپٹایا

یہ کافر لشکرِ احزاب کے مردانِ چیدہ تھے
دلاور جنگ جو تھے سرکشانِ کاردیدہ تھے

انھیں خندق کی جانب اس طرح بڑھتے ہوئے پایا
تو مینھ تیروں کا ان پر غازیوں نے مل کے برسایا

ہوئی جب دفعتاً یوں جوش میں بوچھاڑ تیروں کی
تو ہمت پست ہونے لگ گئی اکثر شریروں کی

لبِ خندق پہ آکر مڑ گئے باقی سوار ان سے
مگر گھوڑے کدا کر چار اترے آن پار ان سے

ہوا معلوم خندق پھاند کر جب یہ سوار آئے
کہ ابن عبدِ وُد، نوفل، ہبیرہ اور ضرار آئے

یہ چاروں نامور تھے کل عرب کے شہسواروں میں
مسلّم تیغ زن تیغ آزما تھے کارزاروں میں

رفیق ان کے بھی آجاتے اگر اس وقت ساتھ ان کے
تو اٹھتے بے گماں پھر لشکرِ یثرب ہاتھ ان کے

یہ ماہر تھے یقیناً جنگ کے ہر کام میں چاروں
مگر اب گھر گئے تھے لشکرِ اسلام میں چاروں

نہ لڑ سکتے تھے وہ اس حال میں اب ان جوانوں سے
مسلّح دیکھتے تھے یہ جنھیں تیروں کمانوں سے

نہ بر آئی تمنا جنگِ مغلوبہ کی جو اس دم
کیا "ھل من مبارز؟" کی صدا کا مشورہ باہم

۱؎ انفرادی جنگ (جنگ مبارزہ) کے لیے مخصوص نعرہ جس کے ذریعے دعوتِ مقابلہ دی جاتی تھی کہ تم میں سے کوئی بہادر ہے جو مقابلے کو آتے؟

عمرو ابنِ عبدِ وُد کی طرف سے مبارزہ

گھما کر دوش میں اک ہاتھ تیغِ دودم آکے
بڑھا پھر عمرو بن عبدِ وُد اک دو قدم آگے

کہا پہچان لو تم عمرو ابنِ عبدِ وُد ہوں میں
زمانہ عرب بھر میں یقیں جانو کہ خود ہوں میں

مرے بس ہاتھ میں ہے لشکرِ جرّار کی طاقت
کہ رکھتا ہوں یقیناً اک ہزار اسوار کی طاقت

اجل بھی کانپ جاتی ہے مری شمشیرِ براں سے
زمیں بھی تھرتھراتی ہے مری شمشیرِ براں سے

طلب گر سے مجھے ہے آج مردانہ لڑائی کی
عرب میں نام ہے سب کے لیے زور آزمائی کی

نہ بیٹھو دور سے چھپ کے نہ چھپ کر تیر برساؤ
کسی میں ہے اگر جرأت تو میرے سامنے آئے

دلیرانِ محمد کی شجاعت آزماتا ہوں!

ابھی میدان میں طاقت میں اپنی دکھاتا ہوں!

عُمروؓ ابنِ عبدِ وُدّ کے جواب میں لشکرِ اسلام سے جنابِ حیدرِ کرارؑ کی آمد

یہ سنتے ہی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا!
"ٹھہر! تجھ کو جواب برمحل دینے کو میں آیا!"

یہ فرما کر وہ ناموسِ نبیؐ کا پاسباں غازی
مرا کِ میدان میں شانِ شجاعت کا نشاں غازی

جھپٹنا چاہتا تھا دشمنِ اسلام کی جانب
نبیؐ نے جب یہ فرمایا کہ اے ابنِ ابی طالبؑ

یہ ابنِ عبدِ وُدّ ہے اس لعیں کو جانتے ہیں سب
مقام اس کا شجاعانِ عرب پہچانتے ہیں سب

نہ تم اس کے مقابل اس طرح میدان میں آؤ
ابھی موقع نہیں واپس چلو صف میں ٹھہر جاؤ!

وہیں اتنا وہ کافر پھر پکارا اے مسلمانو!
مقابل میں مرے نکلو! مری آواز پہچانو!

صدا "واحد" علی کی پھر بھی آئی "میں ابھی آیا"
مگر حضرتؐ نے روکا! اور پھر ارشاد فرمایا

عزیزِ من! یہ ابنِ عبدِ وُدّ ہے تم ٹھہر جاؤ!
تحمّل سے جگہ پر ہی رہو مت جوش میں آؤ!

علیؑ پاسِ ادب سے ہو گئے خاموش پھر اس دم

مگر اتنے میں سہ بارہ پکارا وہ لعیں پیہم

بتاؤ اے مسلمانو! یہاں اب کون آئے گا
کہ میری بُرّشِ شمشیر کو جو آزمائے گا؟

صدا جو پھر علیؑ کے منہ سے نکلی۔ "میں ابھی آیا"
نبیؐ نے شانۂ حیدرؓ پہ رکھ کر ہاتھ فرمایا

عزیزِ من! یہ ابنِ عبدِ وُدّ ہے دیکھ لیجے گا
تحمّل سے پھر اپنے فیصلے پر غور کیجے گا!

علیؑ نے عرض کی سرکارِ والا جانتا ہوں میں
مقام اس ثانیِ ابلیس کا پہچانتا ہوں میں

نمٹ لوں گا خدا کے فضل سے جیسی بھی صورت ہے
تِرے خادم کو اک تیری دُعا کی بس ضرورت ہے

مجاہد نوجواں کا دیکھ کر یہ جوشِ ایمانی
دعا دے کر نبیؐ نے چوم لی حیدر کی پیشانی

○

جلالِ حیدریؑ

صاحبِ ذُوالفقار کی میدان کو روانگی

اجازت شیرِ حق نے الغرض جب اس طرح پائی
صدا نصرٌ من اللہ کی معاً افلاک سے آئی

ہوا تیار غازی شوق سے رن میں نکلنے کو
بتعجیلِ ایزدی شیطاں کی طاقت کچلنے کو

شرف حق کے ولی کو جو ملا تھا حق سے لگا ملنے
عمامہ سر پہ باندھا صاحبِ تاجِ لدن نے

سلاحِ جنگ خود تن پر سجائے مردِ غازی نے
کیا میداں کا رخ پھر جوش میں شیرِ حجازی نے

بنی بازو کی زینت ذوالفقارِ حیدری جس دم
ہوا چہرے سے ظاہر اک جلالی شان کا عالم

بہ ایں شانِ یداللّٰہی بہ ایں اوصافِ کرّاری
چلا سُوئے عدو تیار ہو کر ضیغمِ باری

صلائے ابنِ عبدِ وُد عمیدِ ابنِ غاسق کر
خوشی سے منتظر تھا دیر سے کفار کا لشکر

کہ دیکھیں تاب اس اعلان کی اب کون لاتا ہے
یقینی موت سے دو چار ہونے کون آتا ہے

اسی اثنا میں باتیغ و سپر حق کا ولی نکلا!
لسانِ "لافتیٰ"[ل] میدان میں یعنی علی نکلا

ہوئی اس آن سے جو آمدِ شیرِ خدا رن میں
سکوت اک دفعتہً فوجِ عدو پہ چھا گیا رن میں

لگا یک نعرۂ تکبیر کی ایسی صدا گونجی
کہ جس سے عرصۂ پیکار کی ساری فضا گونجی

ل لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار (کوئی جوان علی کا ہمسر نہیں اور کوئی تلوار ذوالفقار کے برابر نہیں)

ہُوا اِک زلزلہ طاری زمینوں آسمانوں پر
نگاہیں جم گئیں سب کی محارب پہلوانوں پر

○

تین باتیں!

اُدھر گھوڑے پہ ابنِ عبدِ وُدّ اسوار تھا رَن میں — زرہ بکتر کسے جو تھا سراپا غرق آہن میں
قریبِ دشمنِ دیں جس گھڑی شیرِ خُدا آیا — مناسب طرز میں اُس کو مخاطب کر کے فرمایا
سُنا ہے تُو جسے لڑنے کی دعوت آکے دیتا ہے — تو اُس کی تین باتوں سے کوئی اِک مان لیتا ہے

کہا ہاں ٹھیک ہے! یہ بالیقیں معمول ہے میرا
سمجھتا ہُوں کہ یہ طرزِ عمل معقول ہے میرا

کہا پھر تین باتوں سے یہ پہلی بات ہے میری — صداقت صدقِ دل سے مان کر دینِ پیمبر کی
ق
مسلماں بن کے حق کی راہ میں تو گامزن ہو جا — سزاوارِ عنایاتِ خدائے ذوالمنن ہو جا

کہا یہ بات ناممکن ہے میں یوں کر نہیں سکتا
کہ دم اسلام کی الفت کا ہرگز بھر نہیں سکتا

کہا پھر دوسری یہ ہے کہ تو میدان سے چل دے
نہ یوں آکر مسلمانوں سے ناحق دشمنی سر لے

کہا ڈر سے ہٹ اب اس مرحلے پر وہ نہیں سکتا
کہ طعنے میں قریشی عورتوں کے سہ نہیں سکتا

کہا یوں ہے تو پھر تیار ہو مجھ سے لڑائی کو!
مقابل میں مرے آجا ادھر تیغ آزمائی کو!

○

کافر کا اظہارِ کبر اور علیؓ کا ثباتِ عزم

سخن یہ آخری سن کر جو صدر مومن کا
دلِ عمرو میں اک شعلہ سا غصہ کا بھڑک اٹھا

ہوا فی الفور مغلوبِ غضب باغی کا شیدائی
کمینے کی رگِ پندار فوراً جوش میں آئی

میاں سے کھینچ کر تلوار اترا اسپِ تازی سے
لگا کہنے باندازِ تکبر مردِ غازی سے

نظر کوئی مجھے آتا نہیں زیرِ فلک ایسا
کہ طالب مجھ سے ہو یوں دوبدو جنگ تنہائی کا

بڑے دھوکے میں ہو بیٹا جو آساں جانتے ہو تم
میں ابنِ عبد وُدّ ہوں کیا مجھے پہچانتے ہو تم؟

بیابانِ وغا پر سکہ ہے میرے نام کا جاری
کہ ہنگامِ اجل ہوتی ہے میری ضرب کاری

شجاعانِ وطن دم میری شاگردی کا بھرتے ہیں
دلیرانِ عرب مجھ سے ہمیشہ خوف کرتے ہیں

سمجھ بیٹا کہ تو بھی سوچ کر انجام اب اپنا
مجھے پہلے بتا دو تو ذرا نام و نسب اپنا

کہا اک بندۂ حق ہوں علی ہے نام رکھتا ہوں
فداکارِ نبی ہوں الفتِ اسلام رکھتا ہوں

کہا میں جانتا ہوں تیرے آبائے گرامی کو
ترے والد ابوطالب سے سردارانِ نامی کو

ترے اس نوجوانانہ جوش کا بھی پاس ہے مجھ کو
جوانی کا بھی تیری ہے کمال احساس ہے مجھ کو

تعجب بھی ہے لیکن ساتھ ہی تیری جسارت پر
ترا طرزِ عمل تھا نہیں فن کی مہارت پہ

نہ سر پر خود ہے تیرے نہ بر میں ہے زرہ بکتر
چلا آیا ہے تو رن میں فقط تیغِ دو پیکر لے کر

ادھر میں اک شکستہ دل ہوں ماہرِ فن ہوں
لباسِ جنگ میں تو جیسا ہے غرقِ آہن

تری ناتجربہ کاری ہے یوں جنگ آزما ہونا
نہیں لازم مجھے اب مائلِ عزمِ وغا ہونا

یہ سن کر غازئ دین مبیں نے اُس سے فرمایا
کہ میں خالی پلٹ جانے کی خاطر یاں نہیں آیا

تجھے پہچان کر آیا ہوں میں تیرے بلانے پر
کہ ہوں تیار تیرا زور بازو آزمانے پر

یقیناً فائدہ کچھ بھی نہیں ہے خود ستائی میں
نظر آجائے گی طاقت تری جنگ آزمائی میں

سو موقع ہے بعجلت عزم کر کے استوار اپنا
بہ اطمینان کر طرز دلیرانہ میں وار اپنا

عمرو ابن عبدِ وُدّ کا وار

یہ سنتے ہی ہوا غصے میں وہ بے دین دیوانہ
ہوا رہوار پر جھپٹا باندازِ ہیبیانہ

بفرطِ غیظ ظالم نے لگائی ضرب کچھ ایسی
کہ کونچیں کٹ گئیں اک ہاتھ میں اُس اسپِ تازی کی

کہا میں نے کیا ہے اس لیے پہلا یہ وار اس پر
کہ ہو سکتا تھا ممکن جنگ سے آخر فرار اس پر

سو اب تیار ہو اے نوجواں میں وار کرتا ہوں!
بضربِ تیغ اپنے زور کا اظہار کرتا ہوں

یہ کہہ کر پھر اُٹھائی تیغِ خوں آلود سرعت سے
ہوا تیار ظالم انتہائی زور و قوت سے

مقابل انتہا پر تھا شقی کے تب کشش کا پارا
جنہیں دونو طرف خندق کے تھیں اب محوِ نظارا

تہمتن، دیو پیکر، غرقِ آہن سر بسر ناری!
اُدھر شمشیر بھی اُس کی نمایاں طور پر بھاری!

کچھ ایسا انتظار انگیز تھا اِس وقت کا عالم
کہ ساکن زمین و آسماں تھے دم بخود اس دم

کیا فرطِ غضب میں الغرض اب وار جو اُس نے
بڑھائی جانبِ حیدر معاً تلوار جو اُس نے

جبیں کے سامنے شیرِ خدا فوراً سپر لایا
سپر میں تیغ ڈوبی تو جبیں پر زخم بھی آیا

لہو کی دھار بھی دونوں عدو نے دور سے دیکھی
کہ پیشانی سے بہہ کر سرِ دامن پہ آ پہنچی

نہ فرق آیا مگر اُس شیر کی شانِ جلالی میں
عدو کی آنکھ نے دیکھا اُسے اک بحالی میں

ضربِ علیؓ

غرض یوں رد و کد کا سلسلہ جو ہو گیا جاری — عدو کے بعد آئی اب خدا کے شیر کی باری

جلالِ حیدری سے جو ہوئی نہضت یداللّٰہی — بپا اک زلزلہ سا ہو گیا از ماہ تا ماہی

بدیں عالم چمک کر جوش میں جب ذوالفقار اُٹھی

اجل بھی کانپ کر "اَلعَظَمَۃُ لِلّٰہ!" پکار اُٹھی

دبک کر ابنِ عبدِ وُد معاً زیرِ سپر آیا — یہ فن اُس نے بڑے انداز سے میداں میں دکھلایا

مگر تیغِ یداللّٰہ جو گری برقِ فشاں بن کر — لعیں پر آ پڑی یک لخت پیغامِ فنا بن کر

سپر کو چیرتی فوراً زرہ بکتر پہ آ پہنچی — اُسے کاٹا تو آگے بڑھ گئی شانے پہ جا پہنچی

کٹا شانہ تو سینے میں صفائی سے اُتر آئی — جہاں قلب و جگر کو چیرتی پسلی میں در آئی

سراپا باطنِ تاریک کو کرتی ہوئی ظاہر — نکل آئی بعزت پہلوئے بے دیں سے باہر

لعیں کا جسم کٹ کر اک طرف جب خاک تک پہنچا — اُدھر تکبیر کا نعرہ معاً افلاک تک پہنچا

بُت پندار جب آ نظر معرکہ میں یوں آ کے ندامت کا ہُوا احساس ظاہر فوجِ اعدا سے

علی کی ضرب بن کر مظہرِ شانِ خداوندی! ہوئی فوجِ نبیؐ کے واسطے فتح و ظفر مسندی

مشرف کر دیا حق نے اُسے ایسی سعادت سے

کہ افضل[1] ہو گئی دونوں جہانوں کی عبادت سے

○

شیرِ خدا رفقائے عمرو ابنِ عبدِ وُد کے تعاقب میں

کیا تھا سامنا جب تک ہنر کے بانی کو غازی نے نہ پوچھا تھا ابھی تک اپنی پیشانی کو غازی نے

کہ جب نوفل، جبیرہ، ضرار اُس کی طرف لپکے یہ تینوں گھڑ چڑھے بے اختیار اُس کی طرف لپکے

منہ پھیر جوں ہی آگے سے جس دم ذوالفقار اٹھی تو ٹولی سرکشوں کی الاماں کہہ کر پکار اٹھی

تعاقب کے ارادے سے جو غازی دوڑ کر آیا تو گھوڑے ڈال کر سوئے خندق معاندین نے ڈٹایا

---

[1] مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ شریف: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین

جبیرہ و ضرار افتاں و خیزاں پھاند کر نکلے
مگر نوفل نہ آگے جا سکا ناچار خندق سے

گرا گھوڑے سمیت اس میں بھگوڑا پہلواں جس دم
تو اُس پر چھا گیا فوراً ہر اِک سُو یاس کا عالم!

مسلمانوں کے تیر انداز دستے سے لگا کہنے
کہ طالب موت کا میں ہوں شریفانہ طریقے سے

یہ سنتے ہی بعجلت جوفِ خندق میں علیؑ اترا
برائے جنگ با تیغ و سپر حق کا ولی اترا

رہی کچھ دیر تک تو بالغرض واں کشمکش جاری
مگر پھر آ گیا دامِ اجل میں دفعتہً ناری

دکھا دی شاہِ مرداں نے نرالی جنگ خندق میں
سوار و اسپ دو کر دیے چو رنگ خندق میں

شریفانہ طریقے سے کیا فی النّار موذی کو
دِکھایا ایک غازی کا صحیح کردار موذی کو

۱؎ بحوالہ سیرۃ النبی جلد اول (شبلی)، خاتم النبیین و آموزش اسلام (فارسی) عباس شوشتری

لشکرِ احزاب پر ذوالفقارِ حیدریؓ کی ہیبت

اور

ابوسفیان کا اظہارِ تشویش

یہ دن ایمان والوں کے لیے سخت آزمائش تھی[1] | کہ ساری طاقتِ طاغوت کی اس دن نمائش تھی

رہیں آویزشیں جو پے بہ پے افواجِ ناری سے | نمازِ حق قضا اس دن ہوئی محبوبِ باریؐ سے

پہ آخر یاس نے اب آلیا مغضوب لشکر کو | کہ تیغِ حیدری نے کر دیا مرعوب لشکر کو

ہوئے انجامِ ابنِ عبدِ وُد سے تیغ زن خائف | ابوسفیان کے تیغ آزما اہلِ وطن خائف!

سبق آموز نوفل کا ادھر انجام تھا ان کو | کہ خندق بالیقیں اب موت کا اک دام تھا ان کو

---

[1] وشنہ تھا کا یہ دن بہت سخت تھا۔ تمام دن لڑائی رہی۔ کفار ہر طرف سے تیر اور پتھروں کا مینہ برسا رہے تھے اور ایک دم کے لیے یہ بارش تھمنے نہ پائی تھی یہی دن ہے جس کا ذکر احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متصل چار (محدثین میں اختلاف ہے کہ چار نمازیں قضا ہوئیں یا ایک بہرکیف۔ مذکورہ ناگزیر حالات میں نماز قضا ضرور ہوئی) نمازیں قضا ہوئیں۔ کیونکہ متصل تیر اندازی اور سنگ باری سے حیوت ہٹنا ممکن نہ تھا۔ (سیرۃ النبیؐ جلد اول صفحہ ۴۲۸)

ہوئی تشویش سی پیدا ابوسفیان کے دل میں | بلایا اُس نے اپنے ناموں کو پاس محفل میں

کہا تم جانتے ہو آج جو حالات ہیں اپنے | علیؑ کے بالمقابل تیغ زن سب مات ہیں اپنے

ملے گا اب نہ ابنِ عبدِ وُدّ سا تیغ زن کوئی | عرب بھر میں نہ ثانی جس کا تھا استادِ فن کوئی

اُدھر نوفل کا رُتبہ بھی بخوبی جانتے تھے تم | اُسے اک نامور شمشیر زن گردانتے تھے تم

وہ دونوں لشکرِ احزاب کے تھے پہلوان چیدہ | مگر انجام ان کا اب نہیں ہے تم سے پوشیدہ

اگر اس طور سے ہوتا رہا ابنِ ابی طالب | ہماری تیغ زن افواج کے افراد پہ غالب

تو سمجھو پھر ہماری کوششیں ناکام ہیں ساری | محمدؐ کے نئے مذہب کا سکّہ ہو گیا جاری!

سنو! حالات کی جو آج یاس انگیز صورت ہے
ہمیں اس وقت مل کر سوچنے کی پھر ضرورت ہے

○

ابوسفیان کی محفل مشورہ میں گفت وشنید

کہا خالد نے ہاں! اب یہ حقیقت آشکارا ہے
کہ دستہ تیغ زن اپنا بُری صورت سے ہارا ہے

نہ ٹھہرے جس کے آگے عمرو ابن عبد ود ایسے
مقابل اُس کے باقی تیغ زن ہوں گے بھلا کیسے

نہیں ہے مصلحت اس طرح کی جنگ آزمائی میں
خسارہ ہی خسارہ ہے ہمیں ایسی لڑائی میں

اُدھر دائر جگہ پر تیر اندازوں کے دستے ہیں
کہ جن سے تیر بارش کی طرح ہم پر برستے ہیں

نہ ہلتی ہے، نہ جھکتی ہے نہ وہ کمزور پڑتی ہے
ثبات و عزم سے فوج محمدؐ جم کے لڑتی ہے

ہبیرہ نے بھی کی تائید خالد کے خیالوں کی
کہ اس کو یاد تھی ساری مصیبت ساتھ والوں کی

کہا گو تلخ ہے میرا سخن لیکن صداقت ہے
کہ خندق پار کرنے کا ارادہ اِک حماقت ہے

ابوسفیان بولا ہاں! بجا ہے آپ کا کہنا
ہمیں لازم ہے خندق سے یقیناً دُور ہی رہنا

یہ خندق راستے میں اک بڑی بھاری مصیبت ہے
کہ جس کا سامنا اپنی جگہ پر ایک آفت ہے

اسے پہلی طرح اب بچانا کر لڑنا نہیں اچھا کہ دانستہ اجل کے دم میں پڑنا نہیں اچھا
اگر نقصان پھر ایسی جسارت سے اٹھائیں گے تو جی اکثر جوانوں کے یقیناً چھوٹ جائیں گے

یہ باتیں کہہ رہا ہوں میں فقط تم رازداروں سے
کہ تم ہو بالیقیں میرے حقیقی جاں نثاروں سے

تمھیں معلوم ہے جتنے قبائل ساتھ آئے ہیں یہودی ان کو لالچ لوٹ کا دے کر ہی لائے ہیں
اگر معلوم ہو جائے اُنھیں حالت مدینے کی مدینے سے ہے اُن کو ضرورت پھر نہ کینے کی
اُنھیں معلوم کیا یہ مفلسوں کی ایک بستی ہے مسلط جس کے اکثر ساکنوں پر تنگدستی ہے
اگر یہ راز سرخیلوں پہ اُن کے آج کھل جائے تو کوئی بھی نہ ان کے جیش سے کل تک نظر آئے
اُدھر ڈر ہے نہ اپنا لیں محمدؐ کے اصول ان کو نہ ہو جائے کہیں دیں اس طرح اُن کا قبول اُن کو
یہودی قوم کی وجہِ خصومت اور ہے اُس سے قریش اہلِ مکہ کو عداوت اور ہے اُس سے
اُنھیں کد ہے کہ وہ ان کی سیادت کو مٹاتا ہے ضعیفوں اور کمزوروں کو پستی سے اُٹھاتا ہے
خداوندانِ کعبہ کی بزرگی کا نہیں قائل وقار ان کا ہوا جاتا ہے اُس کی بات سے زائل

عوام الناس کو ان کی طرف سے وہ ہٹاتا ہے
ہبلؔ تک کو ادھر بے جان وہ پتھر بتاتا ہے

عقیدہ یہ اگر اپنا لیا باقی قبائل نے
مسخر کر لیا ان کو اگر اُس کے فضائل نے

رہے گا پھر نہ کمزوروں پہ کوئی اختیار اپنا
یقیں جانو کہ مٹ جائے گا دنیا سے وقار اپنا

○

محفلِ مشورہ (جاری)

ابن العاص :

جبیرہ نے طلب کی اُٹھ کے ابن العاص کی رائے
ابوسفیان کے یعنی مشیرِ خاص کی رائے

کہا اُس نے سمجھ لیجے سیادت اپنا حصہ ہے
عرب بھر کے قبائل کی قیادت اپنا حصہ ہے

سیادت کا بچانا فرض ہے ان سورماؤں پر
جنھیں ہے ناز اپنے خاندانی دیوتاؤں پر

میسر ہے یہاں اس دم فراوانی وسائل کی
قیادت ہاتھ میں ہے اب عرب کے سب قبائل کی

غنیمت ہے یہ موقع فائدہ اس سے اٹھائیں ہم
یہی تو وقت ہے اب چاہیئے کچھ کر دکھائیں ہم

یہ جھگڑا اب بآسانی چکا لینے کا موقع ہے
مخالف کو یقیناً یہ دبا لینے کا موقع ہے

غلط ترکیب ہوتی ہے سدا نقصان کا باعث
یہ ناکامی ہے ربط و ضبط کے فقدان کا باعث

محاذِ جنگ پہ جو فوج کی تقسیم ناقص ہے
ہمارے لشکرِ جاں باز کی تنظیم ناقص ہے

○

ابوسفیانؓ

ابوسفیان بولا ساتھیاں جتنے قبائل ہیں
خداوندانِ کعبہ کی بزرگی کے وہ قائل ہیں

یہ رشتہ اک طرف تو یوں انھیں ہم سے ملاتا ہے
اُدھر لاریب ربطِ باہمی اُن کا بڑھاتا ہے

خالد!

کہا خالد نے لیکن یہ بھی اک زندہ حقیقت ہے
کہ جمہور وطن کو اُن اصولوں سے محبت ہے

جنھیں بنیاد کہہ سکتے ہو تم دینِ محمدؐ کی
بنا رکھی گئی ہے جن پہ آئینِ محمدؐ کی

چھڑا کر قیدِ استبداد سے ناشاد کاموں کو
مساوات و اخوت جو سکھاتے ہیں غلاموں کو

سیادت وہ ہماری کب بھلا خاطر میں لاتے ہیں
ہبل کو لات کو عزیٰ کو پتھر جو بتاتے ہیں

قبائل کے جوانوں پر اثر ہوگا ضرور اُن سے
یہ بہتر ہے رہیں وہ اس لیے ہر وقت دُور اُن سے

○

عکرمہ پسرِ ابوجہل

یہ سن کر عکرمہ بولا کہ گھبرانے سے کیا حاصل؟
ہونی بات کا اس وقت غم کھانے سے کیا حاصل

نظر آتے ہو تم مرعوب جو دینِ محمدؐ سے
کہو کیا خوف ہو سکتا ہے آئینِ محمدؐ سے

کہ جو کہتا ہے ان دیکھے خدا کو مان جاؤ تم
اُسی کی نصرت و امداد پہ ایمان لاؤ تم

زمینوں آسمانوں پہ اُسے قادر بتاتا ہے
اُدھر کہتا ہے بارش بھی اُسی کا فضل لاتا ہے

قدیمی مسلکِ آبا سے سب کو باز رکھتا ہے
نسب کے فخر سے اہلِ عرب کو باز رکھتا ہے

○

ابوسفیان

ابوسفیان بولا عکرمہ تم غور سے سوچو!
مکرر بات خالد کی ذرا اِس طور سے سوچو

کہ ہو جائے مساواتِ اخوت کا عمل جاری
تو رہ سکتی ہے پھر کیسے ہماری یاں عملداری؟

عوام الناس ہیں پہلے سے ہی اس کے تمنائی
مٹا دیتا ہے یہ حربہ یقیناً شانِ دارائی

انھیں اس سے یقیناً اک بہانہ ہاتھ آئے گا
ہمارے سر پہ جو بھاری مصیبت ساتھ لائے گا

قدیمی خاندانوں کی سیادت کو مٹا دے گا
یقیں جانو ہماری اس قیادت کو مٹا دے گا

○

جبیرہ

جبیرہ نے کہا اب چھوڑ کر یہ بحثِ طولانی ۔۔۔ مناسب ہے نہیں اس وقت فکرِ چاک دامانی
نئی ترکیب جو بھی ہو مناسب جلد بتلائیں
کہ ہم اُس پر عمل کے واسطے تیار ہو جائیں

○

ابوسفیان نے سُن کر کہا وہ بھی بتاتے ہیں ۔۔۔ نئی راہِ عمل اس وقت سے تم کو دکھاتے ہیں
ہمارا مدعا ہر حال میں تسخیرِ یثرب ہے ۔۔۔ کہ اب ضامن ہماری شان کی جاگیرِ یثرب ہے
توقع ہے ہمیں اس دم قریظہ کے قبیلے سے ۔۔۔ کہ رستہ شہر کا ہم کو بتا دیں گے وہ حیلے سے

یہودی قوم کے ہر اک اشارے پر وہ عامل ہیں — درونِ شہر رہ کر بھی ہمارے ساتھ رہتا ہے

اُدھر ابنِ اُبی بھی ہے ہمارے رازداروں میں — جماعت اُس کی شامل ہے ہمارے جاں نثاروں میں

چلے آتے ہیں ہر قسم کے وہ سامانے منتظر اب تک — درونِ شہر ہیں یعنی ہمارے منتظر اب تک

ٹھہرنا ہی پڑے گا دیر تک شاید نہیں تم کو — ضرورت اب کسی تعجیل کی کوئی نہیں تم کو

مدینے کو فقط اب گھیر لینا چاہتے ہیں ہم — اُسے چاروں طرف سے کاٹ دینا چاہتے ہیں ہم

نہ باہر سے میسّر ہو سکی جب یوں مدد اُس کو — اُدھر حاصل ہوئی جس دم نہ اندر سے رسد اُس کو

تو کر دیں گے بغاوت پھر ہمارے رازداں فوراً

بڑھیں گے ساتھ ہی آگے اِدھر سے سب جواں فوراً

○

عکرمہ پسرِ ابوجہل

پکارا عکرمہ ہم آگ بھی اُس دم لگا دیں گے — مسلمانوں کو فوراً شہر کے اندر جلا دیں گے!

لشکرِ احزاب کی ترتیبِ نو

(محاصرہ)

کیے جاری نئے احکام جو سالارِ لشکر نے
نئے سر سے صفیں ترتیب دیں اشرارِ لشکر نے

لگا کر الغرض چاروں طرف ترتیب سے ڈیرا
مدینے کو بشدت لشکرِ احزاب نے گھیرا

پہنچ سکتی نہ تھی اس حال میں کوئی رسد اس کو
کہ باہر سے نہ مل سکتی تھی اب کوئی مدد اس کو

رسالے تھے مقرر گشت پر جنگی سواروں کے
نواحِ شہر میں پھرتے تھے دستے پہرداروں کے

مسلمانوں پہ تھا سخت ابتلا کا اس گھڑی عالم
کہ حملے ہو رہے تھے ہر طرف سے رات دن پیہم

ادھر تو تیر پیہم اہلِ ایماں پر برستے تھے
فلاخن سے اُدھر شام و سحر پتھر برستے تھے

محیط اک موجِ باطل بسکہ تھی حق کے سفینہ کو
گھڑی آرام کی ملتی نہ تھی اہلِ مدینہ کو

مگر ثابت قدم پھر بھی رہے وہ حق کے شیدائی
نہ ان کے پائے استقلال میں لغزش ذرا آئی

نمازِ حق ادا کرتے رہے تیروں کی بارش میں
شریعت سے وفا کرتے رہے تیروں کی بارش میں

دلِ عشق آشنا میں دردِ الفت سوزِ دائم تھا
نبیؐ کے عشق سے ان کا ثبات و عزم قائم تھا

منافقینِ مدینہ کی غدارانہ روش

اُدھر قوم منافق کا وہ بُزدل لعنتی ٹولا
کہ غداری رہا ہے بالیقیں طرزِ عمل جس کا

بظاہر تو لعیں اس دم مسلمانوں کا حامی تھا
مگر شیطان تھا باطن میں شیطانوں کا حامی تھا

حسد کی آگ میں اُس کے سبھی افراد جلتے تھے
لباسِ دوستی میں دشمنی کی چال چلتے تھے

یہ کوشش رات دن رہتی تھی ان آتش بجانوں میں
کہ پھیلے بد دلی فوجِ مجاہد کے جوانوں میں

کبھی کہتے کہ خندق کی حفاظت ہی نہیں ممکن
کبھی کہتے کہ ہوگا فیصلہ آخر یہیں سب کچھ!

ہمیشہ پیش کر کے اس طرح جھوٹے بہانوں کو
کھسک جاتے تھے خندق چھوڑ کر اپنے مکانوں کو

لہ جنگِ خندق کے دوران میں عبد اللہ بن ابی کے منافقوں کی وہ جماعت جو بظاہر مدعی اسلام تھی، در پردہ احزاب کے قائدین سے ساز باز رکھتی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ اس کا تعاون محض دکھاوا تھی۔ قرآن کریم کی سورۂ احزاب میں اس کی طرف یہ اشارہ اگلے صفحہ پر:

سمجھتے تھے فقط تفریح جو خونیں نظاروں کو
بناتے تھے ہدف[1] پیکاں کا جو شیر خواروں کو

مسلمانوں کو تھا اُن سے غم و آلام کا خطرہ
کہ ممکن تھا جفاروں سے ہر اقدام کا خطرہ

رسولِ پاکؐ نے اس واسطے حسنِ تدبر سے
مقرر کر دیئے بہرِ حفاظت خاص دو دستے

کہ پھر کر شہر میں زیدؓ اور سلمہؓ کی قیادت میں
رکھیں شام و سحر اہلِ مدینہ کو حفاظت میں

قبائل پے بہ پے ہر سمت سے آکر جھپٹتے تھے
مگر ان پاسباں دستوں سے پٹ کر وہ پلٹتے تھے

یہ فاقہ کش مجاہد جوش سے سینہ سپر ہو کر
حفاظت کر رہے تھے شہر والوں کی نڈر ہو کر

○

کفار کے بے پناہ حملوں کے مقابل مجاہدینؓ کا انتہائی صبر و استقلال

غرض یثرب پہ تھا اک ابتلائی دور کا عالم
کہ حملہ لشکرِ احزاب کا پڑتا نہ تھا مدھم

---

[1] شیر خوار بچوں کو تیروں کا نشانہ بناتے اور اس طرح تفریحی طور پر تیر اندازی کر کے ایسے وحشت ناک تماشہ سے لطف اندوز ہوتے تھے (بحوالہ سیرۃ النبیؐ مولانا شبلی مرحوم)

یہ عالم دیکھ کر ان باوفا طاعت گزاروں کا
نبیؐ کو درد ہوتا تھا بہت ان جاں نثاروں کا

مگر یہ سالکانِ جادۂ دینِ ہدیٰ سارے
کہے جن کو زمانہ آسمانِ عشق کے تارے

بتاتے تھے زمانے کو کہ آئینِ وفا کیا ہے
پئے تسلیم جاں قانونِ تسلیم و رضا کیا ہے

دکھاتے تھے کہ مومن کا نشاں ہے زندگانی میں
کہ وہ ڈرتا نہیں ہے موت سے اس دارِ فانی میں

خدا کے عشق کا دم بے گماں ہر آن بھرتا ہے
نبیؐ کے حکم پر جاں شوق سے قربان کرتا ہے

حیاتِ اجتماعی سے نمایاں آن ہے اس کی
اخوت اس جہاں میں امتیازی شان ہے اس کی

خدا کی ذات پر ہے اس قدر محکم یقیں اس کو
کہ کثرت کے مقابل ڈر ہزیمت کا نہیں اس کو

اسے حاصل اگر پیغمبرِ حق کی قیادت ہے
تو یہ اس کے لیے دونوں جہانوں کی سعادت ہے

یہ احساسات تھے ان جاں نثارانِ نبوت کے
کہ چرچے ہیں جہاں میں آج تک جن کی شجاعت کے

خدائے واحد و قیوم کے واحد سہارے پر
لڑے جو تیس دن تک ڈٹ کے خندق کے کنارے پر

پیاپے تاک میں جن کی جفاکاروں کے دستے تھے
کہیں تیروں کی بارش تھی کہیں پتھر برستے تھے

نہ ان کی صحت سے گھبرا کے بے کس حال ہیں کوئی
نہ فرق آیا یقیناً ان کے استقلال میں کوئی

قبیلۂ اوس کا سردار سعدؓ ابن معاذ

محاذِ جنگ پہ آئی تھی جو ٹولی شریروں کی
مسلمانوں پہ برساتی تھی بارش ایک تیروں کی

مجاہد بھی مگر دیتے تھے تیروں سے جواب اس کو
مقابل میں ٹھہرنے کی نہ ہوسکتی تھی تاب اس کو

ہوا اس عالمِ جنگ و جدل میں اتفاق ایسا
نشانہ بن گیا سعدِ معاذؓ اک تیرِ دشمن کا

یہ غازی تھا رسولِ پاک کے ان جاں نثاروں میں
جنھیں حاصل تھی سبقت[1] قوم کے طاعت گزاروں میں

دلِ خرد و کلاں میں تھا حقیقی احترام اس کا
کہ انصارِ مدینہ میں نمایاں تھا مقام اس کا

اگرچہ جسم پر اس کے یہ زخمِ تیر کاری تھا
مگر دل پر خدا کے عشق کا وہ کیف طاری تھا

---

[1] حضرت سعدؓ بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے جو مشہور مبلغِ اسلام حضرت مصعبؓ کی تبلیغ سے اپنے قبیلے کے لوگوں میں سے سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کہ اِس عالم میں بھی ڈٹ کر دغا کرتا رہا غازی | مجاہد کے فرائض سب ادا کرتا رہا غازی
مقدر ہو چکی تھی گو شہادت اُس دلاور کی | ولیکن منتظر تھی سعادت اُس دلاور کی

ہوئی منظور آخر جو دعا[1] اُس وقت کی اُس نے
کہ پسپائی نبیؐ کے دشمنوں کی دیکھ لی اُس نے

○

مومناتِ مدینہ

امنڈ آیا تھا جب سے کفر کا لشکر مدینے پر | کیا تھا اُس نے حملہ جب سے اسلامی سفینے پر
رسولِ پاک نے تاکید فرما کر رفیقوں کو | سنایا تھا یہ فرمانِ گرامی سب شفیقوں کو
کہ وہ موزوں عمارت جس جگہ بھی شہر میں پائیں | تو عورات اور بچوں کو وہاں فی الفور پہنچائیں
سو لے کر اُن کو فوراً اہلِ دیں اپنی حفاظت میں | وہاں محفوظ کر آئے تھے اک ایسی عمارت میں

[1] حضرت سعدؓ نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! مجھے لڑائی کے خاتمے اور بنی قریظہ کے یہودیوں کے انجام تک زندہ رکھ۔ چنانچہ خدا نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور ایسا ہی ہوا۔

مسلمانانِ یثرب سے نہ کوئی فرد تھا اُس میں — فقط حسّان[1] شاعر ایک بوڑھا مرد تھا اُن میں

نہ پہرے دار جو فوج مجاہد تھی یہاں اُس کی

مسلماں عورتیں تھیں آپ ہی سب پاسباں ان کی

○

قریظہ کے یہودیوں کی کمینہ چال

قریظہ کے یہودی جو وہاں نزدیک بستے تھے — مسلمانوں کے خوں کو ایک مدت سے ترستے تھے

یہ بزدل لشکروں کے مقابل آ نہ سکتے تھے — کہ تاب ان غازیوں سے جنگ کی یہ لا نہ سکتے تھے

نظر آیا نہ امکاں جو انھیں یوں ڈال گلنے کا — کیا مل کر ارادہ یہ کمینہ چال چلنے کا

کہ مستورات پر حملہ کریں اُن کے جواں مل کر — لگائیں ضرب ناموسِ مسلمانانِ یثرب پر

---

[1] حسان بن ثابت عرب کا مشہور شاعر جو اس وقت جنگ میں شامل ہونے سے ایک عارضے کے باعث معذور تھا۔

مسلمان عورتیں اپنی محافظ آپ تھیں!

کیا یوں بزدلانہ فیصلہ مل کر کمینوں نے
تو محفل سے چنا اک بے حیا کو پھر لعینوں نے

کہ وہ جاسوس بن کر جائزہ لے اُس عمارت کا
نشانہ جس کو ٹھہرایا گیا تھا اب شرارت کا

وہ ملعون جھٹپٹے میں اُس مکاں کے پاس آپہنچا
کہ رستہ ڈھونڈ کر اُس چار دیواری میں جانے کا

ق

بتائے جاکے امکاں بزدلوں کو وار کرنے کا
پئے تسکینِ خاطر خبث کے اظہار کرنے کا

بدیں نیت وہ ظالم سایۂ دیوار سے لگ کر
مکاں کا جب لگاتا پھر رہا تھا اس طرح چکر

صفیہؓ بنت عبد المطلب نے دیکھ کر اُس کو
کہا دل میں کہ موقع ہے نہ بد باطن کو جانے دو

کیا یہ سوچتے ہی جوش میں جب وار بی بی نے
تو کر ڈالا وہیں ملعون کو فی النّار بی بی نے

غرض اک آن میں موذی کو یوں وقفِ فنا کرکے
سر اُس کا دور پھینکا تیغ سے فوراً جدا کرکے

ہوا معلوم یہ انجام جب اُس کے مشیروں کو
تو حملے کی نہ جرأت ہوسکی پھر اُن شریروں کو

وہ اُمّت مستحق تھی بے گماں ہر ایک عزّت کی ‏ کہ جس کی بیٹیاں تھیں پاسباں ناموسِ ملّت کی

اِنہی کے دم سے قائم تھی نبیؐ کے دین کی عظمت ‏ یہی تھیں پیکرِ عصمت! یہی تھیں پیکرِ عفّت!

یہ غیرت دارِ دیں کی اس طرح جو لاج رکھتی تھیں

یقیناً سر پہ عفّت کا حقیقی تاج رکھتی تھیں

○

جاں نثارانِ نبیؐ آزمائش میں ثابت قدم ٹھہرے

فضا میں پے بہ پے اب ظلم کے بادل کڑکتے تھے ‏ لبِ خندق برابر جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے

جھپٹتے تھے پیاپے جو کشش میں دستے شریروں کے ‏ مجاہد جن پہ برساتے تھے مینہ ہر بار تیروں کے

مگر تھمتا نہ تھا سیلِ رواں کفّارِ مکّہ کا ‏ نمایاں جوش تھا احزاب میں اشرارِ مکّہ کا

اُنھیں اس جنگ میں حد سے فزوں غرّہ تھا کثرت کا ‏ سمجھتے تھے کہ چھا جائیں گے ہم اک سوزِ قلت پہ

فراوانی سلاحِ جنگ کی اُن کو میسّر تھی ‏ رعونت جن کے بل پہ سرکشوں کی انتہا پر تھی

مقابل میں اُدھر قلت تھی اُن طاعت گزاروں کی — خدا کے عشق والوں کی نبیؐ کے جاں نثاروں کی

جنھیں اِس ابتلا میں اک توکل کا سہارا تھا — یقیں جن کا خدائے دو جہاں پہ آشکارا تھا

میسّر تو نہ تھی نانِ جویں تک سرفروشوں کو — ودیعت تھا مگر ذوقِ یقیں ان سخت کوشوں کو

ادھر سردی کی شدت رات دن پیہم ستاتی تھی — ادھر بوچھاڑ پر بوچھاڑ پیکانوں کی آتی تھی

رہی یوں آزمائش[1] اہلِ دیں کی تیس دن جاری — مقابل جن کے تھیں اہلِ جفا کی طاقتیں ساری

دکھا کر چشمِ عالم کو تحیّر خیز نظارے
رہے ثابت[2] قدم آخر تلک یہ باوفا سارے

---

[1] ابن ہشام اور صاحب تاریخ القرآن نے ان مشکلات اور صعوبات کی تفصیل دی ہے جن سے جنگِ خندق کے دوران میں مجاہدین اسلام کو دو چار ہونا پڑا۔ ان میں نمایاں خوراک کی قلت۔ سردی کی شدت۔ دشمن کی کثرت اور اس کے مسلسل حملوں کی شب و روز مدافعت تھیں۔

[2] سورہ احزاب میں اس کی طرف یوں اشارہ موجود ہے۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

(مومنوں میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے وعدہ کر کے سچا کر دکھایا)

رسُولِ اکرمؐ کی دُعا

غرض یاں تک جو پورے امتحاں میں باوفا اُترے
نبیؐ کے ہاتھ اب اُن کے لیے بہرِ دعا اُٹھے

کہا "اے مالکِ کل! اے سہارے بے سہاروں کے!
تجھے معلوم ہیں حالات میرے غم گساروں کے

رسد اب پاس ہے اِن کے نہ سامانِ وغا کافی
سہارا ہے انہیں پھر بھی تری اک ذات کا کافی

مقابل میں ہیں اِن کے لاتعداد افواج باطل کی
حصارِ حق پہ ہیں یورش کناں امواج باطل کی

الٰہی! لاج رکھ لے آپ ہی اپنے سفینے کی!
بچا لے آبرو اپنی عنایت سے مدینے کی

وفائیں دیکھ لیں تو نے مرے ان جاں نثاروں کی
خدایا ختم فرما ابتلا طاعت گزاروں کی!

مدد کا آسرا ہو لے! تری سرکار ہے ان کو
ترا فضل و کرم ہی ہر گھڑی درکار ہے ان کو

طلب کرتے ہیں نصرت یہ ترے دربارِ عالی سے
عطا اب امن و راحت ہو انھیں سرکارِ عالی سے

پریشاں کر کے جمعیت جہاں کے شر پسندوں کی
الٰہی تو مدد فرما صداقت کیش بندوں کی

یہ آندھی لشکرِ احزاب کی کافور ہو جائے! گھٹا یہ ظلم کی دورِ افق سے دُور ہو جائے!

خجل ہو کر جھکے ایسا علم باطل پرستی کا!

نہ باطل حوصلہ پائے کبھی پھر پیش دستی کا!

○

جنگِ خندق احزابؓ کی آخری شب

سردارانِ احزاب کی پریشانی اور بددلی

عشا کے بعد حضرتؐ نے دعا جس وقت فرمائی
اجابت بہرِ استقبال فوراً عرش سے آئی

نہ تھا معلوم لیکن بد ضلالت کیش بندوں کو
کہ ذلت ڈھونڈتی پھرتی تھی اب اُن خود پسندوں کو

ابوسفیاں کی محفل میں اکابر اُن کے تھے اس دم
نئے حملے کی خاطر ہو رہے تھے مشورے باہم

قبائل کے بڑوں میں دیر سے اک بحث جاری تھی
جنوں کی کیفیت جوشِ غضب میں آج طاری تھی

بنا کر وہ ملامت کا ہدف سالارِ مکہ کو
یہ طعنے دے رہے تھے برملا سردارِ مکہ کو

کہ دشمن کے مقابل ہیں قیادت خام ہے اُس کی
سیادت اس لیے احزاب میں بدنام ہے اُس کی

وہ اپنی کوششوں کا جائزہ جس وقت لیتے تھے
تدبّر کی کمی کا جھٹ اُسے الزام دیتے تھے

○

سپہ سالار اور خداوندانِ کعبہ سے اظہارِ بدظنی

کبھی کہتے مہینہ ہو چکا ہے اب یہاں ہم کو
مگر نقصان ہی ہوتا رہا ہے بے گماں ہم کو

بڑی کوشش سے حملے پے بہ پے کرتے رہے ہیں ہم
کہ دم سالار کی امداد کا بھرتے رہے ہیں ہم

غلط سمجھا مگر اُس نے مسلمانوں کی طاقت کو
چھپا سکتا نہیں کوئی بھی اب اُس کی حماقت کو

اُسے اِس جنگ میں حاصل عرب بھر کی حمایت تھی
اُدھر پھر ساتھ اُس کے دیوتاؤں کی عنایت تھی

ہبل کے نام کا نعرہ بھی یاروں نے لگا دیکھا
اُدھر عُزّیٰ کی برکت کو بھی اکثر آزما دیکھا

نہیں جاتی ہے کوئی پیش اب ان دیوتاؤں کی
بُری گت بن رہی ہے فوج کے سب سورماؤں کی

وہ پیہم جو کشش میں ہر سمت سے آکر جھپٹتے ہیں | مگر دشمن کے ہاتھوں بے عزت پٹ کر پلٹتے ہیں

مسلمانوں کی بستی میں جو یہ داخل ہو نہیں سکتے | یقیں جانو کہ محصورین کا کچھ کھو نہیں سکتے

اُسے گھیرے ہیں لے کر سخت پہرے بھی بٹھائے ہیں

رسد کے راستے بھی بند سارے کر دکھائے ہیں

مگر اب تک مسلمانوں میں استقلال ہے ایسا | کہ جیسا ابتدا میں تھا ابھی تک حال ہے ویسا

نہیں آیا ہے فرق ان کے حواس و ہوش میں کوئی | کمی دیکھی نہیں ان کے ذرا سے جوش میں کوئی

چلے آتے ہیں قائم اس طرح جو حوصلے ان کے | یقیں جانو رسد ان کو پہنچ جاتی ہے باہر سے

سو ظاہر ہے کہ حاصل ان کو بیرونی حمایت ہے

سمجھ میں آ نہیں سکتا کہ یہ کس کی عنایت ہے

قائدینِ احزاب میں باہمی بدظنی

اور

یہودیوں کی نسبت پر ملا بد اعتمادی

مگر اک بات ہے جس کو بھلایا جا نہیں سکتا
کسی سے اس حقیقت کو چھپایا جا نہیں سکتا

کہ ہر ذلت یہودی سُود خواروں کو گوارا ہے
مذاقِ زر کشی جن کا جہاں پر آشکارا ہے

یہ ممکن ہے کہ در پردہ رسد دشمن کو دیتے ہوں
منافع اُس سے چھپ کر اس طرح کم بخت لیتے ہوں

قبائل کو زر و دولت کا لالچ کھینچ لایا ہے
جنھیں دھوکے سے ان زر کش خبیثوں نے بلایا ہے

یہ کہتے تھے درونِ شہر سے جائیں گے ہم ان کو
مسلمانوں کی دولت جا کے دِکھلائیں گے ہم ان کو

اُدھر عوراتِ یثرب پر انھیں قبضہ دلائیں گے
جنھیں سب بانٹ کر پھر لونڈیاں اپنی بنائیں گے

مگر وعدہ نہ ان کا ایک بھی پورا ہُوا اب تک
بتاؤ ان مہاجن بزدلوں نے کیا کیا اب تک؟

صفِ لشکر میں یہ عیار تاجر بن کے آتے ہیں
منافع لے کے مال اپنا یہاں سب بیچ جاتے ہیں

وہ معہودہ مدد دینے سے بھی انکاری ہے ان کو — اُدھر اب تو رسد دینے سے بھی انکار ہے ان کو

ذخائر ختم ہونے کو ہیں خورد و نوش کے سارے — جواں آ جائیں گے عاجز ہمارے بھوک کے مارے

یہ کہتے تھے شراب ہم مفت لشکر کو پلائیں گے — رسد اپنے ذخیروں سے قبائل کو دلائیں گے

ولے اب نقد قیمت مانگتے ہیں فوج والوں سے

قبائل اس لیے بیزار ہیں سب ان کی چالوں سے

○

"شراب اُن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی!"

شراب اپنے لیے اس وقت روحِ زندگانی ہے — کفیلِ جوشِ ہمت دورِ جامِ ارغوانی ہے

اسی سے حوصلہ قائم ہے لشکر کے جوانوں کا — اسی پر منحصر ہے جوشِ جنگی، پہلوانوں کا

جواں بے کار ہو جائیں گے محرومِ شراب ہو کر — پڑیں گے دیکھ لینا ہر طرف رن میں خراب ہو کر

فقط دو تین دن کا ہی ذخیرہ اب تو باقی ہے — پھر اس کے بعد محفل میں نہ ساغر ہے نہ ساقی ہے

وہ شاعر جن کو ادنے تھے رجز گا کر سنانے کو | میدانِ وغا جنگی صفوں کا دل بڑھانے کو

سبھی جام و سبو کا ہی سہارا لے کے جیتے ہیں | کہ سب ہرزہ سرا دن رات گاتے اور پیتے ہیں

میسّر گر نہ آئے ایک دن جامِ شراب اُن کو | تو پھر یوں شعر گوئی کی نہ ہو لاریب تاب اُن کو

چڑھا کر جام ہی رہتے ہیں خوش شاداب یہ سارے | کہ ہیں بھاڑے کے ٹٹّو بالیقیں ہرزہ سرا سارے

ہوئے محروم جس دن بھی شرابِ ارغوانی سے | تو دھو بیٹھیں گے وہ پھر ہاتھ اپنی زندگانی سے

بہت ممکن ہے مل کر ہجو پر بھی وہ اتر آئیں | ہم ان شعلہ نواؤں سے مغلّظ گالیاں کھائیں

سو اب سالار خود دیکھئے ضرورت پیش بندی کی

کہ صورت جو بھی ہے اس وقت وہ ہم نے بیاں کر دی

○

ابوسفیان کی جوابی تقریر

ابوسفیاں نے سُن لی تلخ کیفیت رفیقوں سے | تو کھسیانا سا ہو کر اہلِ محفل سے لگا کہنے

کہا اے حامی نژادو! سربلند و جنگجو لوگو! ۔۔۔ قبائل کے گروہ! سارے عرب کی آبرو لوگو!

بجا ہے آپ کا شکوہ مگر یہ بھی حقیقت ہے ۔۔۔ کہ موقوف تعاون ہی ہماری فتح و نصرت ہے

و لیکن جس طرح کا اب تعاون یاں ضروری ہے ۔۔۔ ہمارے ساتھیوں سے اکثروں کو اس سے دوری ہے

عیاں ہے بد دلی مجھ پر قبائل کے جوانوں کی ۔۔۔ ادھر بدلی ہوئی نیت یہودی مہربانوں کی

کہ جن کی پستیٔ کردار ہے اس جنگ میں ظاہر ۔۔۔ وہ سرکش ہو گئے ہیں اب حقیقی رنگ میں ظاہر

مقدم ہے یقیں جانو! فقط اپنا مفاد ان کو ۔۔۔ ہمارے عہد و پیماں پر نہیں اب اعتماد ان کو

پیام[1] ان کی طرف سے جو مجھے اس وقت آیا ہے ۔۔۔ تمہیں بھی وہ سنانے کے لئے میں نے بلایا ہے

نہیں ہے قول کا اپنے انہیں کوئی خیال اس دم ۔۔۔ طلب کرتے ہیں ہم سے وہ کچھ یرغمال اس دم

---

[1] یہود اور احزاب کے دیگر قبائل بالخصوص قریش کے درمیان پھوٹ ڈالنے میں قبیلہ غطفان کے سردار نعیم بن مسعود ثقفی نے نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ یہود سے تو اس نے کہا کہ قبائل محض زر و دولت کے طالب ہیں مگر مسلمانوں کے پاس مال و دولت کہاں؟ وہ مدینہ میں داخل ہو کر یقیناً تمہارے خزانے ہی لوٹیں گے اور اگر محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے تو تم مسلمانوں کے رحم پر رہ جاؤ گے۔ بہتر ہے تم حملے کی ابتدا سے پہلے قریش اور قبائل کے چیدہ چیدہ آدمی بطور یرغمال ان سے لے رکھو تاکہ وہ تم سے دغا نہ کر سکیں۔ ادھر قریش وغیرہ سے کہا کہ یہود در پردہ مسلمانوں سے مل گئے ہیں اور تمہارے فردوں کو بطور یرغمال طلب کر کے قید کر لینا چاہتے ہیں۔ پس جب یہود نے ایسا مطالبہ کیا تو قریش و قبائل کو بیشک نعیم کی باتوں پر یقین ہو گیا۔ دیکھو سیرۃ النبی جلد اول

دلاور نامور سردار لینا چاہتے ہیں وہ
اسی اک شرط پر امداد دینا چاہتے ہیں وہ

اُدھر کہتے ہیں روزِ سبت بھی معذور ہیں ہم
کہ اس دن کے سبب آرام پر مجبور ہیں ہم

ارادہ اُن خبیثوں کا نہیں ہے مجھ سے پوشیدہ
کہ میں بھی تو نہیں ہوں کوئی مردِ کار نادیدہ

انھیں اور ان کی فطرت کو بخوبی جانتا ہوں میں
کمینوں کا مذاقِ زرکششی پہچانتا ہوں میں

قبائل کو سمجھ کر اس جگہ پر دُور افتادہ
رسد کی نقد قیمت اُن سے لینے پر ہیں آمادہ

اِدھر محفوظ کرنا چاہتے ہیں وہ ذخائر کو
کہ رکھنا چاہتے ہیں یرغمال اپنے [illegible] کو

انھیں ڈر ہے کہ ہم نے سر کیا جس دم مدینہ کو
تو شاید لوٹ لیں گے اُن خبیثوں کے دفینے کو

سو ایسی لوٹ کا جو ہے انھیں اب احتمال ہم سے
تحفظ کے لیے وہ چاہتے ہیں یرغمال ہم سے

خلافِ عہد سب احزاب سے بیزار ہیں دیکھو۔
وفا دشمن کمینے کس قدر عیار ہیں دیکھو!

○

بھرم جو کھل گیا ہے وقت پہ اِن بے حیاؤں کا
بہت اچھا ہے کٹ جانا ابھی سے بے وفاؤں کا

سبق ہم نے لیا ہے ان کمینوں کی خساست سے
کہ رکھیں دور ہی ان کو مدینے کی سیاست سے

بس اب اعلان سن لیجے کہ میرے اک اشارے پر
سحر ہوتے ہی ہلّہ بول دیں اپنے جواں مل کر

بڑھے ہیں جوش میں ہر ایک صف موجِ فنا ہو کر
کہ بچھ جائے عدو کی فوج پر سیلِ بلا بن کر

نہیں مجھ سے نہاں اب لشکرِ یثرب کی بےحالی
کمیں گاہیں نظر آتی ہیں اُس کی دید سے خالی

ٹھہر سکتا نہیں وہ لشکرِ احزاب کے آگے
بساط اس کی بھلا کیا موت کے سیلاب کے آگے

ادھر نتیجۂ خندق کا مکمّل کام ہو جائے
ادھر پھر شہر میں ہر سمت قتلِ عام ہو جائے

مدینے میں ہر اک محفوظ گھر بھی پھر تمہارا ہے
یہودی قوم کا سب مال و زر بھی پھر تمہارا ہے

مرے فرمان کا احزاب میں اعلان کر دیجے
جوانانِ قبائل میں نرالا جوش بھر دیجے

علم اپنے اٹھا کر لات و عزیٰ کے سہارے پر
بہنگامِ سحر آگے بڑھو میرے اشارے پر

ابوسفیانؓ کی تقریر کا حاضرین پر ردِ عمل

کیا سالار نے جب یوں خطاب اس خاص محفل سے
پسند آئی تھا تجویز یہ ہر ایک کو دل سے

باظہارِ مسرت سب ہوئے اجلاس سے رخصت
کہ سمجھا دیں جوانوں کو نئے حالات کی صورت

یقیں تھا اب انہیں ہم کل مسلمانوں کو جا لیں گے
تو فوراً موت کی آغوش میں سب کو سلا دیں گے

ادھر دیں کو لوٹ کر جس دم سمیٹیں گے خزانوں کو
چلے جانبازیوں کے خوب دیں گے پہلوانوں کو

نہ تھا معلوم لیکن ان ضلالت آشناؤں کو
کہ حق کی ذات نے سن کر محمدؐ کی دعاؤں کو

ق
مٹا افواجِ باطل کے لیے لکھی تھی پسپائی
مقدر ہو چکی تھی جس کی ذلت اور رسوائی

ابوسفیانؓ خیلوتیان ریازکو دعوت پر بلاتاھے

ابوسفیاں نے اب یارانِ خلوت یاد فرمائے — تو خادم عکرمہ کو اور ابن العاص کو لائے
نہیا کرکے پھر الوانِ نعمت جلد خیمے میں — چنا ان خادموں نے خوانِ نعمت جلد خیمے میں
لگائے ڈھیر قابوں میں ادھر تازہ کبابوں کے — سلیقے سے سجائے پھر اُدھر شیشے شرابوں کے

غرض یوں بچھ چکا جب خوانِ یغما فرشِ خیمہ پر
تو بیٹھے اُس پہ کھانے کے لئے تینوں رفیق آکر

کفار پر عذابِ الٰہی کا نزول

طوفانِ باد کا ناگہانی حملہ

مگر تینوں نے مشکل سے ابھی لقمے اٹھائے تھے — کھلے مونہوں تلک بھی وہ انھیں لانے نہ پائے تھے

کہ جھونکا اک قیامت خیز بادِ تند کا آیا
اُٹھا کر ساتھ جو ہر سو گھٹا اک گرد کی لایا

کھلے مونہوں میں گرد اس نے بھری کچھ اس طرح آ کر
کہ تھو تھو تھک گئے کرنے وہ تینوں سخت گھبرا کر

اُدھر پنجا اُلٹ کر جوش میں یک لخت نابوں کو
لنڈھایا توڑ کر شیشے کی رنگیں بوتلوں کو

یہ ایسا پیش خیمہ تھا بلائے ناگہانی کا
دِکھایا جس نے منظر اک عذابِ آسمانی کا

کچھ ایسے جوش میں ہر سمت سے گرد و غبار اٹھا
کہ بوسفیان فوراً "الاماں" ڈر کر پکار اُٹھا

طنابیں توڑتی خیمے اڑا کر لے گئی آندھی
یکایک ساز و ساماں تک اٹھا کر لے گئی آندھی

اُلٹ دیں ہانڈیاں چولھوں پہ اک جھٹکا دیا اس نے
ہراساں کر دیا لشکر کو پہلے وار ہی اس نے

مسلّط کی فضا پر اک اندھیری رات کی حالت
دِکھا دی اہلِ باطل کو شبِ ظلمات کی حالت

نظر آتے تھے یوں اڑتے ہوئے ہر سمت انگارے
شبِ تاریک میں ہوں آسماں پر جس طرح تارے

طمانچے جو شرر آمیز کنکر آ لگاتے تھے
تو گھوڑے ہنہناتے اور اشتر بلبلاتے تھے

اُدھر ہر ایک خود کو نیم جاں پاتا تھا سردی سے
کہ مغزِ استخواں تک بھی جما جاتا تھا سردی سے

یہ عالم دیکھ کر چاروں طرف سب بے قراری کا — ہوا پست حوصلہ احزاب کے ہر مرد ناری کا

فضا سے آرہی تھیں پے بہ پے پُرہول آوازیں — اجل کے بھوت کی آتیں نظر لشکر کو پروازیں

ابوسفیان پر اب چھا رہا تھا یاس کا عالم

دکھائی دے رہی تھی جس کو پاداشِ عمل اس دم

تصور میں خبیبؓ و زیدؓ کو جب دیکھ پاتا تھا — تو ظالم خوف کے مارے یکایک کانپ جاتا تھا

وہ سمجھا بس جفاکاری ہماری رنگ لائی ہے — محمدؐ نے یقیناً غیب سے امداد پائی ہے

زمین و آسماں دونوں ہلاکت بار ہیں اس دم — قیامت کے سے نقشے ہو رہے ہیں آشکار اس دم

تقاضا مصلحت کا اب یہاں سے بھاگ جانا ہے

ٹھہرنا اس جگہ اپنی تباہی کو بلانا ہے

○

بدحواسی کے عالم میں میدانِ خندق سے

سپہ سالار ابوسفیان کا فرار

بدیں عالم ابوسفیاں ہُوا تیار چلنے کو
ہلاکت خیز طوفاں سے بسرعت بچ نکلنے کو

بندھا رہتا تھا خیمے کے قریب اکثر شتر اُس کا
کہ جس پہ بیٹھے ہُوا کرتا تھا فوراً ہر سفر اُس کا

بصد دقت اندھیرے میں اُسے واں ڈھونڈ کر آخر
وہ اُس پہ جا چڑھا جس دم بہ آہنگِ سفر آخر

تو چلایا کہ اے احزاب کے خُرد و کلاں سن لو!
مرا اعلانِ آخر غور سے پیر و جواں سُن لو!

"گھروں کی راہ لو فی الفور اب یاں سے نکل جاؤ
مبادا یاں ٹھہرنے پر بصد افسوس پچھتاؤ
مرے اِس حکم کو تم بزدلی اِس وقت مت سمجھو!
یہاں سے بھاگ جانا ہی قرینِ مصلحت سمجھو!

یہ کہہ کر لی بڑی سُرعت سے ہاتھوں میں زمام اس نے
کیا یوں بھاگ جانے کا بعجلت اہتمام اس نے

اشارے سے شتر لیکن نہ جب اٹھتا نظر آیا
وفورِ بے حواسی میں ابو سفیان گھبرایا

زمام اُس کی جھٹک کر ڈھیل پھر اک بار دی اس کو
پیاپے پاشنوں کی ساتھ ہی پھر مار دی اس کو

شتر اس حال میں بھی بلبلا کر اُٹھ نہ سکتا تھا
تو غصے میں ابوسفیاں کئی دشنام بکتا تھا

یہ حالت دیکھ کر اب پاس ہی سے عکرمہ بولا
کہ ہے ننگِ سلف عمِ گرامی یہ عمل تیرا

یقیناً تو حواس اپنے بجا اس دم نہیں پاتا
بندھا ہے اونٹ کا گھٹنا نظر تجھ کو نہیں آتا

مرے چچا! خیال آتا ہے مجھ کو بار بار ایسا
کہ ننگِ خانداں ہے بے گماں تیرا فرار ایسا

بجا ہے یہ عذابِ آسمانی اک قیامت ہو
مگر تیرا عمل بھی بُزدلی کی اک علامت ہے

یہ سن کر جلد بوسفیان نے گھٹنا اونٹ کا کھولا
خجل ہو کر سوار ہوتے ہوئے پھر ساتھ ہی بولا

کہ بیٹا! نیک و بد اپنا بخوبی جانتا ہوں میں
عرب کی اس ہوا کو دیر سے پہچانتا ہوں میں

تمھیں تفویض کر کے جا رہا ہوں اختیار اپنے!
لیے آنا مرے پیچھے بسرعت سب سوار اپنے!

پردۂ شب میں لشکرِ احزاب کی ناکام مراجعت

ہُوا اِس حال میں میدان سے سالار جو رخصت
تو لشکر کی صفوں پر چھا گئی اب اور بھی دہشت

یہ بھاگڑ اُس کی آخر ہو گئی مشہور میداں میں
کہ راز ایسا نہ رہ سکتا تھا اب مستور میداں میں

اُڑے یکسر حواس و ہوش یوں مغلوب لشکر کے
کہ دل ڈر سے دھڑکنے لگ گئے مغضوب لشکر کے

ہراس و یاس نے جو اس طرح احزاب کو گھیرا
تو چھٹنے لگ گیا لشکر یکایک چھوڑ کر ڈیرا

غرض اس حالِ ابتر میں کوئی پیچھے کوئی آگے
شبِ تاریک میں افتاں و خیزاں اہلِ شر بھاگے

○
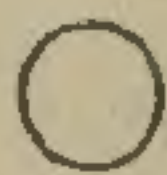
مدینے کی سحرِ سعید

سحر کا نور مشرق سے عیاں آخر ہُوا جس دم
نظر آیا زمیں پر چشمِ گردوں کو عجب عالم

نسیم امن و راحت تھی رواں یثرب کے دامن میں قیامت خیز ہنگامے نہ تھے باقی کہیں ان میں

نشاں تک بھی نہ تھا میدان میں اُن شر پسندوں کا جنھیں مطلوب تھا آکر مٹانا نیک بندوں کا

سراپا درسِ عبرت تھی صفِ باطل کی پسپائی خدا کی ذات نے دی جس کو ذلت اور رسوائی

سیاہی کفر کے طغیان کی کافور تھی ساری
مدینے کی فضا پھر نور سے معمور تھی ساری

(جلد سوم ختم)